

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

الحقائق في الحقائق

المعروف

شرح حقائق بخشش

(جلد ہشتم)

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

() ☆ ☆ ☆ ()

() ☆ ☆ ()

() ☆ ()

شرح حدائق بخشش

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہ کا کوثر و تسنیم سے دھلا ہوا کلام سرکارِ دو عالم ﷺ کی عقیدت و محبت میں اس قدر ڈوبا ہوا ہے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تاہم آپ کے بہت سے اشعار ایسے ہیں کہ ان کے مطالب و معانی تک عوام تو کیا علماء بھی نہیں پہنچ سکتے۔

اس لئے شدت سے یہ کمی محسوس کی جا رہی تھی کہ حدائق بخشش کی شرح لکھی جائے۔ کراچی کے حضرت علامہ غلام یلین مدظلہ العالی نے وثائق بخشش کے نام سے شرح لکھنی شروع کی اس کے صرف دو حصے چھپ سکے ہیں۔ حضرت مولانا محمد اول شاہ مدظلہ العالی بھی اس کی شرح کی لکھ رہے ہیں جو ماہنامہ القول السدید میں قسط وار چھپ رہی ہے لیکن یہ دونوں شرحیں مختصر ہیں۔

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی نے الحقائق فی الحدائق کے نام سے حدائق بخشش کی مبسوط شرح پچیس جلدوں میں لکھی ہے جس کی چھ جلدیں چھپ چکی ہیں اور ”دیر آید درست آید“ کے مطابق خوب شرح لکھی ہے ابتداً حل لغات، پھر شرح اس تفصیل سے لکھی ہے کہ پڑھنے والے کا دل و دماغ روشن ہو جائے۔

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی علوم و فنون کا بحرِ خارا اور اہل سنت و جماعت کے علماء کی صفِ اول کے ممتاز عالم ہیں وہ بیک وقت شیخ القرآن و الحدیث بھی ہیں، کامیاب مدرس، خطیب اور مناظر بھی ہیں۔ اس کے علاوہ کثیر التصانیف مصنف اور مترجم بھی ہیں۔ حضرت علامہ اسمعیل حق حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف ”تفسیر روح البیان“ کا ترجمہ کر کے شائع کر چکے ہیں، مثنوی شریف کی شرح کی پانچ جلدیں بھی چھپ چکی ہیں ان کے علاوہ ان کی تصانیف کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔

حدائق بخشش میں امام احمد رضا بریلوی نے جن آیات و احادیث کی ترجمانی کی ہے یا جن کے اقتباسات دیئے ہیں حضرت علامہ نے اپنی شرح میں ان کی واضح نشاندہی کی ہے بلکہ ایک ایک شعر کی شرح میں متعدد آیات و احادیث پیش کر دیتے ہیں کہیں بزرگانِ دین کے واقعات بھی تحریر کر جاتے ہیں اور لطف یہ کہ ان کی تحریر سے نہ صرف عوام بلکہ علماء کرام بھی مستفیض ہو سکتے ہیں۔

البتہ انہوں نے امام احمد رضا کے کلام کے فنی اور ادبی محاسن بیان کرنے کی طرف توجہ نہیں دی یہ کام انہوں نے ماہرینِ فنِ شعر اور ادباء کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی سخن شناس ادیب کو توفیق دے کہ وہ اس ضخیم اور بھاری بھر کم شرح کا خلاصہ تحریر کر دے۔ (آمین)

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۴ جمادی الآخر ۱۴۱۷ھ - ۱۱۸ اکتوبر ۱۹۹۶ء

نعت ۷۵

نہ عرش ایمن نہ انی ذاہب میں میہمانی ہے
نہ لطف ادن یا احمد نصیب لن ترانی ہے

شرح

اس صنعت میں تقابل کے علاوہ دو تلمیحات ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے لئے قرآن مجید میں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝ (پارہ ۲۳، سورۃ الصفۃ، آیت ۹۹)

میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”لن ترانی“ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔

حضور اکرم ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی ”ادن منی“ میرے قریب

آؤ۔

شعراول میں آیۃ

نُودِي مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ . (پارہ ۲۰، سورۃ القصص، آیت ۳۰)

ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ تو صرف ندا ہے میہمانی کی تو بات نہیں جو موسیٰ علیہ السلام کی میہمانی کی ندا

کی گئی ہے ہاں عرش بریں پر تو بلا کر اپنے حبیب اکرم ﷺ کو خاص میہمانی سے نوازا پھر کہاں صرف ندا اور کہاں میہمانی

رب العلا جلا و علا ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام کے لئے کوہ طور میں جلوہ کی حکایت کو حضور نبی پاک ﷺ کو قرب حق دیدار سے

نوازا گیا۔ خلاصہ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ طور اور حضور ﷺ کے واقعہ معراج میں بہت بڑا فرق ہے۔

نصیب دوستاں گر اُن کے در پر موت آئی ہے
خدا یونہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے

شرح

مدینہ پاک میں اور بالخصوص آستانِ نبوت پر موت آنا حیاتِ جاودانی ہے نصیبِ دوستانِ فرما کر امام احمد رضا قدس سرہ نے تمام عاشقانِ صادق کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے کہ خدا کرے یہ سعادت ہر عاشقِ رسول ﷺ کو نصیب ہو۔

اسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں
اُٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

دل لغات

مچلتے از مچلنا، ضد کرنا، ڈھٹائی کرنا وغیرہ۔ بلکتے از بلکنا، بے چین ہونا، بے قراری ہونا، پھوٹ پھوٹ کر رونا۔

شرح

عاجزی و ناتوانی کا کیا کہنا جو درِ رسول کریم ﷺ سے اُٹھنے نہیں دیتی اور ہم آستانہِ کریم پر ہی پڑے ہوئے تڑپ رہے ہیں اور چل رہے ہیں اور اسی ضد اور ڈھٹائی میں ہی پھوٹ پھوٹ کر روتے رہیں گے کبھی تو وہ نگاہِ لطف سے نوازے گا۔

ہر ایک دیوار و در پر مہر نے کی ہے جبین سائی
نگار مسجد اقدس میں کب سونے کا پانی ہے

دل لغات

مہر، سورج۔ نگار، نقش و نگار

شرح

مسجد نبوی پاک کے نقش و نگار پر جو سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورج نے یہاں کے در و دیوار پر جبین سائی کی ہے کیونکہ آفتاب کی شعاعوں سے دنیا میں سونا پیدا ہوتا ہے اسی لئے اسے سونے کا پانی سمجھو۔ نبی کریم ﷺ مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد جب مدینہ میں تشریف لائے تو جس جگہ آپ کی اونٹنی بیٹھی تھی اسی جگہ اب مسجد واقع ہے اس سے متصل حضرت ایوب انصاری کا مکان تھا آپ کی میزبانی کی سعادت ان کے حصے میں آئی۔

مدینہ آنے کے فوراً بعد اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے پیش نظر تنظیم مملکت کے نہایت اہم امور تھے لیکن ان میں سب سے پہلا کام ایک خانہ خدا کی تعمیر تھی جیسا کہ قبائیں آپ نے چار روزہ مختصر قیام کے دوران سب سے پہلے جو کام کیا وہ مسجد ہی کا قیام تھا اس سے مسجد کی اہمیت و افادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسلام میں مسجد کے ادارے نہ صرف مذہبی اہمیت حاصل ہے بلکہ تعلیمی، معاشرتی اور سیاسی اعتبار سے بھی اس کا مقام متعین ہے جیسا کہ آگے تفصیلی مباحث سے واضح ہوگا دراصل اولین ضرورت ہی ایک ایسے مرکزی مقام کی تھی جہاں سے آپ تمام تعلیمی، معاشرتی اور سیاسی امور کی تدبیر انجام دیں۔ اسلامی تعلیم و تبلیغ اور اس کا عملی سبق سکھانے اور ان بنیادوں کو واضح کرنے کے لئے جن پر اسلامی ریاست کو چلانا تھا مسجد کا قیام انتہائی ضروری تھا۔

فائدہ

حضرت ابو ایوب انصاری کا نام خالد تھا ان کا تعلق قبیلہ نجار سے تھا۔ صحیح مسلم باب الجیرۃ میں ہے کہ جب لوگوں میں آپ کی میزبانی کے متعلق اختلاف ہوا تو آپ نے کہا میں بنو نجار کے ہاں اترؤں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قصداً ایسا کہا تھا۔ امام بخاری نے بھی تاریخ صغیر میں تصریح کی ہے کہ آپ کا ابو ایوب کے گھرا ترنا اسی قرابت کی وجہ سے تھا۔

تعمیر

جس جگہ حضور کی ناقہ جا کر بیٹھی تھی وہ قطعہ زمین سہل اور سہیل نامی دو یتیم بچوں کی ملک تھا۔ یہ بچے حضرت اسعد بن زرارہ کے آغوش تربیت میں تھے حضور نے اسی جگہ مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس جگہ انصار کھجوریں خشک کرنے کے لئے پھیلاتے تھے اور اسی جگہ اسعد بن زرارہ نے مسلمان ہو کر نماز باجماعت کا انتظام کیا تھا گویا آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی چند مقدس نفوس کے ہاتھوں ایک مسجد کی بنیاد پڑ گئی تھی۔

خانہ خدا کی تعمیر کے لئے بنی نجار کے سارے لوگ اور یتیم بچے اس زمین کو بلا قیمت دینے پر تیار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ مناسب نہیں سمجھا۔ طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق آپ نے اس زمین کو دس دینار میں خرید لیا۔ قیمت ادا کرنے کا شرف حضرت ابو بکر صدیق کو حاصل ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ اسعد بن زرارہ نے اس زمین کے معاوضہ میں ان کو بنو بیاضہ میں اپنا ایک باغ دے دیا تھا۔ مسجد کے لئے حاصل کردہ اس قطعہ زمین میں کچھ قبریں اور کھجور کے درخت تھے۔ ابو داؤد نے اس بارے میں جو روایات بیان ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ قبریں اُکھڑا دی گئیں اور

کھجور کے درخت کٹوا دیئے گئے۔ جو درخت کٹے اُن کے ستون بنے کھجور ہی کے پتے چھت میں استعمال ہوئے۔ گیلی مٹی سے کچی اینٹیں بنائی گئیں اور ان اینٹوں سے مسجد کی چار دیواری تعمیر ہوئی۔ اس کی بنیاد زمین کی سطح سے تین ذراع (ہاتھ) گہری پتھروں سے بھری گئی۔ اس سے اوپر کچی اینٹوں سے دیوار اٹھی اس خانہ خدا کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس ایک معاون کی حیثیت سے شریک ہوئے اور اپنے دست مبارک سے اینٹیں اٹھا کر دیوار چنتے تھے گو صحابہ نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ہماری موجودگی میں یہ کام نہ کریں لیکن آپ نے ان کی درخواست قبول نہ کی۔ آپ آخر وقت تک دوسروں کے ساتھ مل کر پوری مستعدی سے کام کرتے رہے اور اپنے جاں نثاروں سے ساتھ یہ جہز پڑھتے تھے۔

اللهم لا عيش الا عيش الآخرة فاغفر الانصار والمهاجرة

اے اللہ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے لہذا تو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔

تعمیر کے وقت اس کا قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا کیونکہ ابھی تک اہل اسلام کا قبلہ اسی جانب تھا۔ بیت المقدس کے شمال میں اور خانہ کعبہ جنوب میں تھا مدینہ آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے تقریباً سولہ سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھائی۔ آخر نصف رجب ۲ھ میں تحویل قبلہ کا حکم آیا اس مسجد کے تین دروازے بنائے گئے۔ ایک دروازہ مسجد کے عقب کی جانب یعنی جنوب کی جانب رکھا گیا دوسرا دروازہ باب عاتکہ جس کو آج کل باب الرحمة کہتے ہیں تیسرا دروازہ باب عثمان جواب باب جبریل کے نام سے موسوم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ظاہری وصال یہیں پر ہوا۔ یہی وہ حجرہ عالیہ ہے جہاں دس دس صحابہ کی جماعت نے اندر داخل ہو کر نماز جنازہ ادا کی اس جگہ کو مقصورة النبویہ الشریفہ سے تعمیر کیا جاتا ہے۔ عمارت کا یہ حصہ مسجد نبوی کے دائیں جانب یعنی جانب مشرق ہے۔ آپ کے وصال کے بعد بھی حضرت عائشہ اسی حجرے کے ایک حصے میں رہتی تھیں۔ تیرہ برس تک یعنی جب تک حضرت عمر فاروق وہاں مدفون نہیں ہوئے تھے حضرت عائشہ وہاں بے حجاب آتی جاتی تھیں کیونکہ ایک شوہر دوسرا باپ تھا حضرت عمر کی تدفین کے بعد فرماتی تھیں کہ اب وہاں بے پردہ جاتے ہوئے حیا آتی ہے۔

روضة الجنة

مقصورة شریفہ کے دائیں جانب سمت مغرب میں منبر مبارک سے مقصورة شریف کی حد تک جگہ کو روضہ الجنة کہا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے

ما بین بیتى و منبرى من رياض الجنة

میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان کا حصہ جنت کے باغچوں میں سے ایک باغچہ ہے
یہ حصہ تقریباً پانچ ذراع ہے۔

صفہ و اصحاب صفہ

مسجد نبوی کے شمالی جانب ایک مسقف پر چبوترہ تھا صفہ عربی میں سائبان کو کہتے ہیں یہ جگہ ان لوگوں کے لئے مقرر تھی جو بے گھر تھے جن کے رہنے کی کوئی جگہ نہ تھی نہ ان کے عزیز و اقارب اور رشتہ دار تھے اور نہ ہی ان کا کوئی معاشی سہارا تھا۔ ان میں مقامی لوگ بھی جو باہر سے تعلیم دین کے لئے آئے تھے اس اعتبار سے یہ دارالافتاء تھا علم کے شائقین اسی چبوترے پر بیٹھتے تھے اور علم حاصل کرتے تھے۔ ان کی مجموعی تعداد چار سو تک تھی یا اس سے کچھ کم یہ بتدریج آئے تھے اور وقتاً فوقتاً کم اور زیادہ ہوتے تھے کبھی دس بیس یا اس سے کم ہوتے اور پچاس ساٹھ تک پہنچ جاتے تھے۔ حضرت بلال، صہیب رومی، عمار بن یاسر، سلمان فارسی اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان ہی لوگوں میں سے تھے ان سب نے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا تھا یہ لوگ دن بھر بارگاہ نبوت میں حاضر رہتے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے اور آپ کی تعلیمات سے مستفید ہوتے۔ رات کو اس چبوترے پر پڑے رہتے ان میں سے وہ لوگ جو قرآن کی تعلیم زیادہ سے زیادہ حاصل کر لیتے قراء کے نام سے مشہور ہو جاتے تھے۔ دعوت اسلام کے لئے کہیں بھیجنا ہوتا تھا تو یہی لوگ بھیجے جاتے تھے وہ ستر قراء بھی ان ہی میں سے تھے جن کو غزوہ احد کے بعد سن تین ہجری میں بیر معونہ میں دعوت اسلام کے لئے بھیجا گیا تھا اور وہ شہید کر دیئے گئے تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر روزے سے رہتے تھے، ہر غزوہ میں شریک ہوتے تھے ان میں جب کوئی شادی کر لیتا تھا تو اس حلقے سے نکل آتا تھا۔ ان میں ایک جماعت دن کو جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتی اور بیچ کر اپنے بھائیوں کے لئے کھانا مہیا کرتی تھی یا آنحضرت ﷺ کے پاس کسی جگہ سے صدقے کا کھانا آ جاتا تو آپ وہ کھانا ان کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔

منبر نبوی

ابتدا میں کوئی منبر نہیں تھا رسول اللہ ﷺ خطبہ کے وقت کھجور کے درخت یعنی تنے سے جو ستون کی طرح آپ کے مصلیٰ کے قریب تھا سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ ایک جمعہ کو حضور اکرم ﷺ اسی کھجور کے تنے سے سہارا لئے خطبہ دے رہے تھے کہ ایک انصاری صحابی تمیم داری نے عرض کیا آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کے لئے ایک منبر تیار کرادوں جس پر کھڑے ہو کر آپ خطبہ دے سکیں اور لوگ آپ کو دیکھ سکیں اس سے آپ کو بھی راحت و سہولت ہوگی۔ آپ نے

صحابہ سے مشورہ کر کے اس تجویز کو پسند فرمایا اور منبر بنانے کی اجازت دے دی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ میرا ایک غلام ہے جو اس کام کو اچھی طرح کر سکتا ہے اس طرح ایک منبر تیار کرایا گیا جس کے تین درجے تھے۔ اس کے دو درجے نیچے تھے اور ایک درجہ اوپر کی طرف جس پر کھڑے ہو کر آپ خطبہ دیا کرتے تھے جس روز رسول اللہ ﷺ نے اس جذع نخل کو چھوڑ کر منبر پر قدم رکھا تو اس تنے سے آپ کی جدائی کی وجہ سے گریہ و بکا کی آواز اس طرح سنی گئی جیسے کوئی ناقہ کرب و بے چینی سے گڑ گڑاتی ہے۔ آپ نے آواز سنی تو منبر سے اتر کر اس کے قریب آئے اس پر دست مبارک رکھا اور تسلی دی جس کی وجہ سے اس کی آواز آہستہ آہستہ کم ہوئی۔ اسی وجہ سے اس کو اسطوانہ حنّانہ کہتے ہیں اسی ستون کے پاس وہ صندوق رکھا تھا جس میں کتابت شدہ مصحف رکھا رہتا تھا۔ اسی ستون کے پاس بیٹھ کر صحابہ قرآن یاد کرتے تھے اور اس مصحف سے نقل کر کے اپنے مصحف تیار کرتے تھے۔

مسجد نبوی کی اہمیت

سب سے پہلا خدا کا گھر ہونے کا شرف خانہ کعبہ کو حاصل ہے جس کی تعمیر ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ نے کی اس کے بعد دوسرا خانہ خدا یہ ہے جس کے معمار حضرت ابراہیم کے مصدق خاتم الانبیاء ﷺ ہیں۔ اس اعتبار سے بیت عتیق کے بعد یہ دوسری قدیم عبادت گاہ ہے اسی مسجد کے بارے میں آپ کا یہ ارشاد ہے

انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم المساجد الانبیاء وهو احق المساجد ان یزار وان یرکب الیہ

میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد تمام انبیاء کی مساجد کی خاتم ہے یہ مسجد الحرام کے بعد تمام مساجد میں اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کی زیارت کی جائے اور اس کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کیا جائے۔

یہ ان تین مساجد میں سے دوسری مسجد ہے جن کی طرف تقرب الی اللہ یعنی ثواب کی نیت سے سفر کرنا نہ صرف جائز بلکہ مطلوب ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا

لا تشد الرحال الا الی ثلاثہ مساجد مسجدی ہذا والمسجد الاقصیٰ والمسجد الحرام

ثواب کی نیت سے سفر نہ کرو مگر تین مسجدوں کے لئے مسجد الحرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تقرب الی اللہ اور ثواب کی نیت سے سفر کرنے کی اجازت صرف ان تین مساجد کے لئے حاصل ہے باقی مساجد اور متبرک مقامات کے لئے یہ اجازت نہیں ہے۔

اسی مسجد کے بارے میں آپ کا یہ ارشاد ہے

صلوة فی مسجد هذا خیر من الف صلوة فیما سواہ الا المسجد

میری اس مسجد میں نماز ہزاروں نمازوں سے بہتر ہے دوسری مساجد کے اعتبار سے بجز مسجد حرام کے۔

یہ وہ محترم و مقدس مسجد ہے جو دس سال تک درس گاہ نبوت اور سجدہ گاہ رسول رہ چکی ہے۔ اسی میں حضور نے اور

صحابہ نے سب سے زیادہ نمازیں پڑھیں۔ اسی سے متصل گوشہ کو مدفن رسول اللہ اور دائمی قربت رسول کا شرف حاصل ہے

اسی میں وہ متبرک حصہ ہے جس کے بارے میں آپ نے فرمایا

ما بین بیتي و منبري روضة من رياض الجنة

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغ کا ایک ٹکڑا ہے۔

اسی مسجد نبوی کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کی تعمیر میں خود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے حصہ لیا اپنی خصوصیات کی وجہ

سے دراصل یہی مسجد قرآن کی اس آیت کی مصداق ہے کہ

لَمَسْجِدَ أُسُسٍ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۰۸)

بیشک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پر ہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔

اگرچہ اس آیت میں عمومیت ہے کسی خاص مسجد سے تخصیص مناسب نہیں لیکن تخصیص کی صورت میں مسجد نبوی ہی

اس کی زیادہ مصداق ٹھہرتی ہے کیونکہ اس کی تعمیر میں خود رسول اللہ نے اور صحابہ کی مقدس جماعت ”السابقون الاولون“

نے حصہ لیا۔ ان نفوس قدسیہ سے بڑھ کر کون متقی پارسا اور پاک سیرت ہو سکتے ہیں جو دنیا ہی میں اللہ کے اس معزز اعزاز

رضی اللہ عنہم ورضوانہ سے نوازے گئے ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آپ سے جب اس کے بارے میں

سوال کیا گیا وہ کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ میری یہ مسجد مدینہ ہے۔

اسلام زندگی کا ایک مکمل نظام رکھتا ہے جہاں وہ دین کی رہنمائی کرتا ہے وہیں وہ دنیوی زندگی کے ہر شعبے میں

ہدایت دیتا ہے۔ اس طرح سے سیاسی نظام بھی اس کا ایک جز ہے۔ یہ بات اسلام کے مزاج میں داخل ہے کہ مذہب

وسیاست ساتھ ساتھ چلیں یہاں مذہب و سیاست جدا نہیں بلکہ دونوں کی وحدت ہی اس کا طرہ امتیاز ہے کیونکہ اسلام

میں اس معنی میں مذہب نہیں جس معنی میں دوسرے مذاہب کو مذہب سمجھتا ہے یعنی اللہ کا دائرہ حکومت ہے اور بادشاہ کا

دائرہ حکومت اور خدا کے حکم کے مطابق اجتماعی زندگی سے متعلق سارے مسائل عبادت ہی ہیں اسی وجہ سے ابتدائی زمانہ

اسلام میں جب مذہب و سیاست میں تفریق نہیں تھی ایک ہی شخص بیک وقت فرائض جہان بینی بھی ادا کرتا تھا اور مسجد کی امامت بھی اس کے فرائض منصبی میں شامل تھی اور وہی ایک عمارت مسجد سیاست اور مذہب دونوں کا مرکز تھی اس تعلق کا اظہار اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ مسجد ہر جگہ شہر کے وسط میں رہی اور فرماں روا کا مسکن ہمیشہ اس کے متصل رہا۔

اقامت صلوٰۃ

قرآن میں مسلمانوں کا ایک خاص وصف بیان کیا گیا

الَّذِينَ اِنْ مَّكَّنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ

الْمُنْكَرِ (پارہ ۷، سورۃ الحج، آیت ۴۱)

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز پر پار کھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔

گویا مسلمانوں کو اجتماعی طور پر اس نصب العین کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ نماز قائم کریں لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اسی وجہ سے مسلمانوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ ایسی نظریاتی حکومت قائم کریں جو اخوت، مساوات، آزادی اور معاشرتی انصاف پر مبنی ہو۔ اس اعتقادی ریاست کی عملی تشکیل کے لئے مسجد کی تنصیب ایک بنیادی ضرورت ہے نماز دین کا ستون ہے اور تمام عبادات میں زیادہ اہمیت رکھتی ہے قرآن حکم ”وَ اِذْ كُنُوعُوا مَعَ الرَّكْعَيْنِ“ کے مطابق فرض نماز اسی معین جگہ جسے مسجد کہتے ہیں ادا کرنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کو اجتماعی طور پر جماعت سے ادا کرنے کا حکم دیا ہے یہ جماعت سربراہ مملکت میں اور دوسری مساجد کے اندر اس کے نمائندوں کی امامت میں ہونی چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد اور بعد کے ادوار میں ادا کی جاتی رہی اسی وجہ سے نماز کی دعاؤں وغیرہ میں مفرد کے بجائے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے مسلمانوں کے اندر اخوت، مساوات، ہمدردی اور رواداری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اونچ نیچ، امیر غریب، شاہ و گدا کا فرق و امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔ انتشار نشست اور بد نظمی کا قلع قمع ہوتا ہے ان ہی اعلیٰ مقاصد کے تحت مسلمان دن میں ایک مرتبہ نماز کے لئے یکجا ہوتے ہیں تاکہ ان کے درمیان اخلاقی بنیاد پر معاشرتی تعلقات قائم ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے لئے مسجد کا وجود ناگزیر ہے اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہماری عبادتوں کی تکمیل میں مسجد ایک اہم کردار ادا کرتی ہے جس کو قائم رکھنا ملت اسلامیہ کے لئے بے حد ضروری ہے۔

مرکز ثقافت

مذہبی مرکز ہونے کے علاوہ مسجد نبوی مسلمانوں کا معاشرتی و ثقافتی مرکز بھی تھا۔ یہیں سے مسلمانوں کو ان تمام مسائل کی تعلیم دی جاتی تھی جو ان کی فلاح اور خوش حالی سے متعلق ہوتے تھے جمعہ کا خطبہ اسی مقصد کے پیش نظر رکھا گیا ہے کہ ہفتہ بھر کے مسائل و حالات سے عوام کو باخبر کیا جاتا ہے۔ اس خطبے کو لازمی قرار دیا گیا اور اس میں شرکت پر بھی بہت زور دیا گیا ہے اس کے علاوہ جب بھی یہ ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ مسلمانوں کو کسی بات پر اطلاع دی جائے تو مسجد میں اس پر خطبہ دیا جاتا تھا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی آخری بیماری میں انتہائی ضعف کی حالت میں بھی سہارے سے مسجد میں تشریف لائے اور آپ نے خطبہ دیا۔

اس عوامی تعلیم کے علاوہ مسجد نبوی میں ان طالبان حق کے لئے بھی انتظام تھا جو خاص طور پر علم ہی حاصل کرنا چاہتے تھے وہ لوگ جو ملک کے بعید حصوں میں اسلام کی روشنی پھیلانا چاہتے تھے اور جن کو تبلیغ کے لئے تعلیم دینا مقصود ہوتا تھا ان کی مسجد میں صرف تعلیم ہی نہیں ہوتی تھی بلکہ ان کے قیام کا بھی وہیں انتظام تھا مسجد کا یہ حصہ صفہ کہلاتا تھا۔ اس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ مسجد نبوی میں اشعار بھی پڑے جاتے تھے چنانچہ رسول اللہ کے شاعر حضرت حسان بن ثابت نبی کریم ﷺ کی شان میں اشعار کہتے تھے اور جب کبھی دوسرے شعراء کے کلام کا جواب دینا ہوتا تو حضرت حسان بن ثابت کو مسجد نبوی میں طلب کیا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے مسجد کے صحن میں حبشی فنکاروں کو ڈھال اور نیزے کے کرتب دکھانے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔ بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ ﷺ کے کندھے کا سہارا لئے ہوئے حبشی فنکاروں کے کرتب دیکھے۔ غزوہ خندق کے موقع پر جب حضرت سعد بن معاذ سخت بیمار ہوئے تو ان کے لئے مسجد کے صحن میں خیمہ بھی نصب کیا گیا نیز مال غنیمت، زکوٰۃ اور صدقات کی رقم مسجد میں آتی تھی اور تقسیم کی جاتی تھی چنانچہ آپ ﷺ کے زمانہ میں جب بحرین سے مال غنیمت آیا تو اس کے بارے میں آپ نے فرمایا ”فی المسجد“۔

ڈال دو۔ پھر آپ نے نماز سے فارغ ہو کر اسے تقسیم کر ڈالا۔ مسلم اور غیر مسلم قبائل کے وفود سے ملاقات مسجد کی چار دیواری میں ہوتی تھی نجران کا عیسائی وفد جب آپ سے ملنے آیا تو اسے مسجد میں ٹھہرایا گیا وفد ثقیف سے گفتگو مسجد میں ہوئی۔ عہد نبوی میں مسجد سے جیل خانہ کا بھی کام لیا گیا۔ آپ ہی کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ شمامہ بن اثال گرفتار ہو کر آئے تو ان کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔ جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے فرمایا شمامہ کو چھوڑ دو وہ مسجد سے نکل کر قریب ہی ایک باغ میں گئے انہوں نے وہاں غسل کیا اور واپس آ کر مشرف باسلام ہوئے۔

مرکز سیاست

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ دین اسلام مذہب سیاست دونوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین اور ان کے بعد بھی مسجد مسلمانوں کے لئے ایک عبادت ہی کی جگہ نہیں تھی بلکہ اس کو ملی مرکز کی حیثیت حاصل تھی تمام قومی و ملی معاملات وہیں طے ہوتے تھے۔ جب کبھی جہاد کا موقع آتا تو دفاع اور مہمات کی تدابیر پر مسجد ہی میں مشورے ہوتے تھے۔ جب کبھی اہم خبر آتی تو اس کے سنانے کے لئے مسلمانوں کو مسجد ہی میں بلایا جاتا تھا۔ گویا مسجد ہی مسلمانوں کا دار الشوریٰ یا کونسل ہال تھی۔ امت کا خلیفہ نماز کے لئے مقرر کیا ہوا امام اور مقرر کا خطیب تھا چنانچہ سفینہ بنی ساعدہ میں جب نبی کریم ﷺ کی وفات پر حضرت ابو بکر صدیق منتخب ہوئے تو دوسرے دن مسجد نبوی میں عام بیعت ہوئی بیعت عامہ کے بعد آپ نے خطبہ دیا۔ اسی خطبہ میں آپ نے فرمایا تھا لوگوں میں تم پر حاکم ہوں اگرچہ میں سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت خلافت مسجد میں واقع ہوئی۔ حضرت عمر نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں خلیفہ کے تقرر کے لئے مشورہ کیا تو لوگوں کو مسجد ہی میں جمع کیا اور خلافت کے مسئلے کو چھ اشخاص پر چھوڑ دیا کہ ان میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر لیا جائے۔ حضرت عمر نے اسی منصب کی ادائیگی میں نماز پڑھاتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ حضرت عثمان مسجد ہی میں تشریف رکھتے تھے جب آپ پر پہلا حملہ ہوا اور اتنے پتھر برسائے گئے کہ آپ منبر سے گر کر بے ہوش ہو گئے۔ حضرت علی کا انتخاب بھی مسجد نبوی میں ہوا چنانچہ حضرت عثمان کی شہادت کے تیسرے دن حضرت علی مسجد نبوی میں آئے اور وہاں مہاجرین و انصار سے بیعت لی۔ خلفاء خصوصیت کے ساتھ منبر سے تقریر کیا کرتے تھے اور جب وہ حج کے لئے جاتے تھے تو مکہ و مدینہ کے منبروں سے خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس طرح سے مسجد کے منبر کو دستوری حکومت کے تحت کی حیثیت حاصل تھی۔ مسجد ہی وہ مرکزی جگہ تھی جہاں خلیفہ اور عوام کی ملاقات ہوتی تھی یہیں پر مجلس شوریٰ کے جلسے ہوتے تھے چنانچہ حضرت عمر کے زمانہ کا ذکر ہے

كان للمهاجرين مجلس في المسجد وكان عمر يجلس معهم فيه ويجدثهم عما ينتهي اليه من

الامور الافاق. (فتوح البلدان مطبوعه شركة الكتب، العربية قاہرہ مصر، ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۷۶)

مسجد نبوی میں مہاجرین کی ایک مجلس قائم تھی اس میں حضرت عمر ان معاملات کے بارے میں گفتگو کرتے تھے جو ان کی حکومت میں اطراف ملک سے پیش ہوتے تھے۔

یہی عدالت عالیہ بھی تھی جہاں مسلمانوں کے باہمی جھگڑے فیصلے کے لئے پیش ہوتے تھے یہیں اپیلیں سنی جاتی

تھیں اور یہیں پر جرائم پر تنبیہ کی جاتی تھی۔ مرکز اسلام کی یہ مسجد صرف رسمی مسجد نہ تھی بلکہ اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ تھی یہاں دین و دنیا کے سارے احکام و قوانین روبہ عمل لائے جاتے تھے یہیں سے جہاد میں فوج روانہ کی جاتی تھی۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۶۰)

وفو دیہیں ٹھہرائے جاتے تھے جنگ میں زخمی ہو جانے والوں کے لئے کیمپ قائم کئے جاتے تھے۔ گویا یہ مسجد دارالشریعت (پارلیمنٹ) دارالعلوم (یونیورسٹی) دارالقضاء (عدالت عالیہ) دارالعسکر (فوجی چھاؤنی) سب ہی کچھ تھی۔ غرض مسجد نبوی کی ہمہ گیر حیثیت نے مسلمانوں کی تربیت و تنظیم میں غیر معمولی کردار ادا کیا ہے۔ لیکن آج

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے
روہ گئی رسم ازاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

تیرے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اس کی
زبان بے زبانی ترجمانی خستہ جانی ہے

حل لغات

منگتا، بھک منگا، فقیر۔ ترجمان، ترجمہ کرنے والا، کسی کے خیال کو اپنے لفظوں میں بیان کرنے والا۔ خستہ جانی، زخمی اور رنجیدہ جان والا۔

شرح

مثل مشہور ہے کہ فقیر کی صورت سوال ہے یعنی سائل کی خستہ جانی اور خاموشی اور بے زبانی اس کی زبان و ترجمان ہے اور اے حبیب کبریا ﷺ آپ کا یہ گدا شفاعت کا امیدوار و طلب گار ہے۔

کھلے کیا راز محبوب و محبت مستان غفلت پر
شراب قدرای الحق زیب جام من رانی ہے

شرح

حدیث شریف میں ہے

من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا

اب شعر کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ غفلت کی نیند سو رہے ہیں ان پر محبوب و محبت کی کایہ راز کیسے کھل سکتا ہے

کہ رسول اللہ ﷺ کے جام (شیشے) میں دیدارِ الہی کی شراب بھری ہوئی ہے۔

حدیث شریف

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے شعر کے مصرعہ ثانی میں ایک حدیث مبارک بیان فرمائی ہے اس کا متن

یوں ہے

عن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من رانی فقد رای الحق .

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۴)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حق دیکھا یعنی یقیناً مجھے دیکھا یا یہ معنی ہے کہ جسے میرا دیدار ہوا اسے دیدارِ حق ہوا یہی دوسرا معنی مراد ہے۔

ایک اور روایت سے ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال من رانی فی المنام فقد رانی فان

الشیطان لا یتمثل فی صورتی. (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۴)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔

فائدہ

کہاں دیکھا کس نے اور کس زمانہ میں دیکھا کوئی تخصیص نہیں گویا بیک وقت کروڑوں کو یہ دولت نصیب ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من رانی فی المنام فسیرانی فی البقۃ

ولا یتمثل الشیطان بی. (بخاری صفحہ ۲۵، مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۴، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۲، ابوداؤد صفحہ ۳۲۹)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا۔ اس لئے کہ شیطان کو میری صورت اختیار کرنے کی طاقت نہیں۔

فائدہ

ہر جگہ ہر زمان جب بھی جس کی قسمت چمکے گی زیارت ہوگی اور ان حدیث شریف کا مطلب بالکل واضح ہے کہ

جسے بھی خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف قسمت کی یاد دہی پر ہے اور عالم بیداری میں زیارت کا نصیب ہونا نہ صرف ممکن بلکہ حقیقت ہے۔

علامہ بدر الدین شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ حدیث میں متعدد الفاظ صحیح طور پر وارد ہوئے ہیں

مثلاً

من رانی فان الشيطان لا يتمثل في صورتی

اور

من رانی فكانما رانی فی اليقظة

پھر ایک حدیث میں ہے

فان لا ينبغي للشيطان ان يشتهه بي

اور ایک لفظ انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں بڑھایا

فان الشيطان لا تلونني

سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۲ میں فرماتے ہیں

هذا الحديث يدل على ان من يراه صلى الله تعالى عليه وسلم في النوم فسيراه في اليقظة وهل هذا

على عمومہ فی حیاتہ وبعد مماتہ علیہ الصلاة والسلام او هذا كان فی حیاتہ وهل ذلك لكل من

رآه مطلقا او خاص بمن فيه الأهلية والاتباع لسنته عليه الصلاة والسلام اللفظ يعطى العموم ومن

يدعى الخصوص فيه بغير مخصص منه صلى الله تعالى عليه وسلم فمتعسف وأطال الكلام في

ذلك ثم قال وقد ذكر عن السلف والخلف وهلم جرا ممن كانوا راوه صلى الله تعالى عليه وسلم

في النوم وكانوا ممن يصدقون بهذا الحديث فراوه بعد ذلك في اليقظة وسألوه عن أشياء كانوا

منها متشوشين فاخبرهم بتفريجها ونص لهم على الوجوه التي منها يكون فرجها فجاءوا

كذلك بلا زيادة ولا نقص.

یہ حدیث ”من رانی فی المنام فسیرانی فی اليقظة“ لے کر بتی ہے اس بات پر کہ جس نے حضور ﷺ کو خواب

میں دیکھا وہ عنقریب حضور ﷺ کو بیداری میں دیکھ لے گا یا یہ سوال کہ یہ حدیث اپنے عموم پر ہے حضور کی حیات ظاہری

اور وفاتِ اقدس کے بعد یا حیاتِ ظاہری کے ساتھ مخصوص ہے نیز یہ سوال کہ یہ اُس شخص کے لئے ہے جس نے حضور کو دیکھا مطلقاً یا خاص ہے ان لوگوں کے ساتھ جن میں اہلیت اور اتباعِ سنت کا وصف پایا جاتا ہے تو ان دونوں سوالوں کا جواب یہ ہے کہ الفاظِ حدیثِ عموم کا ہی فائدہ دیتے ہیں اور جو شخص حضور کی تخصیص کے بغیر اپنی طرف سے خود بخود تخصیص کا دعویٰ کرے وہ متعصب ہے اور امام موصوف نے اس کے متعلق کلامِ طویل فرما کر ارشاد فرمایا ہے کہ سلف سے لے کر خلف چلے آئے ان میں سے جو لوگ بھی نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھتے تھے اور اس حدیث کی تصدیق کرنے والوں میں سے تھے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے بعد بیداری میں دیکھا اور حضور ﷺ سے ایسی چیزوں کے متعلق سوال کیا جن میں وہ متردد تھے تو حضور اکرم ﷺ نے اشیاء میں تردد سے کشادگی کی خبر دی اور ان کے لئے وجوہ کی تصریح فرمادی جس سے مترد فیہ امور بالکل کشادہ ہو جائیں اور پھر حضور کے فرمان کے مطابق بلا کم و کاست اسی طرح وہ امور واقع ہوئے۔

فائدہ

تفسیر روح المعانی پر مخالفین کو خاصہ اعتماد ہے انہوں نے ایک ایسی بہترین توجیہ بیان فرمائی ہے اس کے بعد منکرین کے لئے جائے دمِ زدن نہیں لیکن جس کی قسمت ازل سے ماری گئی ہو اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔
حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ میں انہی احادیث کے تحت لکھتے ہیں

واختلفوا فی معنی الحدیث فقیل معناه ان رؤیاه صحیحہ لیست من اضغاث احلام ولا من تسویلات الشیطان وقیل معناه من رانی فی صورتی الی انا علیہ فقد رانی حقیقۃ لان الشیطان لا یتمثل بہذہ الصورۃ المخصوصۃ وقیل من رانی بای صورۃ کانت فانہ رانی حقیقۃ لان تلک الصورۃ مثل لروحہ المقدسہ سواء کانت صورۃ المخصوصۃ او غیرہا فان الشیطان ویتمثل بمثال علی انہ مثال لہ ﷺ.

اس حدیث کے معنی میں اختلاف ہے بعض نے کہا یہ روایت صحیح ہے خیالِ تصورات نہیں اور نہ ہی شیطانی اثرات میں، بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے جس نے میری وہ صورت دیکھی جس پر میں ہوں اس نے حقیقۃً مجھے دیکھا کیونکہ شیطان اس صورت میں نہیں آ سکتا، بعض نے کہا جس نے مجھے جس صورت میں دیکھا واقعی اس نے مجھے دیکھا کیونکہ وہ صورت اس روح کی مثال صورت ہے خواہ صورۃ مخصوصہ ہو یا اس کی غیر کیونکہ شیطان اس مثال کو بھی نہیں اختیار کر سکتا جو

حضور ﷺ کی مثال صورت ہے۔

امام نووی شرح مسلم میں حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں

قال بعضهم خص الله سبحانه النبي ﷺ بان رويہ الناس اماه صحيحة كلها وصدق

بعض نے فرمایا کہ یہ بھی حضور اکرم ﷺ کی خصوصیات سے ہے کہ لوگوں کو آپ کی خواب میں زیارت ہو جائے اور یہ صحیح اور سچ پر مبنی ہے۔

سید امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی موضوع پر ایک تصنیف فرمائی جس کا نام ہے ”تنویر الحلیک

فی رویۃ النبی والملك“ جو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ”فسیرانی فی البقطة“ کی یوں تشریح فرماتے ہیں علمائے

کرام نے فرمایا کہ ”فسیرانہ کے لفظ گرامی میں اختلاف ہے بعض نے تو کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص

حضور اکرم ﷺ پر اپنی زندگی میں ایمان لایا لیکن زیارت سے مشرف نہ ہو سکا اسے خوشخبری ہے کہ موت سے قبل اسے

زیارت نصیب ہوگی۔ ایک قوم نے کہا یہ حدیث اپنے اصل پر ہوگی یعنی جس خواب میں زیارت ہوئی وہ بیداری میں بھی

زیارت سے مشرف ہوگا یعنی انہی آنکھوں سے مشرف ہوگا۔ بعض کے نزدیک دل کی آنکھوں سے بہرہ ور ہوگا یہ دونوں

قول حضرت قاضی ابوبکر بن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہیں۔ امام ابو محمد بن ابی حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ان

حواشی میں بیان فرمایا جو انہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحیح بخاری کی چند منتخبہ احادیث پر تحریر فرمائے ہیں فرمایا

کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جو حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھے گا اسے عالم بیداری میں زیارت ہوگی لیکن سوال یہ

ہے کہ یہ حدیث اپنے عوام پر ہے کہ خواب دیکھنے والے نے آپ کو آپ کی زندگی میں خواب دیکھا تو پھر بیداری میں

زیارت سے مشرف ہوگا اور آپ کے وصال شریف کے بعد بھی اسے بیداری زیارت ہو سکے گی یا صرف یہ بات آپ کی

ظاہری حیات مقدسہ تک محدود ہے پھر یہ بشارت ہر شخص کے لئے ہے کہ خواب میں زیارت کرنے کے بعد عالم بیداری

میں زیارت ہوگی یا یہ خاص اس کے لئے ہے جسے عالم بیداری کی اہلیت ہے اور اس شخص کو حضور اکرم ﷺ کی اتباع کا

شرف حاصل ہے۔ حق یہ ہے کہ چونکہ حدیث میں عموم ہے فلہذا یہ حدیث شریف اپنے عموم پر ہے گی جو شخص بلا تخصیص از

حضور ﷺ کے اپنے قیاس سے اسے مخصوص سمجھتا ہے وہ غلط کار ہے۔

سوال

اس حدیث کو اپنے عموم پر رکھنے کو عقل نہیں مانتی اس لئے کہ عالم برزخ میں رہنے والے کو عالم دنیا میں کس طرح

دیکھا جاسکتا ہے۔

جواب اول

اس سوال سے دو خرابیاں لازم آتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ (جو تمام پہلوں سے سچے اور وہ خود نہیں بولتے بلوائے جاتے ہیں) کی

خبر کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قادرِ قدرت کی قدرت سے جہالت اور اس کی عاجزی لازم آتی ہے۔

گویا کہ معترض نے سورۃ بقرہ کا قصہ سنایا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو بیان فرمایا کہ

اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَلِكَ يُخَيِّ اللَّهُ الْمَوْتَىٰ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۷۳)

اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اللہ تعالیٰ یوں ہی مُردے جلائے گا۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار پرندوں کا واقعہ اور حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ کسے معلوم نہیں ہے کہ

گائے کے ایک ٹکڑے کو مُردے کے زندہ کرنے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو پرندوں کے زندہ کرنے اور عزیر

علیہ السلام کے تعجب سے ان کی اور ان کے گدھے کی موت کا اور ان کا ایک سو سال کے بعد زندہ کرنے کا سبب بنایا۔ اسی

طرح وہ قادر ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کو عالم بیداری میں زیارت کا سبب بنا دے۔ اس کے بعد وہ

حدیث نقل فرمائی جس میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی صورتِ مبارکہ حضرت ابن عباس کو شیشہ میں دکھادی۔ یہ مکمل

حدیث فقیر نے شرح حدائق بخشش جلد سوم میں نقل کی ہے۔

فائدہ

بعض سلف و خلف بلکہ ایک بڑی جماعت سے منقول ہے کہ جن کو حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب

ہوئی اور وہ اس حدیث کی تصدیق کرتے تھے ان کو عالم بیداری میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور انہوں

نے حضور اکرم ﷺ سے چند شبہات حل کرائے جن میں وہ عرصہ تک پھنسے رہے اور حضور اکرم ﷺ نے ان کی مشکل

کشائی فرمائی بلکہ وہ بہت سے امور کی مشکل کشائی کی علامات بھی بتادیں جن سے بعینہ اس طرح بات ہوئی جس طرح

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جواب دوم

اس منکر سے پوچھنا چاہیے کہ کیا وہ کرامات اولیاء کا قائل ہے یا نہیں اور اگر کرامات کا منکر ہے تو اس سے بحث

فضول ہے کیونکہ وہ ایک ایسی بات کا منکر ہے جو دلائل واضحہ سے ثابت ہے اگر وہ کرامات کا قائل ہے تو حضور ﷺ کی

بیداری میں زیارت بھی اسی قبیل سے ہے کیونکہ اولیاء کرام کو بطرق خرق عادت عالم علوی و سفلی کی متعدد چیزیں منکشف ہو جاتی ہیں کرامات کا قائل اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ (شرح از امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

یہ حدیث عام ہے اس شخص سے خاص نہیں جسے بیداری میں زیارت کی اہلیت ہو اور حضور اکرم ﷺ کی تابعداری اسے نصیب ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بیداری میں بھی اسے زیارت نصیب ہوگی جسے اہلیت اور تابعداری نصیب ہے لیکن خواب میں زیارت کا شرف بھی اسی بات پر موقوف ہے اگرچہ خواب میں بار بار زیارت حاصل کر چکا ہے لیکن بیداری میں یکبار تو ضرور زیارت ہوگی تاکہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کے خلاف وعدہ نہ ہو۔

فائدہ

عوام کو بیداری کی زیارت موت سے تھوڑا عرصہ پہلے ہوتی ہے یہاں تک کہ روح اس کے جسم سے خارج نہیں ہوتی جب تک حضور اکرم ﷺ کو دیکھ نہ لے اس سے وعدہ کا ایفاء مطلوب ہے۔ عوام کے علاوہ خواص کو ان کی زندگی میں یا تو بہت یا تھوڑے بار بوجہ سنت پر محافظت یا ان کی جدوجہد کے مطابق۔

حضرت امام غزالی کی اپنی کھانی

جناب حضرت ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ”المنقذ من الضلال“ فرماتے ہیں کہ جب میں نے علوم سے فراغت پائی تو ارادہ ہوا کہ حضرات صوفیاء کرام کا طریقہ بھی حاصل کر لوں تاکہ ان کے اقوال و اذکار سے نفع نصیب ہو کیونکہ مجھے یقین ہے کہ صوفیاء کرام ہی اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلنے ہیں ان کی عادتیں اور سیرتیں بہترین عادتیں اور سیرتیں شمار ہوتی ہیں اور ان کا طریقہ بہترین طریقوں سے سمجھا جاتا ہے اور پھر ان کے پاکیزہ اخلاف کا کیا کہنا بلکہ میں کہتا ہوں کہ دنیا کے جمیع عقلاء کے عقول اور حکماء کی حکمتیں اور علماء شرح کے باوجود یکہ اسرارِ شرع کے پورے ماہر ہیں وہ بھی سب مل کر حضرات صوفیاء کرام کے اخلاق و سیرتیں اور ان کے طریقوں کے خلاف نئے طریقے و اخلاق اور سیرتیں ایجاد کریں اور یہ خیال ہو کہ حضرات صوفیاء کرام کی سیرتوں اور اخلاف سے بہتر طریقے ایجاد کر لئے تو

این خیال است و محال است و جنوں

اس لئے کہ ان کی جمیع ظاہری و باطنی حرکات و سکنات مشکوٰۃ نبوت کے نور سے حاصل ہیں اور دنیا میں نور نبوت سے بہتر کوئی اور نور نہیں جس سے فیض حاصل کیا جاسکے۔

وہم فی یقظہم یشاہدون الملائکۃ و ارواح الانبیاء ویسمعون منهم فرائد ثم یترقی الجال من

مشاهدة الصور والامثال الى درجات يضيق عنها لضاق النطق.

(الحاوی للنفاوی صفحہ ۴۲۱ وفتاویٰ حدیثیہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ ورفیع الوسوسہ صفحہ ۲)

تبصرہ اویسی غفرلہ

جس حدیث کو امام احمد رضا قدس سرہ نے شعر کے مصرعہ میں سمویا ہے فقیر نے اس کے دو ترجمے کئے (۱) عالمانہ (۲) عارفانہ۔ یہ دوسرا ترجمہ امام احمد رضا قدس سرہ کا بیان کردہ ہے جسے خود حاشیہ حدائق بخشش (مطبوعہ کراچی) پر لکھا یہی حاجی امداد اللہ مہاجر فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب ﷺ کے فرمان میں ”من رانی فقد رای الحق“ معنی ہیں اول یہ کہ

من رانی فقد رانی یقیناً فان الشیطان لا یتمثل بی

جس نے مجھے دیکھا اس نے یقیناً مجھے دیکھا اس لئے کہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا
دوم یہ کہ

من رانی فقد رای اللہ تعالیٰ . (شائلم امدادیہ صفحہ ۹۲)

جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

فقیر نے پہلے معنی کے متعدد حوالہ جات لکھے اس لئے کہ وہ منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ مسلم کہیں لیکن اس کی حقیقت سے انکار ہے وہ حقیقت یہ ہے کہ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ خواب اور بیداری میں ہے تو اس سے حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوا اس لئے کہ خواب اور بیداری کے دیدار میں اوقات و شخصیات کی کوئی قید نہیں ہر لمحہ ہر جگہ قسمت لوگوں کو زیارت سے نوازا جا رہا ہے اس سے لازماً حاضر و ناظر ثابت ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ ”تحفہ الصلحاء فی زیارۃ النبی فی الیقظہ والرویا عرف دیدارِ مصطفیٰ اور حاضر و ناظر“

معنی دوم کے حوالہ جات

جسے میرا دیدار ہوا ہے اسے دیدارِ حق ہوا اس کے حوالہ جات

(۱) حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح اوپر مذکور ہوئی۔

(۲) شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبۃ جلد ۳ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں

اما وجہ شریف وے ﷺ مرات جمال الہی ومظہر انوار لامتناہی وے بود

بہر حال آپ کا چہرہ اقدس اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور انوار الہیہ غیر متناہیہ کا مظہر ہے۔

(۳) علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اہل البحار جلد ۳ صفحہ ۲۸ میں لکھتے ہیں

من رآنی فقد رآی الحق تعالیٰ جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا حق تعالیٰ کو دیکھا

(۴) حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شارح مشکوٰۃ جمع الوسائل صفحہ ۳۳۷ میں لکھتے ہیں

نعم یصح ان یراد به الحق سبحانه علی تقدیر مضاف ای رای مظهر الحق او مظهره ومن رانی

فسیرنی اللہ سبحانه لان من رآی النبی ﷺ المنام فسیراہ یقظة فی دار السلام فیلزم منه انه یری

اللہ فی ذلک المقام ولا یعدان یكون المعنی من رآنی فی المنام فسیری اللہ فی المنام فان رؤیتی لہ

مقدمة او مبشرة لذلك المرام.

خلاصہ

اس معنی عارفانہ سے وہی لوگ گھبراتے ہیں جنہیں شرک کے ہیضہ کی بیماری ہے ورنہ یہ معنی عین اسلام ہے اس

لئے کہ حضور اکرم ﷺ آئینہ جمال حق تعالیٰ اور مظہر ائم ذات و صفات اعلیٰ ہیں۔

جہاں کی خاک روہی نے چمن آرا کیا تجھ کو

صبا ہم نے بھی ان گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

دل لغات

چمن آرا، باغ آراستہ کرنے والا۔

شرح

صبح کی ہوا چلنے سے زمین کا غبار بھی اڑتا ہے اور باغ کی کلیاں بھی کھلتی ہیں۔ مدینہ پاک کی خاک روہی سے اے

صبا تجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ غنچے کھلانے لگی ہم نے کچھ روز ان مقدس گلیوں کی خاک چھانی یعنی زیارت سے مشرف

ہوئے ہیں اس معنی پر تو اپنی بلندی قدری پر ناز نہ کر تجھ سے ہمارا مرتبہ بلند ہے کہ تو جہاں کی روپ ہیں اور ہم رائے مدینہ

ہیں کسی شاعر نے اس مضمون کو دوسرے طریق سے یوں ادا کیا ہے

اے جنت تجھ میں حورو و قصور رہتے ہیں ہم نے مانا کہ ضرور رہتے ہیں

لیکن اے جنت آطواف کر میرا کہ میرے دل میں حضور ﷺ رہتے ہیں

انتباہ

یہ شعر کہنا اور پڑھنا اسے سمجھنا ہے کہ جس کے قلب میں واقعی حضور اکرم ﷺ کے جلوے نمایاں ہوں ورنہ جھوٹ ہوگا اور جھوٹ مومن کی شان کے خلاف ہے لیکن افسوس کہ آج کل یہ شعر ہر طرح کے لوگ پڑھ رہے ہیں وہ اس کے اہل ہیں یا نہیں۔

شہا کیا ذات تیری نما ہے فرد امکان میں
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

شرح

اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ اس کا کوئی اول ہے نہ شریک رسول اللہ ﷺ کی ذات بھی خدا کی اس صفت کا مظہر ہے کہ اس دنیا میں ان کا کوئی اول ہے اور نہ ثانی و نظیر حضور نے فرمایا ہے کہ جب مٹی اور پانی سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بن رہا تھا میں اُس وقت بھی نبی تھا۔ اس شعر میں دو مسئلے حل فرمائے (۱) حضور اکرم ﷺ حق نما ہیں (۲) آپ ﷺ کی نظیر ممتنع ہے۔

حق نما مصطفیٰ ﷺ

جیسا کہ سابقہ عرض کیا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مظہر ذات حق تعالیٰ اور آمینہ جمال باری تعالیٰ ہیں اس معنی پر آپ کی زیارت اور آپ کا دیدار حق تعالیٰ ہے مذکورہ بالا عبارات کے ساتھ اس عبارت کو ملا لیجئے۔

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

سید رسل مخلوق از ذات حق و ظہور حق دروے بالذات است۔ (مدارج جلد ۲ صفحہ ۶۰۹)

حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر ہیں اور آپ میں ظہور بالذات ہے۔

امتناع النظیر

اس موضوع پر بھی اس شرح حدائق میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

کہاں اس کو شبِ جانِ جنال میں زر کی نقاشی
ارم کے طائرِ رنگِ بریدہ کی نشانی ہے

شرح

نبی کریم ﷺ کا روضہ اقدس تو جنت کی بھی جان ہے اور اس کی زریں نقاشی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے دیکھ کر جنت کا بھی رنگ اڑ گیا۔

گنبد خضراء

حضور سرور عالم ﷺ کے مزار کے اوپر یہ جو سبز رنگ گنبد اقدس ہے اس میں ہی حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبریں ہیں اور چوتھی جگہ خالی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے یہ دراصل بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ ہے حضور اکرم ﷺ وصال کے بعد بحیاتِ حقیقی یہاں پر آرام فرما ہیں اسی کو گنبد خضراء کہتے ہیں ہمارے نزدیک اسی گنبد کو دیکھنا بھی عبادت ہے چنانچہ خلاصۃ الوفاء صفحہ ۹۰ اور ارشاد السادی شرح مناسک ملا علی قاری میں ہے

ویدیم النظر الی الحجرة الشریفة فانه عبادۃ قیاسا علی الکعبة فان کان خارج المسجد ادام النظر

الی قبته

حجرہ شریفہ کو ٹکلی لگا کر ہمیشہ دیکھنے رہنا عبادت ہے کعبہ پر قیاس کر کے اگر مسجد نبوی سے باہر ہو تو حجرہ اقدس کے قبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

یہی وجہ ہے حجاج اور زائرین جب مسجد نبوی میں کچھ دیر عبادت کے لئے یا اعتکاف میں ہوں تو اکثر باب سعود میں پڑے ہیں اس لئے کہ اس باب میں گنبد خضراء کامل و واضح طور پر یہاں سے نظر آتا ہے۔

گنبد صالحی

صالحی عہد میں سب سے پہلے الملک المنصورہ قلدون نے روضہ اقدس پر گنبد بنایا تھا جو نیچے سے مربع اور اوپر سے آٹھ گوشون کا تھا جو کٹری کے تختے اور شیشے کی پلیٹوں سے تعمیر کیا گیا تھا۔ ۸۸۶ھ میں الملک اشرف قانت بانی مسفر جمالی کو مسجد کی تعمیر اور مرمت کی خدمت پر مامور کیا۔ اس تعمیر کے وقت گنبد کا رنگ سفید تھا جسے ”قبۃ البیضاء“ کہا جاتا ہے۔ ۸۸۸ھ میں سلطان قانت بانی نے روضہ اقدس میں پیتل کی نہایت خوبصورت جالیاں بنوائیں اور اس میں باب الرحمت قبلہ کے جانب روضہ اقدس میں ایک جھروکہ باب فاطمہ اور باب التججد بھی بنوائے لیکن کچے فرش کو تبرکاً اسی طرح رہنے دیا لیکن دسویں صدی ہجری کے وسط میں سلطان سلیمان رومی نے روضہ اقدس کا فرش سنگ مرمر کا بنوایا جو آج تک موجود ہے۔

روضہ اقدس (مقصودہ شریف) کا طول ۱۶ میٹر یا تقریباً ۵۲ فٹ اور عرض ۱۵ میٹر تقریباً ۴۹ فٹ ہے۔ چاروں گوشوں

میں سنگ مرمر کے بڑے بڑے ستون ہیں جن کی بلندی چھت تک ہے۔ ۹۸۰ھ میں سلطان سلیم ثانی نے روضہ اقدس کا قابل رشک گنبد بنوایا جسے رنگین پتھروں اور زردوزی سے مزین کیا گیا گنبد کی پست پر اپنا بھی کندہ کرایا۔

۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود ترکی نے گنبد نبوی کو از سر نو تعمیر کرایا پہلے گنبد کا رنگ سفید تھا مگر ۱۲۵۵ھ میں اس گنبد پر

سبز رنگ کرایا گیا اور جب ہی سے اسے گنبد خضراء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہی وہ گنبد خضراء ہے عاشقانِ رسول ﷺ اپنے خوابوں میں دیکھتے ہیں اور قسمت والے جب وہاں تک پہنچ جاتے ہیں تو اس کی تجلیاں ان کے دلوں میں نوران کی آنکھوں میں ایمان کی روشنی اور ان کی روح میں سرور پیدا کر دیتی ہیں۔

مدینہ پاک کے تمام علاقے بھی اس کی شان و شوکت سے منور ہوئے۔ اللہ اکبر کی صدا دور و نزدیک سے بلند ہوتی تھی اور اس کا علم ہر جگہ لہرانے لگا تھا۔ اسی مسجد میں دی جانے والی تعلیمات ہی کی برکت ہے کہ دنیا میں ہمیشہ ایسی ہستیاں موجود رہی ہیں جنہیں قرآن کریم حفظ تھا اور جو احادیث نبوی پر عبور کامل رکھتے تھے ان شاء اللہ تعالیٰ جب تک یہ دنیا قائم ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی ہستیاں ہر دور میں موجود رہیں گی۔ یہی وہ اولین ادارہ تھا جہاں کردار و عمل کی تعمیر ایسی ہوئی کہ دنیا کو متاثر کر دیا قرآن حکیم جو منشور اسلام ہے اس کے ماننے والوں نے حق و صداقت کی خاطر اور اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ یہیں قرآن کریم کے عظیم ترین مفسر نے فرقانِ حمید کی تعلیم دی۔ فتح خیبر کے بعد آپ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد کی از سر نو تعمیر فرمائی موجودہ مسجد اگرچہ جزوی طور پر ترکی کے دورِ حکومت سے تعلق رکھتی ہے لیکن ایک بڑا حصہ سعودی عرب کے فرمانروا ملک عبدالعزیز السعد اور ان کے جانشینوں شاہ فیصل اور شاہ خالد کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ موجودہ مسجد کی توسیع ۹ جولائی ۱۹۵۵ء میں ہوئی تھی (اب بہت زیادہ توسیع شاہ فہد نے کی ہے جو اس دور کی مثالی توسیع ہے ممکن ہے کئی صدیوں تک مزید توسیع کی ضرورت نہ پڑے اسی کا نقشہ ہم نے شرح حدائق کے دوسرے مقام پر دے دیا ہے)

اس وقت مسجد نبوی شریف کے کُل گیارہ دروازے ہیں چونکہ قبلہ تو جنوب کی جانب ہے لہذا اس طرف کوئی دروازہ نہیں ہے۔ مسجد شریف کے مشرقی جانب چار دروازے ہیں۔

(۱) باب البقیع جنوبی دیوار کی شمالی جانب اس پر نام کے ساتھ لکھا ”بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ“

(۲) باب جبریل

(۳) باب النساء

(۴) باب عبدالعزیز

باب جبریل اور باب النساء قدیم ہیں اور باب عبدالعزیز کا سعودی تعمیر کے وقت اضافہ کیا گیا اور یہ خاندان سعود کے جد امجد عبدالعزیز محمد بن سعود کی طرف منسوب ہے۔

مغرب کی جانب چار دروازے ہیں

(۵) باب السلام جنوبی دیوار کی

(۶) باب ابو بکر صدیق

(۷) باب الرحمة

(۸) باب السعود

ان میں باب السلام اور باب الرحمة قدیم ہیں اور باب ابو بکر صدیق اور باب سعود جدید ہیں اور یہ دونوں سعودی تعمیر کے وقت اضافے کئے گئے ہیں جس جگہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا وہاں سعودی حکومت نے جدید اضافہ کے وقت یہ بڑا ہی یادگار کارنامہ سرانجام دیا کہ اس جگہ باب ابو بکر بنا دیا اور اندرون مسجد جلی حروف ”**هـ**“ **نور** لکھ کر ایک تختی آویزاں کر دی ہے۔

مسجد شریف کے شمال کی طرف تین دروازے ہیں

(۹) باب عمر بجانب مغرب

(۱۰) باب عبدالحمید المعروف باب مجیدی

(۱۱) باب عثمان

نوٹ

بجانب جنوب کوئی دروازہ نہیں تو سب سے پہلے کے ابواب تو نہیں ہاں نشان باقی ہیں۔

مواجهہ شریف و مقصورہ شریف

روضہ اقدس کو پیتل کی جالیوں سے اور دیگر اطراف کو لوہے کے جالی دار دروازوں سے بند کر رکھا ہے مواجهہ شریف کی طرف ہر سہ مزارات متبرکہ کے مقابل گول گول سے قریباً چھ سات انچ قطر کے سوراخ ہیں ایک دروازہ بھی ہے

جو مثل تمام دروازوں کے ہر وقت بند رہتا ہے اس عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں۔

اس متبرک مقام پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک کے برابر ہے اور

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر حضرت صدیق اکبر کے سینہ مبارک کے برابر ان کے علاوہ ایک قبر کی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے محفوظ بتائی جاتی ہے یہاں پر ایک نعت لکھنے کو جی چاہتا ہے جو جالی مبارک کے مطابق ہے یہ نعت برادر اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے جو مجھے پسند ہے امید ہے قارئین کو بھی پسند آئے گی۔

لبوں پر التجا ہے ہاتھ میں روضہ کی جالی ہے
تیری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے
تیری سرکار والا ہے تیرا دربار عالی ہے
کہ تو اللہ والا ہے تیرا اللہ والی ہے
اشارے نے تیرے ابد کے آئی موٹ ٹالی ہے
مرثہ نے پھانس حسرت کی کلیجہ سے نکالی ہے
کہ باڑا بٹ رہا ہے فیض پر سرکار عالی ہے
تیرے ہی جسم پر موزوں قبائے بے مثالی ہے
نکالی ہے تو آنے والوں کی حسرت نکالی ہے
ہلال آسمان دیں تیری تیغ ہلالی ہے
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے
مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے
کچھ اس درجہ ترقی پر تمہاری بے مثالی ہے
وہ بستی ہے نبی والی تو یہ اللہ والی ہے
نبی والی ہی کے صدقہ میں وہ اللہ والی ہے
میں ان کے صدقے جاؤں اور میرا کون والی ہے

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد ان کا سوالی ہے
تیری صورت تیری سیرت زمانے سے نرالی ہے
بشر ہو یا ملک جو ہے تیرے در کا سوالی ہے
وہ ہیں اللہ والے جو تجھے والی کہیں اپنا
سہارے نے ترے گیسو کے پھیرا ہے بلاؤں کو
نگاہ نے تیر زحمت کے دل امت سے کھینچے ہیں
فقیر و بے نواؤں اپنی اپنی جھولیاں بھرلو
تجھی کو خلعت یکتائی عالم ملا حق ہے
نکالا کب کسی کو بزمِ فیض عام سے تو نے
بڑھے کیونکہ نہ پھر شکل ہلال اسلام کی رونق
فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
خدا شاہد کہ روزِ حشر کا کھٹکا نہیں رہتا
اتر سکتی نہیں تصویر بھی حسن سراپا کی
نہ کیوں ہو اتحادِ منزلت مکہ مدینہ میں
شرف مکہ کی بستی کو ملا طیبہ کی بستی سے
وہی والی وہی آقا وہی وارث وہی مولیٰ

پکار اے جان عیسیٰ لو اپنے خستہ حالوں کی
 ہمیشہ تم کرم کرتے ہو بگڑے حال والوں پر
 تمہارے در تمہارے آستان سے میں کہاں جاؤں
 مرادوں سے تمہیں دامن بھرو گے نامرادوں کے
 حسن کا درد دکھ موقوف فرما کر بحالی دو
 مرض نے درمندوں کی غضب میں جان ڈالی ہے
 بگڑ کر میری حالت نے میری بگڑی بنالی ہے
 نہ مجھ سا کوئی بیکس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے
 غریبوں بیکسوں اور اور پیارے کون والی ہے
 تمہارے ہاتھ میں دنیا کی موقوفی بحالی ہے

ذیاب فی ثياب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
 سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

دل لغات

ذیاب، ذنب کی جمع بمعنی بھیڑیا۔ ثياب ثوب کی جمع بمعنی کپڑا یہاں لباس مراد ہے۔ گستاخی، بے شرمی، شرارت
 سلام، ڈنڈوٹ اور کسی سے نفرت کے طور پر کہا جاتا ہے، دور سے سلام۔ یہ ملحد، بے دین خدا سے پھرنے والا۔

شرح

شعر میں خود کو مسلمان کہنے والے باطل فرقوں کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ اصل میں بھیڑیے ہیں جنہوں نے
 انسانیت کا لباس پہن لیا ہے ان کی زبان پر کلمہ ہے مگر دل میں گستاخی ایسے ملحدان اسلام کو ہمارا جو اسلام کو صرف زبان
 سے تو تسلیم کرتے ہیں مگر ان کے دلوں میں کوئی ادب و عقیدت و محبت نہیں۔

خوارج

فرقہ خوارج کی علامات میں ایک جملہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا ”ذیاب فی ثيابہ“ کے لباس میں
 بھیڑیے ہوں گے بلکہ بھیڑیے سے بھی بدتر جسے حضور اکرم ﷺ نے دوسری حدیث شریف میں فرمایا

شر الخلق والخلقہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

یکون فی آخر الزمان دجالون یا تو نکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباء کم وایاہم لا

یصلو نکم ولا یفتنونکم۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۸)

آخری زمانہ میں کچھ جھوٹے اور دھوکے باز لوگ ہوں گے جو تمہیں ایسی باتیں کہیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی ان لوگوں سے بچنا کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اس حدیث شریف کی شرح میں سید الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

المراد لعدم السماع المذكور عدم ثبوتها في الدين ولكونها بهتاناً افتراء فيه. (لمعات جلد ۱ صفحہ ۲۲۱)

نہ سننے سے مراد ہے کہ ان باتوں کا دین میں کوئی ثبوت نہ ہو گا وہ صرف بہتان اور افتراء ہی ہوگا۔

یہ اکثر ساتھ ان کے شانہ و مسواک کا رہنا

بتاتا ہے کہ دل ریشوں پہ زائد مہربانی ہے

دل لغات

شانہ، کنگھی۔ مسواک، دانتوں کے صاف کرنے کی لکڑی۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی عادت تھی کہ بال سنوارنے کے لئے کنگھا اور دانت صاف کرنے کے لئے اکثر مسواک اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ کنگھے میں دندانے اور مسواک میں ریشے ہوتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دل ریشوں اور زخمی دل والوں سے محبت تھی۔

سنن حبیب خدا ﷺ

ویسے تو حضور اکرم ﷺ کی ہر سنت میں بی شمار حکمتیں برکتیں ہوتی ہیں یہاں امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شانہ و مسواک کی ایک حکمت عاشقانہ بتائی وہ یہی کہ آپ نے امتیوں کو اشارہ و کنایہ سے تسلی دی کہ کنگھا اور مسواک دونوں ریشے دار ہیں اور ہم انہیں ہر وقت اپنے پاس اسی لئے رکھتے ہیں تاکہ زخمی دلوں اور حسد کے ماروں کو یقین ہو کہ ہم تمہیں نہیں بھولا کینگے۔ جب بھی جہاں بھی تمہیں ہماری مدد کی ضرورت پڑے ہمیں اپنے قریب پاؤ گے۔

اسی سرکار سے دنیا و دین ملتے ہیں سائل کو

یہی دربار عالی کنز آمال و امانی ہے

دل لغات

کنز، خزانہ، فارسی میں گنج گراں مایہ۔ آمال جمع ہے اہل کی بمعنی امید۔ امانی جمع ہے امیدہ کی بمعنی آرزو۔

شرح

دربار رسالت ہی ایک ایسا دربار ہے جہاں سے مانگنے والوں کو دین و دنیا کی دولت ہے یہیں سب اپنی امیدیں اور آرزوئیں لے کر آتے ہیں خالی جھولیاں بھر کر جاتے ہیں۔

در و دین صورتِ ہالہ محیطِ ماہ طیبہ ہیں
برستا امتِ عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے

حل لغات

ہالہ، چاند کا کنڈل۔ محیط، گھیرنے والا، عام طور پر مشہور ہے ”چومہ بہ ہالہ نشنید دلیل باران است“ چنانچہ ایک جگہ اور امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح فرمایا ہے ”تورے چندن چند و پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا“ جب چاند کے چاروں طرف ہالہ پڑ جاتا ہے تو بارش ہوتی ہے۔

شرح

درو و شریفوں کا ہالہ مدینہ کے چاند کے ارد گرد پڑا ہوا ہے اور اب گنہگاروں پر رحمۃ اللعالمین ﷺ کی رحمت کی بارش ہوگی مدعا یہ ہے درو و شریف حضور اکرم ﷺ تک پہنچا ہے اور اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم گنہگاروں پر نازل ہوتی ہے۔

فضائل درود شریف

اس کی اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔
فرما کر نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کی اہمیت واضح فرمادی۔ ذیل میں درود و سلام کے فضائل اور ثمرات مختصراً درج کئے جاتے ہیں تاکہ برادران اسلام ذوق و شوق سے بکثرت صلوٰۃ و سلام نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ کرتے رہا کریں۔

(۱) درود و سلام پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ (قرآن مجید)

(۲) درود و سلام دعا کے اول و آخر میں پڑھنے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ (کنز العمال)

(۳) کثرت سے درود و سلام پڑھنا بندے کو نبی کریم ﷺ کے قرب کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

(۴) تنگ دست کے لئے درود و سلام صدقے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ (جواہر البحار)

(۵) درود و سلام پڑھنے والے کو موت سے پہلے ہی جنت کی بشارت دے دی جاتی ہے۔ (صلوۃ الثناء)

(۶) درود و سلام سے محتاجی دور ہوتی ہے۔ (صلوۃ الثناء)

(۷) بکثرت درود و سلام پڑھنا قیامت میں نجات کا سبب بن جائے گا۔

(۸) جو ایک بار سلام عرض کرے اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار سلام بھیجتا ہے۔

(۹) اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

(۱۰) درود شریف پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی دی جاتی ہیں۔ (کنز العمال)

(۱۱) دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

(۱۲) جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن درود شریف پڑھنے والے کی سو حاجتیں پوری ہوتی ہیں ستر آخرت کی اور تیس دنیا

کی۔ (بیہقی)

(۱۳) درود و سلام عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اعمال سے زیادہ محبوب ہے۔

(۱۴) درود و سلام پڑھنے سے تمام مومن محبت کرنے لگ جاتے ہیں اور منافق اس سے جلتے ہیں۔

(۱۵) سرکارِ دو عالم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوتی ہے۔

(۱۶) بہت زیادہ درود شریف پڑھنے والے کو بیداری میں بھی نبی کریم ﷺ کی زیارت ہونے لگتی ہے۔

(۱۷) جو شخص بکثرت درود شریف پڑھے حضور اکرم ﷺ قیامت میں اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

(۱۸) جو مومن سو بار درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے ساتھ جنت میں جگہ دے گا۔

(۱۹) درود و سلام پڑھنے والے کے لئے دو فرشتے بخشش کی دعا کرتے ہیں تمام فرشتے ان کی دعا پر آمین کہتے

ہیں۔ (طبرانی)

(۲۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کتاب میں میرے نام کے ساتھ درود شریف لکھا فرشتے اس کے لئے بخشش مانگتے

رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔

- (۲۱) نماز میں درود شریف نہ پڑھا جائے تو نماز کامل نہیں ہوتی۔ (ابن ماجہ)
- (۲۲) درود و سلام پڑھنے والے کا حشر میں نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ (افضل الصلوٰۃ)
- (۲۳) درود شریف پڑھنے والے کو حوض کوثر میں جانا نصیب ہوگا۔ (افضل الصلوٰۃ)
- (۲۴) درود و سلام پڑھنے والا پل الصراط سے چکنے والی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ (افضل الصلوٰۃ)
- (۲۵) درود و سلام پڑھنے والے کو دشمنوں پر فتح ملتی ہے۔
- (۲۶) درود و سلام پڑھنے والے کی ذات، عمل، عمر اس کی بھلائوں میں برکت ہوتی ہے۔
- (۲۷) جو شخص درود و سلام پڑھے اللہ کریم اس کی پیشانی پر نفاق سے پاک ہونا
- (۲۸) اور دوزخ سے بری ہو جانا لکھ دیتا ہے۔
- (۲۹) رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز اس کی گواہی دیں گے۔
- (۳۰) جو شخص جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے درود و سلام اسی بار پڑھے اس کے اسی سال کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کے لئے اسی سال کی عبادت لکھی جاتی ہے۔

ازالۃ وہم

بعض لوگ کہتے ہیں کہ درود ابراہیم کے سوا اور کوئی درود نہیں یہ غلط ہے اسلام کے اصول پر صلوٰۃ و سلام کے الفاظ ہوں پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو جائے گی اگر ایسا درود شریف پڑھا جائے کہ جس میں صرف صلوٰۃ کا لفظ ہو تو اس کے پڑھنے سے صرف اللہ تعالیٰ کے حکم ”صَلُّوْا عَلَیْہِ“ پر عمل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے حکم ”سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا“ پر عمل نہ ہوگا۔ اسی لئے امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلم شریف کی شرح اور اپنی کتاب اذکار میں لکھا ہے کہ سلام کے بغیر صلوٰۃ کا پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جذب القلوب میں تحریر فرمایا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جب ”اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ حُبًّا“ ”یَاٰیہَا الَّذِیْ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا“ ایمان والوں اس نبی پر درود و سلام بھیجو جس طرح سلام بھیجنے کا حق ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا

قد عرفنا کیف فلم علیک فکیف نصلی علیک؟ السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ

بلاشبک و شبہ ہم نے آپ کی خدمت میں سلام عرض سیکھ لیا ہے (یعنی التحیات میں) آپ پر صلوٰۃ یعنی درود شریف کس طرح

عرض کرنا؟

تو حضور ﷺ نے صرف درود ابراہیمی کی تعلیم دی سلام کی تعلیم نہیں دی کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عرض کیا تھا کہ سلام عرض کرنا تو آپ کے سکھانے سے ہم نے سیکھ لیا ہے جو التحیات میں عرض کر دیا کرتے ہیں آپ صلوٰۃ یعنی درود شریف سکھلا دیجئے۔

دوسری حدیث شریف میں درود ابراہیمی ارشاد فرمانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے خود ہی فرمایا

السلام كما اقر علمتم اور سلام جیسا کہ تم نے جان لیا

تیسری حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے درود ابراہیمی کے بعد فرمایا **”ثم تسلمو علی“** پھر تم مجھ پر سلام کہو۔

چوتھی حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے درود شریف کے آخر میں سکھایا

السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ اے نبی آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات ہوں

ان مذکورہ چار حدیثوں سے واضح ہو رہا ہے کہ درود شریف کے ساتھ جو سلام عرض کیا جائے وہ نبی کریم ﷺ کے مطابق خطاب اور نداء **”ایہا“** سے آپ کا تصور قائم کر کے عرض کیا جائے اور **”سلموا“** کے ساتھ **”تسلیما“** کا ارشاد فرمایا جانا اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ سلام کرنے کا حق نداء اور خطاب کی صورت میں ہی پورا ہو سکتا ہے دراصل درود ابراہیمی نماز ہی میں پڑھنے کے لئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لوگ کہتے ہیں کہ جب بھی درود شریف پڑھنا ہو تو درود ابراہیمی ہی پڑھو اور کوئی درود شریف پڑھنا جائز نہیں وہ مندرجہ بالا احادیث پر غور کریں۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ نماز میں پہلے التحیات میں حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ندا کے ساتھ سلام عرض کیا گیا اور پھر درود ابراہیمی لہذا نماز کے باہر جب بھی درود شریف پڑھا جائے اس میں سلام کا لفظ ضرور آئے تاکہ اللہ پاک کے حکم **”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“** پر درود بھیجوا اور سلام بھیجو جس طرح سلام بھیجنے کا حق ہے۔ پورا عمل ہو جائے گا اگر نماز سے باہر درود ابراہیمی پڑھنا ہو تو اس کے آخر میں پڑھنا چاہیے۔

السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ

اے نبی آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات ہوں۔

اگر نماز کے باہر درود ابراہیمی پڑھیں گے تو **”صَلُّوا عَلَيْهِ“** اور **”سَلِّمُوا تَسْلِيمًا“** پر عمل رہ جائے گا۔

اس لئے اکثر محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں حضور اکرم ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ ﷺ لکھا اس میں درود بھی ہے اور سلام بھی اور جب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ

سلام عرض کرتے اس میں درود میں بھی ہے اور سلام بھی اب بھی اگر نماز کے باہر انہی الفاظ سے سلام عرض کیا جائے تو باری تعالیٰ کے حکم پر پورا عمل ہو جائے گا۔ واضح ہوا کہ درود و سلام کے صیغے مختلف الفاظ اور کلمات پر مبنی ہیں صرف درود ابراہیمی کے الفاظ پر انحصار نہیں ہے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، اولیائے کاملین، اغواث، اقطاب، ابدال، اوتاد وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف درود و سلام کے جو صیغے مستند کتابوں میں درج ہیں وہ سب شریعت حقہ قرآن کریم، حدیث پاک کے عین مطابق اور ارشاد الہی کی تعمیل کے لئے کافی ہیں۔

تعالی اللہ استغناء تیرے در کے گداؤں کا

کہ ان کو عارف و شوکت صاحب قرآنی ہے

حل لغات

تعالی اللہ، کلمہ تعجب، تعریف اور تعجب کے وقت بولتے ہیں۔ استغناء، مالدار، بے پرواہی۔ عارف، شرم، غیرت۔ کروفر، رعب، شان، دھوم دھام، ٹھاٹ صاحب قرآن وہ شخص جس کے قرار نطفہ کے وقت زہرہ و مشتری پھنی وہ دونوں ستارے ایک برج میں ہوں یہ بات بہت دنوں میں ہوتی ہے امیر تیمور کا لقب صاحب قرآن ہے۔

شرح

یا رسول اللہ ﷺ آپ کے در کے گداؤں کی بے نیازی کا یہ عالم ہے کہ بڑے بڑے صاحب قرآن بادشاہوں کی شان و شوکت اور کروفر کو خاطر میں نہیں لاتے بلکہ اسے اپنے لئے عارف سمجھتے ہیں اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کے نام لیواؤں کا استغناء کا بیان ہے کہ جسے در رسول ﷺ کی گدائی نصیب ہوئی وہ بڑے سے بڑے بادشاہ کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اس پر حالات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شاہد ہیں اور اولیائے عظام محبوبان خدا کی تاریخ گواہ ہے خود امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو دیکھئے اپنے لئے فرمایا

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

وہ سرگرم شفاعت عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کا عطر صندل کی زمینِ رحمت کی گھانی ہے

دل لغات

عرق، پسینہ۔ افشاں، بوندیں پڑی ہوئیں، چھڑکی ہوئی، کوئی پانی کی چیز۔ عصر، حاصل مصدر بمعنی نچوڑ۔ اس میں ایک نعت ہے خوشبو کی بھڑک یہی معنی موزوں ہے۔ صندل ایک خوشبو کی لکڑی کا درخت۔ گھانی، کوہلو۔

شرح

رسول اللہ ﷺ قیامت میں اپنے غلاموں کی شفاعت میں سرگرم اور منہمک ہیں جس سے پیشانی مبارک پر پسینہ آگیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رحمت کی گھانی میں صندل کی زمین پر کرم کا عطر کشید کیا جا رہا ہے۔ اس شعر میں متعدد صفات رسول ﷺ جمع فرمادی ہیں۔

(۱) عالم دنیا میں بھی شفاعت امت میں سرگرم ہیں ہمارے ﷺ یہ مسئلہ بھی اختلافی بن گیا حالانکہ ظاہر ہے آپ کی وجہ سے عذاب سے امت یہاں تک کہ کفار کا محفوظ رہنا شفاعت نہیں تو اور کیا ہے استمداد دور سے معروض پیش کرنا اور ان کا سنا جانا اور امتی کا اپنے مقصد وغیرہ میں کامیاب ہونا بھی شفاعت کا حصہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۲) اسی عالم دنیا میں ہی حضور اکرم ﷺ آپ کے نائبین کا ملین ذون شفاعت ہیں مخالفین کہتے ہیں کہ قیامت میں اذن ملے گا وہ بھی جس کے لئے اللہ تعالیٰ چاہے گا اس کی تفصیل آرہی ہے۔

(۳) حضور اکرم ﷺ کو پسینہ بکثرت آتا تھا اس کی ایک وجہ یہی ہے کہ آپ ہر وقت سرگرم شفاعت ہیں اور بارگاہِ ذوالجلالی کے قرب کریم سے تجلیاتِ جلالیہ کے اثرات سے پسینہ آ جانا بشریت کے خواص سے ہے۔

(۴) پسینہ سے خوشبو کا مہکنا نوری بشریت کی دلیل ہے ورنہ عام بشر کا پسینہ بدبودار ہے یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے جسم اطہر کے ہر ذرہ میں خوشبو تھی بلکہ فضلاتِ مبارک تک خوشبو تھے۔ اس موضوع پر فقیر کے دور سارے مشہور ہیں

(۱) خوشبوئے رسول (۲) الدلائل القاهرہ فی ان فضلات النبی ﷺ طیبہ وعلیفہا لہم فضلات

رسول“ اس موضوع کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سلسلے حضور میں یوں عرض کیا ہے

اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

شبنم باغ حق یعنی رخ کا عرق

پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود

حضور اکرم ﷺ کے جسم مطہر و منبر سے خوشبو لگائے بغیر سے ہمیشہ خوشبو آتی کہ کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کرتی تھی آپ کا پسینہ مبارک بھی بہت ہی خوشبودار ہوتا تھا بوجہ لطافت آپ کے بدن مبارک پر کپڑا میلا نہ ہوتا تھا۔ چند روایات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضور اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ سے اس قدر تیز خوشبو کستوری کی مانند آئی کہ سارا گھر مہک گیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۲۳)

(۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ نے فرمایا میرے ساتھ مل کر چل میں آپ کے قریب ہو گیا تو آپ کے جسم مبارک کی خوشبو جو مجھے آرہی تھی وہ نہ کستوری میں پائی جاتی ہے نہ عنبر میں۔ (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

حضرت جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھ کر تشریف لائے

فجعل الناس ياخذون يديه فيمسحون بها وجوههم قال فاخذت بيده فوضعتها على وجهي فاذا

هي ابرد من الثلج واطيب رائحة من المسك (بخاری شریف)

تو لوگ آپ کے مبارک ہاتھوں کو اپنے چہروں پر ملنے لگے میں نے بھی آپ کا ہاتھ اپنے چہرہ پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کا ہاتھ پکرا

فاذا هي ابرو من الثلج واطيب ريحا من المسك (بیہقی، زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)

تو وہ برف سے ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں

ويضع يده راس الصبي فيعرف من بين الصبيان بربحها. (شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰)

کہ حضور اکرم ﷺ جس بچہ کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیتے وہ ہاتھ کی خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں میں ممتاز ہو جاتا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا میں نے آپ کی

مہر نبوت کو منہ میں لیا

فكان ينهم على مسكا. (شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰)

تو مجھ پر کستوری کی سی خوشبو پھیلی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

چونکہ آپ کا بدن شریف قدرتی طور پر انتہائی خوشبودار تھا اس لئے بدن مبارک بھی بے حد خوشبودار تھا چنانچہ ام

المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

كان عرقه في وجهه مثل اللؤلؤ اطيب من المسك. (ابو نعیم، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۷)

کہ آپ کو پسینہ آتا آپ کے چہرہ سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرات گرتے تھے تو خوشبودار ہوتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

لا شممت مسكا قط ولا عطرا كان اطيب من عرق النبي ﷺ. (شامک ترمذی)

میں نے کبھی کوئی کستوری اور کبھی کوئی عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی کریم ﷺ کے پسینہ مبارک سے زیادہ خوشبودار ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

كان رسول الله ﷺ اذهر اللون عرقه اللؤلؤ. (بخاری و مسلم)

کہ حضور اکرم ﷺ کا رنگ سفید و روشن تھا پسینہ کی بوند آپ کے چہرہ پر ایسی نظر آتی جیسے موتی۔

حضرت انس مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کبھی کبھی دو پہر کے وقت ہمارے گھر تشریف

لا کر آرام فرماتے آپ سو جاتے تو آپ کو پسینہ آ جاتا اور میری والدہ پسینہ مبارک کی بوندوں کو شیشی میں بند کر دیتی۔ ایک

دن حضور اکرم ﷺ نے ایسا کرتے دیکھا تو فرمایا اے ام سلیم یہ کیا انہوں نے عرض کیا حضور کا پسینہ ہے ہم اسے عطر میں ملا

لیں گے اور یہ تو سب عطروں اور خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی

یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا ہے اور میرے پاس کچھ نہیں آپ کچھ خوشبو عنایت فرما دیں فرمایا کل ایک کھلے

مندو الی شیشی لے آنا وہ لے آیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں پسینہ ڈال دیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی

پھر فرمایا کہ اسے لے جا اور بیٹی سے کہہ دینا کہ اس کو عطر کے طور پر لگائے۔ پس جب وہ آپ کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو

اهل المدينة رائحة ذالك الطيب فسموا بيت المطيبين

تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ ان کے گھر کا نام بیت المطیبین (خوشبوداروں کا گھر) مشہور ہو گیا۔ (ابو یعلیٰ،

طبرانی، ابن عساکر، زرقانی جلد ۴، صفحہ ۲۲۲، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۲۷)

حضرت جابر و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

كان رسول الله ﷺ اذا مر في طريق من طرق المدينة وجدوا منه رائحة الطيبين وقالوا مر رسول

الله ﷺ من هذا الطريق

کہ حضور اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ کی کسی گلی میں سے گزرتے تو لوگ اس گلی سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس گلی میں حضور ﷺ

کا گزر ہوا ہے۔ (دارمی، بیہقی، ابونعیم، دلائل النبوة صفحہ ۳۸۰، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۷، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۲۲)

عنبر زمین، عیبر ہوا، مشک تر غبار

ادنیٰ سی یہ شناخت تیری رہگذر کی ہے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور اکرم ﷺ کو غسل دیا

سطعت منه ریح طيبة لم نجد مثلها قط۔ (شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۴۱)

آپ سے ایسی پاکیزہ خوشبو محسوس ہوئی جو کبھی نہیں پائی۔

یہ سر ہو اور وہ خاکِ در وہ ہو اور یہ سر

رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

شرح

اے رضا اگر محبوب خدا ﷺ کی اجازت اور مرضی ہو تو میں نے تو دل میں یہی ٹھانی ہے کہ مدینہ شریف کی خاک

پاک ہو اور میری پیشانی ہو (ﷺ)

اس شعر میں تمنائے مدینہ تو ہے ہی دوسرا مسئلہ یہ بتایا کہ مدینہ کی حاضری حضور اکرم ﷺ کی مرضی اجازت پر

موقوف ہے۔ یہ ہم نے مدینہ پاک بار بار جا کر آزمایا اگرچہ عقیدہ الحمد للہ منجانب اللہ پہلے سے بھی یہی تھا اور ہے کہ ہر مہر

حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ہے لیکن شنیدہ و دیدہ کی کیفیت یوں محسوس کی کہ مدینہ پاک میں دیکھا کہ نیک بخت وہ ہیں

کہ بیس سال سے مدینہ پاک میں بلا اقامتہ (بلا اجازت سعودیہ) کے در رسول ﷺ پر نہ صرف زندگی بسر کر رہے ہیں بلکہ

اپنے ملک کی طرح ہر طرح کی تقریبات میں نمایاں طور پر حاضر باش رہتے ہیں۔

لطیفہ

ہم نے بعض وہ بھی دیکھے کہ رات کو پہنچے صبح کو سنا گیا کہ اسے گرفتار کر کے واپس اپنے ملک بھیج دیا گیا ہے اس کی

وجہ ظاہر ہے کہ جو بیس سال یا اس سے کم و بیش مدینہ پاک میں ہیں ان سے بار بار سنا گیا کہ سرکارِ مدینہ البقیع میں جگہ عطا فرمادیں بس یہ صرف یہی تمنا ہے الحمد للہ ان کو البقیع نصیب ہوئی اور وہ دوسرے جنہیں آنا تو نصیب ہوا لیکن سرکارِ مدینہ ﷺ نے واپس کر دیا ان میں بعض کے حالات سے معلوم ہوا کہ رات کو پچھنے عزم کر لیا کہ حج پڑھ کر جاؤں گا لیکن فارغ نہ رہوں یہ جو رقم پاس ہے اس سے کاروبار کروں رمضان میں آئے خیال گزرا دو اڑھائی ماہ میں خوب ریال کماؤں گا چنانچہ اس سے کپڑوں کا گٹھڑا خرید اور سر بازار جا کر بیٹھ گیا ابھی بیٹھا ہی تھا کہ شرطے نے پکڑ لیا اور اسی وقت جدہ پہنچا دیا اور گٹھڑا کپڑوں کا وہاں سے دھڑا رہ گیا یا شرطے لے اڑے بہر حال سرکارِ مدینہ ﷺ کا کرم ہے کہ بعض حاضریوں پر حاضریاں دے رہے ہیں اور بعض زندگی بعض مدینہ کرتے رہ گئے۔

نعت

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رسائی ہے
گران کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

دل لغات

رسائی، شناسائی، گزر، میل ملاپ، واقفیت بن آئی، قسمت کھل گئی۔

شرح

سنتے ہیں کہ میدانِ حشر میں صرف حضور اکرم ﷺ کی تمام مخلوق سے زیادہ پہنچ ہے (قبولیت) ہے۔ اگر ان کی رسائی ہے تو پھر مبارک ہو کہ ہم غریبوں کی قسمت کھل گئی اس لئے کہ آپ رؤف و رحیم ہیں (ﷺ) ہمارا دکھ تکلیف کب دیکھ سکیں گے۔ اسی لئے لامحالہ بخشش و مغفرت کر رہے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۸)

جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

فائدہ

سب کو معلوم ہے کہ لوگ اپنی اولاد اور اپنی خیر کے حریص ہوتے ہیں لیکن حضور اکرم ﷺ اپنی امت کی خیر کے حریص ہیں اسی لئے راتوں کو سب لوگ سوتے ہیں لیکن آپ امت کے لئے روتے ہیں ﷺ

ان کی رسائی

حضور اکرم ﷺ کی رسائی کا احادیث شفاعت میں تفصیلی مضمون اسی شرح حدائق میں فقیر نے متعدد مقامات پر

سپرِ قلم کیا ہے۔ تمبر کا چند احادیث ملاحظہ ہوں

(۱) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اشفع لامتی حتیٰ ینادینى ربى ارضیت یا محمد فاقول لی رب رضیت.

(الدر المنثور للسيوطی جلد ۶ صفحہ ۳۶)

میں اپنی امتی کی شفاعت کرونگا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد تو راضی ہوا میں عرض کروں گا اے رب میرے
میں راضی ہوا۔

(۲) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

خیرت بین الشفاعة وبين ان يدخل شطر و امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم واكفی اترونها

للمؤمنين المتقين لا ولكنها للمذنبين الخطائين. (ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ زیادہ
تمام اور زیادہ کام آنے والی ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے ہے نہیں بلکہ وہ ان گناہگاروں
کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت کار ہیں۔

(۳) ابن عدی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی لہا لکین من امتی

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لئے ہے جن کو گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

حق ہے اے شفیع میرے میں قربان تیرے

(۴) ابو داؤد، ترمذی وابن حبان و حاکم و بیہقی بافادہ تصحیح حضرت انس بن مالک اور ترمذی وابن ماجہ وابن حبان و حاکم

حضرت جابر بن عبد اللہ طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس اور خطیب بغدادی حضرت عبد اللہ بن عمر فاروق و

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی لاهل الکبائر من امتی میری شفاعت میری امت میں ان کے لئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

حاکم با فادہ صحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

یرضع للانبیاء منابر من ذهب قال فیجلسون و یبقی منبری ولم اجلس۔ لا ازال اقیم خشیۃ ان ادخل الجنة و یبقی امتی بعدی فاقول یا رب امتی امتی فیقول اللہ یا محمد ما ترید ان اصنع با متک فاقول یا رب عجل حسابہم فما ازال حق اعطی قد بعثت بہم الی النار و حتی ان مالکا خازن النار فیقول یا محمد ما ترکت بغضب ربک فی امتک من بقیۃ (

انبیاء کے لئے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سر و قد کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد رہ جائے پھر عرض کروں گا اے رب میری امت میری امت اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں عرض کروں گا اے رب میرے ان کا حساب جلد فرما دے پس میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کی چٹھیاں ملیں گی جنہیں دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک دار و غد دوزخ عرض کرے گا اے محمد آپ نے اپنی امت میں غضب نام کونہ چھوڑا۔

لطیفہ

حضور اکرم ﷺ کو اپنی امت کی اتنی فکر ہوگی کہ دوزخ کے اندر داخل ہو کر اپنے امتیوں کو نکال کر بہشت میں لے جائیں گے یہاں تک کہ دوزخ کا حلقہ علیا جہنمیوں سے خالی ہو جائے گا اور اس پر فرشتے حیرانگی کا اظہار کریں گے۔ (روح

البیان

نوت

اس حدیث مبارک کی تفصیل اور اس پر اعتراض کا جواب اسی شرح حدائق کی جلد دوم میں دیکھئے۔

ان کی رسائی کا کمال

نہ صرف رسائی بلکہ خود اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ سے امت کے بارے میں مشورہ لے گا کہ ان سے کیا کیا کیا جائے اے سنی مسلم بھلا بتائیے کہ حاکم مطلق کو مشورہ کی ضرورت ہی کیا یہ محض محبوب کریم ﷺ کا اعزاز و اکرام اور آپ کی خوشنودی و رضا مطلوب ہے۔

پھر یہ بھی مد نظر رہے کہ جن سے مشورہ لیا جا رہا ہے وہ کیا فرمائیں گے وہی جو امام احمد رضا نے ابھی کہہ دیا اگر ان

کی رسائی ہے لو جب تو بات بن آئی ہے۔

حدیث مشاورة

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

ان ربی استشارنی فی امتی ماذا فعل بهم فقلت ما شئت یا رب هم خلقت وعبادک فاستشار

الثانیة فقلت له کذلک فاستشارنی الثالثة فقلت له کذلک فقال انی لن اخزیک فی امتک یا

وبشرنی ان اول من یدخل الجنة معی من امتی سبعون الفالیس علیهم حساب ثم ارسل الی اربع

وسل تعط فقلت لرسوله او معطى ربی سؤلی قال ما ارسل الیک الا لیعطیک۔ (الحکیمین لعمال

جلد ششم صفحہ ۱۱۲، حدیث ۷۳۵۱ وخصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۱۲۱۰ خرج احمد والوبکر الشافعی فی الغیلا نیات والونیم وابن

عساکر عن حذیفہ بن الیمان ومسندا امام احمد مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۳)

بے شک میرے رب کریم نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟

میں نے عرض کیا اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کروہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ

سے مشورہ لیا میں نے وہی جواب دیا اس نے تیسری دفعہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا میں نے پھر وہی عرض کیا پھر میرے رب

کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد علیہ السلام بے شک میں تیری امت کے معاملہ میں تجھے ہرگز رسوا نہ کروں گا اور مجھے

بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب جنتیوں سے پہلے ہمراہی میں داخل جنت ہوں گے ان میں سے ہر ہزار کے

ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا اور مانگ تجھے دیا جائے گا میں نے اپنے رب کریم کے قاصد

سے کہا کہ کیا میرا رب میری ہر مانگی ہوئی چیز دے گا؟ تو اس قاصد و فرشتہ نے عرض کی کہ حضور اسی لئے تو رب تعالیٰ نے

آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ بھی مانگیں آپ کو عطا فرمائے۔

آگے یہ حدیث مبارک طویل ہے جس میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے اور اپنی امت مکرمہ کے بہت سے فضائل و

محامد بیان فرمائے ہم نے قدر ضرورت پر اکتفا کیا ہے۔

فائدہ

دیوبندیوں کے فضلاء اس حدیث مبارک پر خوب چکرائے جن کے چکر و مکرو دفاع علمائے اہل سنت نے علمی تحقیق

سے خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ اسی شرح حدائق کی جلد دوم میں فقیر نے تفصیل لکھ دی ہے۔

مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے
کیا بات تیری مجرم کیا بات بنائی ہے

حل لغات

مچلا، ڈھیٹ، ضدی۔ امید بندھائی ہے، امید باندھنے کی جرات کی ہے۔ بات، نکتہ، خولی۔ بات بنائی انہوں، از بات بننا معنی کامیاب ہونا۔

شرح

ہم ڈھیٹ یعنی شفاعت کے عقیدہ میں متصب دو مضبوط مستحکم اس لئے ہیں کہ رحمت الہی نے امید پر جرات مند بنایا ہے جب وہ خود فرماتا ہے

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ ا (پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۵۳)

اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

ایک طرف رحمت دوسری طرف شفاعت تو پھر ہم پُر امید نہ ہوں تو اور کیا کریں مایوسی اور ناامیدی کافروں کو ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَا تَأْيِسُوا مِنَ اللَّهِ ا إِنَّهُ لَا يَأْيِسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ ا إِلَّا الْكُفْرُ ا (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۸۷)

اللہ کی رحمت سے نہ اُمید نہ ہو بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

مصرعہ ثانی میں عقیدہ اہل سنت پر ڈٹ جانے والوں کو داد دی ہے کہ اے سنی اگرچہ تو مجرم بھی لیکن تیری نکتہ دانی

کی دلیل دینی پڑتی ہے کہ تو پختگی عقیدہ کی وجہ سے خوب کامیاب رہا ورنہ قیامت میں بہت سے اعمالِ صالحہ کے نٹوں کے ٹن سر پر لا کر آئیں گے لیکن عقیدہ کی گڑبڑ پر جہنم رسید ہوں گے۔

بلعم باعوراء

یہ شخص زہد و عبادت میں یکتا تھا کوئی نیکی نہ تھی جو اس میں نہ ہو صرف خامی تھی تو یہی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

بے ادب و گستاخ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی تمام نیکیاں برباد کر کے قیامت میں اصحابِ کہف کے کتے کی کھال اتروا کر اس

کے جسم پر پہنا کر جہنم رسید فرمایا اور اس کا چمڑا کتے کو پہنا کر کتے کو اولیاء کے ادب و پیار کے صلہ میں بہشت بخش دے

گا۔

بلعم باعورا کا عروج وزوال

حضرت امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا کہ بلعم باعورا اتنا بلند مرتبہ تھا کہ زمین پر بیٹھ کر عرشِ معلیٰ کو دیکھ لیتا لیکن جو نبی تھوڑا سا دنیا کی طرف مائل ہوا تو اللہ تعالیٰ کو غیرت آئی کہ اس نے ولایت کو دھبہ لگایا تو اس کی ولایت چھین لی۔ اس کا ایک وقت تھا کہ اس کے ملفوظات لکھنے والے بیک وقت بارہ ہزار قلم دوات لئے پیچھے بیٹھے رہتے کہ اس کے علم و حکمت کے جوہر و موتی جمع کر لیں لیکن جب مردود ہوا تو منحوس نے خود ایک کتاب لکھی کہ جہان کا کوئی صانع نہیں کیمونسٹ (دہریہ) ہو گیا **نعوذ باللہ من سیئئہ** کہ اس موضوع پر سب سے پہلا مصنف یہی بلعم باعورا ہے۔ (روح)

(البیان)

بلعم باعورا

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کسی شہر میں ایک عابد رہتا تھا۔ اس شہر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حملہ کرنے کا ارادہ ہوا اس لئے کہ اس شہر کے مکین کافر تھے اور بلعم باعورا کو اسمِ اعظم معلوم تھا اس شہر کے بادشاہ ہدایاد تحائف بھی پیش کئے یہاں تک کہ اس کے درغلانے میں کامیاب ہو گئے۔ بعض روایات میں ہے کہ اسے اپنی عورت سے بڑی محبت تھی اس لئے اس کا مطیع و فرمانبردار رہتا تھا اس کے شہر کے لوگوں نے بہت بڑے تحفے اور مال و دولت جمع کر کے اس کی عورت کے سال رکھ دیئے۔ لالچ میں آ کر اس نے ان ہدایاد و تحائف کو قبول کر لیا قوم نے کہا کہ بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہیں جیسے تم دیکھ رہی ہو براہِ مہربانی بلعم باعورا کو سفارش کرو تا کہ وہ ہمارے دکھ درد کا مداوا کریں۔ بلعم باعورا کو اس کی بیوی نے کہا دیکھئے قوم کے ہمارے اوپر بہت بڑے احسانات ہیں علاوہ ان کے حقوق ہمسائیگی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم ان کی مدد کریں اور آپ تو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں ہمسایگاں کے دکھ درد کے وقت مدد کرنا ہمارا دینی و اخلاقی فرض ہے اور وہ اس سے قبل آپ کے ساتھ احسان و مروت سے پیش آتے رہے اور آپ احسان کا بدلہ احسان کے ضابطہ کو بھی جانتے ہیں اور پھر آپ میں ان کی مشکل کشائی کی صلاحیت و اہلیت بھی ہے۔ بلعم باعورا نے جواب دیا کہ چونکہ یہ حکمِ خدائی ہے میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی تو مجھے مجبور کر سکتی ہے اگر شرعی مجبوری نہ ہوتی تو میں ان کی ضرورت مدد کرتا لیکن عورت بضد ہو گئی اور بالآخر منوا ہی لیا۔ بلعم باعورا گدھی پر سوار ہو کر پہاڑ کی طرف چل دیا تا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بدعا کرے گدھی تھوڑی دیر چل کر گر پڑی۔ بلعم باعورا کو غصہ آیا نیچے اتر کر بیچاری کو خوب مارا یہاں تک کہ گدھی کی جان لبوں پر آ گئی۔ مجبوری کھڑی ہوئی۔ اس پر پھر سوار ہوا مگر وہ تھوڑی دیر چل کر پھر گری پھر بلعم باعورا نے اسے

مارا اللہ تعالیٰ نے گدھی کو بولنے کی طاقت دی بلعم باعورا کو کہا اے بد بخت ذرا سوچ تو کہا جا رہا ہے دیکھ میرے آگے فرشتے ہیں جو مجھے وہاں جانے سے روکتے ہیں میں وہاں کیسے جاؤں جہاں موسیٰ علیہ السلام کے لئے بددعا کی جائے وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور پھر ان کے ساتھ اہل ایمان ہیں۔ بلعم باعورا نے گدھی کو چھوڑ کر پیدل چلنا شروع کیا اور پہاڑ پر جا کر دعا مانگنی شروع کی جب وہ موسیٰ علیہ السلام اور اہل ایمان کے لئے بددعا کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان پھیر کر اس کی اپنی قوم کا نام زبان پر جاری کرا دیتا اور دعا خیر کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان پر موسیٰ علیہ السلام اور اہل ایمان کا نام جاری کرا دیتا قوم نے کہا یہ کیا کر رہے ہو بددعا ہمیں کرتے ہو اور دعائیں خیر موسیٰ علیہ السلام اور اہل ایمان کے لئے۔ اس نے جواب دیا یہ میرے بس کی بات نہیں بخدا میری زبان اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے جس طرح چاہتا چلاتا ہے اس کے بعد اس کی زبان بڑھتی ہوئی سینہ پر لڑھک گئی اس سے اپنی قوم سے دنیا بھی گئی اور دین بھی برباد اور آخرت بھی۔

سب نے صف محشر میں لکار دیا ہم کو
اے بیکسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

حل لغات

لکار، دارو دم، نعرہ، ہانک، پکار، دھمکانا یہی آخر معنی مراد ہے۔ دہائی، فریاد، نالش، بچاؤ، پناہ یہی مراد معنی مراد ہے۔

شرح

میدانِ حشر میں سب نے ہمیں دھمکایا یا مایوس کر دیا لیکن اے بیکسوں کے آقا ﷺ اب آپ کی پناہ میں حاضر ہوئے ہیں۔

يَوْمَ يَقْرَأُ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝

لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝ (پارہ ۳۰، سورہ عس، آیت ۳۴)

اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور جو رو اور بیٹوں سے، ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے۔

فائدہ

قیامت میں ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی کوئی کسی کو نہ پوچھے گا نہ صرف عوام بلکہ انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی فرمائیں گے

جب حضور اکرم ﷺ شفاعت کا دروازہ کھول دیں گے پھر ہر مومن دوسرے کو پوچھے گا یہاں تک چھوٹے بچے ماں باپ کی شفاعت کریں گے آیت یوم حساب کے ابتدائی دور کے متعلق ہے۔

احادیث مبارکہ

حدیث شریف میں ہے حضرت آدم علیہ السلام مسیح علیہ السلام تک سب کو اپنے اپنے نفس کی پڑی ہوگی اور کوئی نبی حضور اکرم ﷺ سے پہلے شفاعت نہ کرے گا جب لوگ انبیاء کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کریں گے تو سارے انبیاء کرام حضور ﷺ کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کریں گے اور فرمائیں گے

کسی اور کے پاس جاؤ

اذھبو الیٰ غیری

میرے نبی کے لب پر انا لھا ہوگا

کہیں گے اور نبی اذھبو الیٰ غیری

آخر لوگ تھکے مارے مصیبت کے مارے چاروں طرف سے امیدیں توڑے بارگاہ عرض جاہ یکس پناہ خاتم دورہ رسالت فاتح باب شفاعت محبوب باد جاہت مطلوب بلند عزت مجاء عاجزاں ماوائے بیکساں مولائے دو جہاں حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے اور اپنی مصیبت بیان کریں گے حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے

ہاں میں شفاعت کے لئے ہوں

انا لھا انا صاحبکم

آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
آب کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
کشتگان گرمی محشر کو وہ جان مسیح
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
سوختہ جانوں پہ وہ پر جوش رحمت آئے ہیں

یہی سماں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا

اے محمد کیا تم راضی ہو گئے۔

ارضیت یا محمد ﷺ

حضور اکرم ﷺ عرض کریں گے اے رب میں راضی ہو گیا۔

سیادت مطلقہ

وہ حضور ہی ہیں جو قیامت کے دن سید مطلق ہوں گے لواءِ حمد حضور کے ہاتھ میں ہوگا عزت و کرامت دنیا حضور کے بس میں ہوگا خود فرماتے ہیں

الكرامة والمفاتيح يومئذ بیدی ادم و من سواه تحت لوائی

اس دن عزت و کرامت کی کنجیاں میرے دست تقدس میں ہوں گی اس دن آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں وہ سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے

آفتاب ان کا ہی چمکے گا سب اوروں کا چراغ
چنانچہ سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

انا سید الناس يوم القيمة و كنت امام النبیین و خطیئهم و صاحب شفاعتہم. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)
قیامت کے روز میں نبیوں کا امام ہوں اور تمام لوگوں کا سردار ہوں۔

یوں تو سب انہیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو
یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص ان کی کمائی ہے

دل لغات

کمائی، محنت سے پیدا کیا ہوا، روپیہ پیسہ، آمدنی، نفع۔

شرح

یوں تو ہر شے حضور اکرم ﷺ کی ہے اس لئے آپ اللہ تعالیٰ کے مختار و مازون محبوب ہیں لیکن اگر ہمارے دل کی بات پوچھو تو ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ ٹوٹے ہوئے دل بھی خصوصیت سے آپ کی ہی محنت کا ثمر ہے۔

زار بھی گئے کب کے دن ڈھلنے پہ ہے پیارے
اٹھ میرے اکیلے چل کیا دیر لگائی ہے

شرح

زار مدینہ عرصہ ہوا چلے گئے اے بندہ خدا تو غفلت میں ہے دن تو ڈھلنے کو ہے لمحاتِ زندگی آخری سانسیں لے رہے ہیں اٹھ میری جان اکیلے ہی چل پڑو کیا دیر لگائی ہے اس دیر میں خیر نہیں۔

بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

دل لغات

کرم، گنجائش، ظرف، بر باری، عیبی، داغی، کھوٹا، شریر، بد ذات، روگی، مریض۔

شرح

عمل کے بازو تو ہمارا سودا نہ بن سکا اس لئے کہ عمل ہوتے تو کام بنتا آپ (ﷺ) لطف و کرم کے شہنشاہ ہیں اور آپ میں ہی کھوٹے، کمزوروں کو سنبھالنے کی عادت فلہذا ہم کمزوروں کو سنبھالنا یا رسول اللہ (ﷺ)

اس شعر میں اس عقیدہ کا اظہار ہے کہ انسان اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرے بلکہ یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بخشے گا اگر اعمال کے مطابق اجر و ثواب عطا فرمادے تو اس کا عدل و فضل ہے علاوہ ازیں انسان نیکی تو کرتا ہے لیکن یہ یقین ہے کہ واقعی وہ قبول بھی ہوں گی یا نہیں بلکہ وہاں تو بڑے سے بڑا عابد و زاہد بھی نیکی کے قبول ہونے کا دم نہیں بھرتا۔ (روح البیان)

گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولیٰ
رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے

دل لغات

گرتے ہوؤں از گرنا وغیرہ۔ مژدہ، خوشخبری۔ تمہید، آغاز، اٹھانا، دیباچہ۔

شرح

کمزور امتیوں کو شفاعت سنا کر سر سجدہ میں رکھیں گے اس کا آغاز شفاعت طلبی سے ہی فرمائیں گے جیسے احادیث شفاعت میں بار بار بیان ہوا۔

اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اٹھ
دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمانی ہے

دل لغات

سلگنا، دھوان نکلنا، غصے میں اندر ہی اندر بھسم ہونا۔ جلنا، آگ جلنا۔ دم گھٹنا، سانس رکنا، جی گھبرانا۔ دھونی، کسی چیز کو جلا کر دھوان لینا۔ رمانی (اردو) رمانا، پھرانا، کھولنا، بھگانا، رگڑنا۔

شرح

اے دل یہ کیا ہے کہ معمولی فوراً آگ سلگا رہا ہے جلنا ہے تو اٹھ مکمل طور پر جل تیری اس گندی ادا سے اے ظالم

میراجی گھبرا رہا ہے یہ کیا دھونی کھول رکھی ہے کہ جس سے الٹا بد مزگی پیدا ہو گئی ہے۔

مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
مونھ دیکھ کے کیا ہو گا پردے میں بھلائی ہے

شرح

اے دوستوں مجرم کو اب نہ شرماؤ غسل دے کر کفن سے چھپا دو اب اس کا منہ کیا دیکھو گے بہتری اسی میں ہے کہ اب اس کا چہرہ چھپائے رکھو۔

اب آپ ہی سنبھالیں تو کام اپنے سنبھل جائیں
ہم نے تو کمائی سب کھیلوں میں گنوائی ہے

دل لغات

گنوائی از گنوانا، برباد کرنا، ضائع کرنا۔

شرح

اے میرے کریم رحیم نبی ﷺ اب آپ خود ہی سنبھالیں تو ہمارا کام سنبھل سکتا ہے ورنہ ہم نے تو تمام کمائی (یک اعمال) کھیلوں (تسبیح اوقات) میں ضائع اور برباد کر دی ہے۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دیگی وہ آگ لگائی ہے

دل لغات

چھٹے، چھٹنا، رہا ہونا، آزاد ہونا۔ آگ لگانا، جلانا، پھونک ڈالنا، نقصان کرنا، فساد ڈالنا۔

شرح

اے عشق تیرے طفیل ہم آتش جہنم میں جلنے سے تو نجات پا گئے یہ تیری مہربانی ہے کیونکہ جو آگ تو نے لگائی ہے یہ دوزخ کی آگ کو بجھا دیگی بلکہ دوزخ کی آتش عشق کی آگ سے پناہ مانگتی ہے اس معنی پر عشق کا سودا خوب رہا کہ آتش دوزخ ہم سے پناہ مانگتی ہے۔ اس شعر میں عشق رسول ﷺ کی فضیلت اور اسے قیمتی ثابت کیا گیا ہے۔

حرص و ہوس بد سے دل تو بھی ستم کر لے
تو ہی نہیں بیگانہ دنیا ہی پرانی ہے

دل لغات

پرانی، پرانیہ کی مونث۔ بیگانہ، غیر۔

شرح

حرص و ہوس سے اے ظالم دل تو بھی ظلم و ستم کرے صرف تو ہی بیگانہ نہیں بلکہ دنیا ساری کی ساری ہی بیگانی ہے۔

ہم دل جلے ہیں کس کے ہٹ فتنوں کے پرکالے
کیوں پھونک دوں اک اُف سے کیا آگ لگائی ہے

دل لغات

ہٹ، ضد، مچلاتی۔ پرکالے، پرکار کی جمع، ٹکڑا، حصہ، چنگاری۔

شرح

ہم دل جلے عشاق ہیں اور کس کے ایسی مقدس ذات کے کہ ان کے عشق کی آگ کی گرمی اتنی تیز ہے کہ ایک پھونک سے تمام فتنوں کے تمام ٹکڑے جلا کر رکھ بنا دوں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

دل لغات

بات بڑھانا، جھگڑا کرنا۔

شرح

طیبہ یعنی شہر مدینہ افضل نہ سہی چلو شہر مکہ کو افضل سمجھو ہم سے یہ فیصلہ کراؤ اے زاہد و کیونکہ ہم عشق کے بندے ہیں ان کا فیصلہ صرف عشق کے مطابق ہوتا ہے۔

شہر مکہ افضل ہے یا مدینہ

اس تو کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے وجود مقدس کے اتصال سے اس خطہ زمین کو مکہ معظمہ اور

عرشِ معلیٰ سے زیادہ شرف ملا ہے۔ چنانچہ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ میں ہے

قال في اللبّات والخلاف فيما عدم وضع القبر المقدس فيما ضم أعضاء الشريفة فهو افضل بقاء الارض بالاجماع قال شارح وكذا اي الخلاف في غير البيت فان الكعبة افضل من المدينة ما اعداء الضريح القدس وكذا الضريح افضل من المسجد الحرام وقد نقل القاضي عياض وغيره الاجماع على تفضيله حتى على الكعبة ونقل عن ابن عقيل الحنبلي ان تلك البقعة افضل من العرش وقد الفقه السادة البكريون على ذلك وقد مرّح التاج الفاكهي بتفصيل الارض على السموات لحلوله عليه السلام بها. (وكذا لك في المواهب جلد ۳ صفحہ ۳۹۵ ووفاء الوفاء جلد ۱ صفحہ ۴۹۵)

اور لباب میں ہے کہ اختلاف اس مقدس مقام کے سوا ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مزار میں آرام فرما ہیں وہ تمام زمین کی ہر جگہ سے افضل ہے اور اس پر اجماع ہے اس کے شارح نے لکھا کہ اختلاف بیت اللہ کے سوا ہے اس لئے کہ کعبہ شہر مدینہ سے افضل ہے سوائے مزار کی جگہ کے لیکن مزار و قدس کا وہ مخصوص خطہ مسجد حرام سے افضل ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا وغیرہ۔ اس کی تفصیل پر اجماع ہے یہاں تک کہ کعبہ پر بھی اور ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ وہ مخصوص مقام عرش سے بھی افضل ہے علمائے مکہ نے ان کے ساتھ اس مسئلہ میں اتفاق کیا ہے اور حضرت تاج فاکہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین کو آسمانوں پر اسی لئے افضلیت کا قول کیا کہ زمین پر ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں۔

خلاصہ یہ کہ فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کا وہ حصہ جو جسم پاک سے ملا ہوا ہے خانہ کعبہ اور عرشِ اعظم سے بھی زیادہ افضل ہے شامی کتاب الحج اور مدارج وغیرہ اور اس میں بھی اتفاق ہے کہ خانہ کعبہ مدینہ منورہ کی بستی سے افضل ہے مگر اختلاف اس میں ہے کہ شہر مدینہ منورہ اور شہر مکہ ان میں آپس میں کون افضل ہے۔ بعض آئمہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کا شہر شہر مدینہ سے افضل ہے کیونکہ وہاں حج ہوتا ہے وہاں ہر ایک نیک عمل کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور مدینہ پاک میں ہر نیک عمل کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے اور اس کو حضرت خلیل نے آباد کیا اور اس کے لئے دعائیں کیں مگر حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شہر مدینہ طیبہ مکہ معظمہ شہر سے افضل ہے (نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض، ووفاء الوفاء) اور فقیر کی کتاب محبوب مدینہ میں حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند دلائل ہیں آیت ”لَا اُقْسِمُ“ جس سے معلوم ہوا کہ حضور جہاں تشریف فرما ہوں وہ جگہ افضل ہے تو ہجرت سے پہلے

مکہ مکرمہ افضل تھا اور بعد ہجرت مدینہ پاک - مکہ مکرمہ میں فرش والوں کا حج ہوتا ہے اور مدینہ پاک میں عرش والے فرشتوں کا کہ ستر ہزار صبح کو اور ستر ہزار شام کو ملائکہ روضہ پاک پر حاضر ہوتے ہیں اس کو گھیر کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ (مشکوٰۃ باب الکرامات)

پھر حج مکہ مکرمہ میں سال میں ایک بار ہوتا ہے مگر مدینہ کا حج جو فرشتے کرتے ہیں وہ ہر روز صبح سے شام اور شام سے صبح تک، مکہ مکرمہ میں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے تو ہر بدی کا بھی ایک لاکھ ہے یعنی وہ جگہ جمال و جلال کی ہے مگر مدینہ پاک میں محض جمال کہ نیکی کا ثواب پچاس ہزار کے برابر اور بدی کا گناہ صرف ایک ہی بدی وہ بھی اگر باقی رہے ورنہ امید ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے معاف ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے
شان جمال طیبہ جاناں ہے نفع محض
وسعت جلال مکہ میں سود و ضرر کی ہے

اور جو فرمایا گیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور مدینہ پاک پچاس ہزار یا تو تھا ثواب اگر درجہ مقبولیت دیکھا جائے تو مدینہ پاک کی ایک ایک رکعت مکہ مکرمہ کی پچاس پچاس ہزار رکعتوں کے برابر ہے، مکہ خلیل اللہ نے آباد کیا مگر مدینہ پاک کو حبیب اللہ ﷺ نے آباد کیا، مکہ مکرمہ کے لئے خلیل اللہ نے دعائیں کیں مگر مدینہ پاک کے لئے اللہ کے محبوب ﷺ نے دعائیں فرمائیں کہ خدایا اس مدینہ میں مکہ مکرمہ سے دو گنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرما اور مکہ مکرمہ میں بے شک خانہ کعبہ اور مقام ابراہیم اور آب زم زم اور عرفات اور منی وغیرہ ہے مگر مدینہ پاک میں وہ دولہا ہیں جن کے دم کی یہ ساری برأت ہے۔

ہوتے کہاں خلیل بنا کعبہ و منی
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

یہ تو تھا اختلاف اماموں کا اس کا فیصلہ کیونکر ہو سب سے مبارک ہے جو اعلیٰ حضرت نے قدس سرہ نے فرمایا فرماتے ہیں

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
دوسری جگہ فرماتے ہیں

کعبہ دولہن ہے روضہ اطہر نئی دولہن
بیر شک آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے
دونوں بنیں بچلی انیلی بنی مگر
جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

سر سبز وصل یہ ہے سیہ پوش ہجر وہ ظاہر دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

کعبہ معظمہ میں ہر چیز سیاہ رنگ کی ہے، کعبہ معظمہ کے پتھر، کعبہ شریف کا غلاف سنگ اسود غرضیکہ ہر چیز سیاہ رنگ کی ہے اور مدینہ پاک کی ہر چیز سبز رنگ کی سارے مدینہ پاک کی زمین میں سبزہ، روضہ پاک رنگ سبز، غلاف سبز اور سیاہ رنگ ہجر میں ہوتا ہے اور وصال میں مدینہ پاک کو دو لہا کا وصال اور کعبہ معظمہ کو دو لہا کا فراق ہے۔ مثنوی شریف میں ہے

گفت معشوقے بعاش اے قتی تو بغیریت دیدہ بس شہر با

بس کدामी زانہا خوشتر است گفت آن شہرے کہ دروی دلبر است

یعنی کسی معشوق نے اپنے عاشق سے پوچھا کہ تو نے بحر و بر کی سیر کی ہے بتا کہ ان میں سے کون سا شہر اچھا ہے جواب دیا کہ وہ شہر اچھا جہاں اپنا محبوب ہے۔

ڈاکٹر اقبال نے اس کو خوب بتایا

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است اے خنک شہرے کہ دووے دلبر است

مدینہ پاک کی خاک شریف دونوں جہان سے افضل ہے کیونکہ یہاں اپنا محبوب جلوہ افروز ہے ﷺ اگرچہ کشمیر اور پیرس بڑے خوبصورت علاقے ہیں مگر رب تعالیٰ کی نظر انتخاب جس شہر پر پڑی وہ مدینہ منورہ ہے اس زمین پر لاکھوں کشمیر قربان ہوں۔

لطیفہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے ایک شعر لکھا ہے

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

اس کا مطلب یہ ہے کہ خانہ کعبہ کا پرنا لہ جس کو کہتے ہیں میرا ب رحمت بالکل روضہ رسول ﷺ کے سامنے ہے اور اگر کسی کی دکان گلی میں ہوتی ہے تو وہ لب سڑک ایک ہاتھ لکڑی وحیرہ کا لگا کر اس پر لکھتا ہے کہ فلاں چیز کی دکان سامنے ہے چلے جاؤ تو فرماتے ہیں کعبہ کا پرنا لہ وغیرہ رہبری کرنے والے ہاتھ ہے کہ اے حاجیو حج تو کر لیا لیکن اس حج کو قبول کرانے کے لئے شفیع المذنبین ﷺ کی بارگاہ میں چلے جاؤ دیکھو وہ ہرے گنبد میں آرام فرما ہیں (شان حبیب

الرحمن)

فقیر اویسی غفرلہ نے ”محبوب مدینہ“ میں افضلیت مدینہ و مکہ معظمہ پر طویل بحث لکھی ہے۔

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

حل لغات

مطلع، از طلوع، سورج نکلنے کی جگہ پورب، غزل یا قصیدے کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں۔

شرح

اس غزل کے شروع میں جو کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی رسائی ہے۔ اے رضا (امام احمد رضا قدس سرہ) بخدا (خدا کی قسم) ہمیں اس عقیدہ میں ذرہ بھر بھی شک نہ تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا۔

نعت شریف

حرز جاں ذکر شفاعت کیجئے
نار سے بچنے کی صورت کیجئے

حل لغات

حرز، پناہ گاہ، مضبوط جگہ، تعویذ۔ نار، دوزخ۔ صورت، تدبیر۔

شرح

شفاعت کا ذکر اپنی روح کا تعویذ بنالوں کسی وقت بھی اس ذکر سے غافل نہ ہو کیونکہ دوزخ سے بچانے کا واحد سبب شفاعت ہے اور اعمالِ صالحہ پر بھروسہ کیسا جبکہ ان کے قبول و عدم قبول کا یقین نہیں اور شفاعت کے قبول ہونے کا اللہ نے ابھی سے وعدہ فرمایا ہوا ہے فلہذا شفاعت کے ذکر سے نار و دوزخ سے بچنے کی تدبیر کیجئے اس لئے کہ کل قیامت میں سوائے شفاعت کے کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ شفاعت کے تو انبیاء کرام علیہم السلام سے لے کر کفار تک محتاج ہوں گے اس کے بعد بھی گنہگاروں کو بغیر شفاعت نجات مشکل ہوگی۔

مسئلہ

کافر کے لئے کوئی شفاعت نہیں ہے ہاں مومن کی شفاعت ضرور ہوگی۔

حدیث

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میری امت کے اہل کبار کے لئے میری شفاعت ضرور ہوگی۔

مسئلہ

جو آپ کی شفاعت کی تکذیب کرتا ہے اسے شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔

قاعدہ

جہاں پر شفاعت کی نفی ہے وہاں کفار مراد ہیں۔ (روح البیان)

حکایت

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص قیامت میں اپنے لڑکے کو پلٹ کر بولے گا اے میرے پیارے بیٹے میں دنیا میں تیرا باپ تھا آج مجھے تیری نیکیوں میں سے صرف رتی برابر ایک نیکی کی ضرورت ہے براہ کرم مجھے دے دے تاکہ میں اس مصیبت سے بچ جاؤں۔ لڑکا جواب دیگا کہ جس طرح آج تجھے خطرہ ہے مجھے بھی اسی طرح ہے فلہذا مجھ سے دور ہو میں تجھے کچھ نہیں دے سکتا پھر وہ شخص اپنی زوجہ سے جا کر کہے گا اے فلاںی دنیا میں میں تیرا شوہر تھا وہ عورت اسے دیکھ کر اس کی بہت تعریف کرے گی مرد کہے گا مجھے صرف ایک نیکی درکار ہے براہ مہربانی ایک نیکی دے دے وہ عورت جواب دے گی کہ اس خوف سے تو میں بھی کانپ رہی ہوں! اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا

وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يَحْمِلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ (پارہ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت ۱۸)

اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قریب رشتہ دار ہو۔
شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں

نماند بجز نام نیکو زشت

برقتند ہر کس درود آنچه کشت

کسے برد خرمین کہ تخمے نشانند

ہر آن خورد سعدی کہ بیخے نشانند

دنیا میں جو کیا آخرت میں وہی پایگا جو بویگا دنیا میں تو صرف نام رہ جائیگا نیک یا بد۔ اے سعدی ہر شخص وہی پھل کھائے گا جو اس نے خود بویا اور دانوں کا انبار وہی اٹھائے گا جس نے بیج بویا۔

حکایت

۱۔ اس طرح ماں، باپ، بہن، بھائی، دوست احباب جواب دیں گے جیسا کہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے۔ اس سے یقین کر لیں کہ آپ کی شفاعت کے کوئی کام کسی کے کام نہ آئیگا۔

کسی نے حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے سامنے تیس سال کھڑا کر دیا اور سخت زجر و توبیخ کی صرف اس وجہ سے کہ ایک دن میں گمراہ بد مذہب بدعتی کو نظر شفقت سے دیکھا اس سے اندازہ لگائیے اُن لوگوں کا جو ایسے بے دینوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے ہیں کیا حال ہوگا۔ (روح البیان)

مسئلہ

جبکہ مذاہب کا اختلاف اور شر و فساد کا زور ہو تو اس وقت حضور اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا سو شہیدوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ (روح البیان پارہ اول)

انتباہ

دورِ حاضرہ میں ہر دونوں کا حال پتلا ہے سنت پر عمل کرنا عار و ننگ محسوس کیا جا رہا ہے اور اعدائے اسلام اور بد مذہب سے بھی یاری اور دوستی کا دور دورہ ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

شفاعت رسول ﷺ

جامع الاصول میں بروایت زہری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے حجرہ اقدس کے باہر حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے منتظر تھے اور آپس میں گفتگو فرما رہے تھے اور حضور اکرم ﷺ حجرہ اقدس میں ان کی تمام باتیں سنتے رہے ان میں سے کوئی تعجب کے طور پر کہتا کہ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا دوسرے نے کہا واہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا تیسرے نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کا کیا کہنا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے روح اللہ و کلمۃ اللہ بنایا چوتھے نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کی عجب شان تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا۔ بات یہاں تک پہنچی تو حضور اکرم ﷺ حجرہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور انہیں السلام علیکم کہنے کے بعد فرمایا میں نے تمہارا کلام سنا تم نے کہا ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں واقعی وہ اسی طرح تھے اور تم نے کہا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ تھے ہاں وہ واقعی ایسے تھے اور تم نے کہا آدم علیہ السلام صفی اللہ تھے ہاں وہ واقعی ایسے ہی تھے لیکن یاد رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں اور میں یہ فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا اور یاد رکھو قیامت میں لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور یہ میں فخر یہ نہیں کہہ رہا اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میں اولین و آخرین سے مکرم ترین ہوں اور میں یہ فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا اور بہشت کا دروازہ سب سے پہلے میں ہی کھٹکھٹاؤں گا میرے دروازہ کھٹکھٹانے پر ہی اللہ تعالیٰ

بہشت کا دروازہ کھول دے گا تو میں سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گا اور میرے ساتھ مہاجرین کے فقراء صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہوں گے اور میں یہ خبر یہ نہیں کہہ رہا۔

ان کے نقش پا پہ غیرت کیجئے
آنکھ سے چھپ کر زیارت کیجئے

شرح

حضور اکرم ﷺ کے نقش قدم پر غیرت کرنی چاہیے آنکھ سے زیارت نہ ہو دل پر تصور جمائیے پھر ہر وقت زیارت کرتے رہیے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
یہ شعر اسی قبیل سے ہے جو کسی شاعر نے فارسی میں فرمایا

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندم
گوش رانیز حلیث تو شنیدن ندم

مجھے تو اپنی آنکھ سے بھی غیرت ہے کہ اے محبوب میں اسے تیرا چہرہ دیکھنے نہ دوں ایسے ہی کان کو بھی تیری بات سننے نہ دوں۔

غیرت صدیقی

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شب ہجرت سانپ کے ڈس کھائے موت کے کڑوے گھونٹ پینا قبول کیا لیکن رُخ مصطفیٰ ﷺ کے دیار پر انوار کے مزے لوٹے۔

ان کے حسن با ملاحیت پر ثار
شیرہ جاں کی حلاوت کیجئے

حل لغات

ملاحیت، سلون پن، سانولا پن، خوبصورتی۔ شیرہ، قوام، پتلا گڑ۔ حلاوت، مٹھاس، مزہ، آرام، سکھ۔

شرح

آپ کے حسن ملیح پہ شیرہ جاں قربان کر کے مزہ حاصل کیجئے اس میں اشارہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی رضا و خوشنودی پر شہادت کے مزے ہی مزے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ رہا مثلاً حدیث شریف میں ہے

عن البراء رضى الله تعالى عنه قال اتى النبى ﷺ رجل مقنع بالحديد فقال يا رسول الله قاتل او اسلم؟ فقال اسلم ثم قاتل فاسلم ثم قاتل فقتل فقال رسول الله ﷺ عمل عمل قليلاً واجر كثيراً .

متفق عليه وهذا لفظ البخارى

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں ایک شخص ہتھیاروں سے سجا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ پہلے جہادوں یا اسلام قبول کروں آپ نے فرمایا کہ اولاً اسلام قبول کرو پھر جہاد کرو چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور پھر جہاد کیا حتیٰ کہ شہید کر دیا گیا (اس پر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کام کم کیا اور ثواب زیادہ دیا گیا۔

غزوہ بدر میں حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو ترغیب دی اور فرمایا کہ بہشت کی طرف اٹھو جس کا عرض آسمان وزمین ہے یہ سن کر حضرت عمیر بن حمام انصاری بولے یا رسول اللہ! بہشت جس کا عرض آسمان وزمین ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ تب حضرت عمیر نے کہا واہ واہ یا رسول اللہ فقط اس توقع پر کہ میں اہل بہشت سے ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا تب تو بیشک اہل بہشت میں سے ہے اس پر حضرت عمیر نے اپنی ترکش سے چھوارے نکال کر کھانے شروع کئے پھر کہنے لگے اگر میں زندہ رہوں یہاں تک کہ یہ چھوارے کھالوں تو البتہ یہ لمبی زندگی ہے یہ کہہ حضرت عمیر نے چھوارے جو پاس تھے پھینک دیئے پھر جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

ان کے در پہ جیسے ہو مٹ جائیے

ناتوانو کچھ تو ہمت کیجئے

شرح

حضور اکرم ﷺ کے در اقدس پر ہی مرجاؤ اے عاجز و ناتوانو کچھ تو ہمت کرو اور نہ سہی انہی کے در اقدس پر ڈیرے جمالو۔ اس شعر میں عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے در اقدس پر مر مٹنے کی ترغیب دلائی اور اصحابِ صفہ کے حالات تھے لیکن جو نبی در رسول ﷺ پر ڈیرہ جمایا تو کونین کے سردار بن گئے۔

اصحابِ صفہ

حضور اکرم ﷺ کی مسجد پاک کے پیچھے بائیں طرف ایک سایہ دار جگہ تھی اور فقراء مساکین صحابہ کرام جن کا کوئی بار نہ تھا دن رات پڑے رہتے تھے۔ یہ صحابہ چند اوپر ایک سو تھے اور ان میں بوجہ تزویج یا موت یا مسافرت کمی بیشی ہوتی

رہتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ بحکم الحاکمین

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ.

(پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۲۸)

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اس کی رضا چاہتے۔

ان کے ساتھ خاص معیت و مجالس رکھتے تھے اور ان صحابہ کرام کے فقر و فاقے کا یہ حال تھا کہ ان کے پاس سوائے ایک تہبند کے جس سے بمشکل ستر عورت ہوتا اور کوئی کپڑا پہننے کے لئے نہ ہوتا تھا اور شدت بھوک سے بعض مرتبہ بے ہوش ہو جاتے اور پیٹ پر پتھر باندھ لیتے اور بعض مرتبہ کمال در ماندگی اور احتیاج سے حضور اکرم ﷺ کے دروازہ شریف پر جا پڑتے۔ باہر سے آنے والے لوگ ان کا حال دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہیں حضور اکرم ﷺ اکثر ان کے پاس تشریف لاتے اور ان کو تسلی و تشفی دیتے اور صبر و رضا اور زہد و قناعت کے فضائل بیان کرتے اور فرماتے میں تمہارے ساتھ ہوں نیز فرماتے اگر تم لوگ جان لو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک تمہاری کیا قدر و منزلت ہے تو تم اس سے زیادہ فقر و فاقہ کو محبوب رکھتے۔ بعض مرتبہ آپ ایک ایک دو دو کو مالدار صحابہ کے حوالے فرما دیتے کہ ان کی مہمانی کرو اور جو باقی بچتے ان کو اپنے ساتھ شریک فرماتے اور ہدایا میں بھی ان کا حصہ مخصوص فرماتے۔

نقد سودا

اب تک یہی حال ہے کہ آپ کے در اقدس کے گدا و نیائے عالم کو شہنشاہوں سے ہزار درجہ افضل و برتر ہیں۔

شعر کا اصل مقصد

دنیا و آخرت بالخصوص قیامت میں انسان کی عاجزی و ناتوانی کا حال نہایت زبوں سے زبوں تر ہے اس وقت صرف اور صرف ایک ہی سہارا ہے جس کے لئے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشورہ دیا ہے

ناتوانو کچھ تو ہمت کیجئے

کیونکہ حضور اکرم ﷺ جب شفاعت کے لئے کمر بستہ ہوں گے تو شفاعت اسی کو نصیب ہوگی جو آپ سے وابستہ ہوں گے۔

وظیفہ برائے شفاعت

بزرگوں نے شفاعت کے لئے متعدد نسخے تجویز فرمائے ان میں سے ایک حاضر ہے

حضرت امام سخاوی نے نقل کیا ہے کہ حدیث مرفوع میں ہے کہ جو شخص ہر جمعے کو سات بار درود سات جمعے تک پڑھے اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوتی ہے۔ درود یہ ہے

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد صلوة تكون لك رضا ولحقه اداء واته الوسيلة والمقام
المحمود الذي وعدته واجزه عنا ما هو اهلہ واجزه عنا افضل ماجزيت نبيا عن امته وصلى على
جميع اخوانه من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين يا ارحم الراحمين

نکتہ

جمعہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ حضور اکرم ﷺ خود بنفس نفیس درود و سلام کا جواب دیتے ہیں جو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کی رات کو مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کی ستر حائیں اللہ تعالیٰ دنیا میں برلاتا ہے اور تیس آخرت میں اور ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ہزار بار درود پڑھتا ہے وہ جب تک اپنی جگہ بہشت میں نہ دیکھے گا دنیا سے نہ اُٹھے گا۔

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد و الف الف مرة

پھیر دیکھے پنجہ دیو لعین
مصطفیٰ کے بل پہ طاقت کیجئے

حل لغات

پھیر، پنجہ پھیرنا، ہاتھ موڑنا، ہر ادینا۔ دیو، پہلوان، جن یہاں شیطان لعین مراد ہے۔ بل (فتح باء، اردو مذکر) طاقت، پیچ مروڑ وغیرہ۔

شرح

آئیے شیطان کو ہر آئیے حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ پر طاقت و قوت دکھائیے۔

دیولعین

شیطان کی انسان دشمنی کس سے مخفی ہے اور اس کی قوت و طاقت بھی مشہور ہے لیکن جسے حضور اکرم ﷺ یا کسی مرشد کامل کی توجہ خاص حاصل ہو وہ دیولعین کی شرارت سے محفوظ رہتا ہے۔

دُوب کر یاد لب شاداب میں

آبِ کوثر کی سباحت کیجئے

حل لغات

شاداب، تروتازہ، ہرا بھرا۔ سباحت، تیرنا۔

شرح

محبوب کریم ﷺ کے لبِ اطہر کی یاد میں ڈوب کر آبِ کوثر میں تیریے۔ حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ درود پڑھا

اللهم صل على روح محمد في الارواح وعلى جسده في الاجساد وعلى قبره في القبور

تو وہ مجھے خواب میں دیکھے گا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ قیامت میں مجھے دیکھے گا اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اس کی شفاعت کروں گا اور جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے حوض سے پانی پئے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ آتشِ دوزخ حرام کریگا۔ (کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۲۶۹، القول البدیع صفحہ ۴۳)

حوضِ کوثر تک پہنچنے کا نسخہ

حضور اکرم ﷺ کے حوضِ کوثر تک پہنچنے کا نسخہ خود آپ نے بتایا حدیث شریف میں ہے

ليردن على الحوض اقوام ما اعرفهم الا بكثرة الصلاة على

(کشف الغمہ صفحہ ۲۷۱، شفاء شریف ۶ جلد ۲، القول البدیع للسخاوی رحمہ اللہ)

قیامت کے دن میرے حوضِ کوثر پر کچھ گواہ وارد ہوں گے جن کو میں انہیں درودِ پاک کی کثرت کی وجہ سے پہچانتا ہوں گا۔

ازالہ وہم

اس سے جاہلوں کی طرح یہ نہ سمجھنا کہ حضور اکرم ﷺ کو امت کی پہچان صرف درود شریف کی وجہ سے ہوگی بلکہ آپ اپنی امت کے علاوہ دوسری تمام امتوں کے ہر فرد کو جانتے ہیں جیسا کہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے یہاں صرف درود شریف کی اہمیت کے پیش نظر یوں فرمایا جیسے وضو کی فضیلت میں وارد ہوا کہ میں امت کو وضو کے چمکتے اعضاء سے پہچانوں گا تو وہاں بھی اگرچہ جاہلوں نے یہی اعتراض کیا ہے لیکن ان کی جہالت اعتراض کو مضبوط نہ کر سکی جبکہ دوسری روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ اپنی امت کو ہر وقت اور ہر حال میں جانتے پہچانتے ہیں بہر حال حوضِ کوثر تک پہنچنے کا بہترین نسخہ درود شریف ہے لیکن حوضِ کوثر کے متعلق اہمیت تو اس وقت محسوس ہوگی جب میدانِ قیامت میں لوگ مارے

مارے پھر رہے ہونگے۔

منظر قیامت

قیامت میں سورج بالکل ہی قریب ہوگا زمین دھکتے ہوئے کونکے کی طرح ہوگی، ہر چھپانے کو جگہ نہ ہوگی، پینے کو پانی نہ ہوگا، انسان کو پسینہ لگام کی طرح منہ تک چڑھا ہوگا وہاں ہمارے آقا ﷺ حوض کوثر پر امت کو پانی پلاتے ہوں گے وہاں پر درود پڑھنے والوں پر خصوصی عنایت ہوگی خود سرکارِ مدینہ ﷺ درود پڑھنے والوں کو بلا کر ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پانی پلائیں گے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا

ماں جب اکلوتے کو چھوڑے آ آ کہہ کے بلاتے یہ ہیں

باپ جہاں بیٹے سے بھاگے لطف وہاں فرماتے یہ ہیں

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

انتباہ

ایسے ہولناک منظر میں حضور نبی پاک ﷺ نہایت شفقت اور پیارے سے فرما رہے ہوں گے امتیہ جلدی آؤ میں تمہارے انتظار میں کھڑا ہوں آؤ میرے حوضِ رحمت سے ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا پانی پیو۔ یاد رہے کہ میدانِ حشر میں انسان کا بُرا حال ہوگا کہ پیاس سے حلقوم خشک، چہرہ زرد، زبانیں نکلی ہوئی اور کوئی پرسانِ حال نظر نہ آئے گا اس وقت نبی پاک ﷺ شفقت و رحمت کی قدر و منزلت سمجھ آئے گی کہ خود بلا کر جب ٹھنڈا میٹھا شربت کا ایک کاسہ رحمت عطا فرمائیں گے تو پہلے ہی گھونٹ سے تمام پیاس ختم ہو جائیگی اس کے بعد جتنا پیو صرف لذت ہی لذت محسوس ہوگی۔

ذوب کر لب شاداب ہیں

اس میں امام اہل سنت رحمہ اللہ نے درود شریف پڑھنے کا طریقہ بتایا ہے اور طریقہ مذکورہ اسلاف سے منقول ہے چنانچہ برہان الدین ابراہیم شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جو شخص گنبد خضراء سے دور یعنی اپنے ملک اپنے علاقہ میں درود پاک پڑھے وہ یوں تصور کرے کہ میں سید دو عالم ﷺ کے سامنے حاضر ہوں اور اپنے آقا کو خطاب کر رہا ہوں۔ (سعادت الدارین صفحہ ۲۶۱)

اسی طرح مدارج النبوة میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا اس کی تائید حدیث شریف سے

بھی ہوتی ہے فرمایا

اسمع صلوة اہل محبتی واعرفہم۔ (دلائل الخیرات)

میں اہل محبت کا درود سنتا اور انہیں جانتا ہوں۔

صرف حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ کہہ دینا کہ یہ حدیث بلا سند ہے لیکن وہ یہ قاعدہ بھول جاتے ہیں کہ ناقل ثقہ اور معتبر ہو تو وہ حدیث قابل قبول ہے اور صاحب دلائل الخیرات جیسا عارف کامل ولی اللہ سے بڑھ کر اور کون ثقہ ہو سکتا ہے۔ اس کے باوجود یہ حدیث شریف کئی معتبر روایات سے مستند ہے اسی لئے ابقاعدہ حدیث شریف معنی صحیح ہے۔

تائید مزید

جلال الفہام میں ابن القیم نے سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

ما من احد یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان

کوئی بھی درود شریف پڑھے میرے ہاں اس کی آواز پہنچتی ہے وہ جہاں ہو۔

براہ راست نقد جواب

امام احمد رضا قدس سرہ نے یاد لب شاداب سے تمام احادیث شریفہ کی ترجمانی فرمائی جن میں ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کو حضور اکرم ﷺ خود جواب عنایت فرماتے ہیں مثلاً

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی

روحی حتی ارد علیہ السلا البیہقی (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص مجھ پر سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس پر سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ازالۃ وہم

اس روایت سے منکرین حیوۃ الانبیاء نے استدلال کیا کہ نبی پاک ﷺ اگر زندہ ہوتے تو روح کیوں لوٹائی جاتی اس کے جواب میں علمائے اہل سنت نے متعدد جوابات لکھے ہیں بلکہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے صرف اسی حدیث کے جواب میں رسالہ لکھا ”انباء الاذکیاء فی حیوۃ الانبیاء“ ان جوابات میں سے ایک جواب ملاحظہ ہو۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

انما النبی ﷺ فی البرزخ ومشغول باحوال الملکوت مستغرق فی مشاہدۃ قعبر عن افاقته من تلك

المشاهدة وذلك الا استغراق برد الروح۔ (لغات جلد ۳ صفحہ ۱۹۲)

نبی کریم ﷺ عالم برزخ میں ملکوت کے حالات میں مشغول اپنے رب تعالیٰ کے مشاہدے میں مستغرق رہتے ہیں اس مشاہدہ اور اس استغراق سے افاقہ کو ردِ روح سے تعبیر کیا ہے۔

یادِ قامت کرتے اُٹھے قبر سے
جانِ محشر پر قیامت کیجئے

دل لغات

قامت، قد۔ قیامت، مشہور لفظ ہے لیکن یہاں بھی بحاورۃ اردو، قیامت کرنا بمعنی آفت لانا مراد ہے۔

شرح

قبر سے اُٹھتے ہی حضور اکرم ﷺ کے قدس مبارک کی یاد کر کے اُلٹا جانِ محشر پر آفت لائیے اگرچہ محشر خود بہت بڑی آفت و مصیبت ہے لیکن چونکہ وہ حضور اکرم ﷺ کے نیاز مندوں میں سے ہے اسی لئے وہ آپ کا نام سن کر کانپ جائیگا پھر اسے خود اپنی فکر ہوگی کہ کہیں نام لیاؤں کو اس کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی نہ ہو۔

ان کے در پر بیٹھے بن کر فقیر
بنواؤ فکر ثروت کیجئے

دل لغات

بنواؤ، بے توشہ۔ فقیر، بے سامان۔ ثروت، کثرتِ مال، تو نگری

شرح

حضور اکرم ﷺ کے درِ اقدس پر فقیر بن کر بیٹھ جاؤ اے بنواؤ مفلسو اگر دولت مندی کی فکر ہے تو اس کی تکمیل کا یہی بہتر طریقہ ہے کیونکہ جو بھی آپ کے در کا فقیر ہے وہ جملہ عالم کا امام اور امیر ہے۔

جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا
ایسے پیارے سے محبت کیجئے

دل لغات

بھا گیا، بٹھانا، مرغوب ہونا، دل کو لگنا۔

شرح

جس محبوب کریم ﷺ کا حسن خود اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا تو پھر ہمیں بھی ایسے محبوب پیارے سے محبت کرنی چاہیے کیونکہ پیدا کرنے والے نے سب کو پیدا کیا تو پیدا کر کے جس سے محبت ہوئی اور جملہ مخلوق سے محبوب تر بنایا وہ ہمارے نبی پاک ﷺ ہیں۔

مہربتان ورزیدہ ام

آفاقہائے گردیدہ ام

لیکن تو چیزے دیگری

بسیار خوبیاں دیدہ ام

میں نے زمانہ چھان مارا، بڑے حسین و جمیل محبوبوں سے ملا ہوں، بہت حسین چہرے دیکھے لیکن اے حبیب ﷺ آپ اپنی مثال خود ہیں۔

جی باقی جس کی کرتا ہے ثناء

مرتے دم تک اس کی مدحت کیجئے

دل لغات

جی، اللہ تعالیٰ کا صفاتی اسم مبارک۔ باقی، اللہ تعالیٰ کا صفاتی اسم مبارک۔ مدحت، تعریف و ستائش

شرح

خود اللہ جو جی و باقی ہے جس ذات کی مدح و ثناء فرماتا ہے ہمیں بھی مرتے دم تک جب تک دم میں دم ہے ان کی تعریف و مدح کرنی چاہیے۔ شیخ سعدی نے فرمایا

ثنائے محمد بود دل پذیر

زبان تابود در دہان جائیگیر

زبان جب تک اپنی جگہ میں ہے ہمارے دل پسند تو ثنائے محمد ﷺ ہے کہ تا دل زیست کرتے ہی رہیں گے۔

عرش پر جس کی کمائیں چڑھ گئیں

صدقے اس بازو پہ قوت کیجئے

دل لغات

کمائیں چڑھنا، ترقی کا دور ہونا، اچھے دن ہونا، ڈنکا بجننا۔

شرح

اس بازو مبارک پر جملہ قوت و طاقت قربان کرنی چاہیے جس کا عرش معلیٰ پر ڈنکا بجا اور وہاں تشریف لے گئے تو عرش اور عرشوں نے قدموں پہ جانیں نچھاور کیں۔ اسی لئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے دوسرے مقام پر فرمایا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں خسروا عرش پہ اڑاتا ہے پھر یراتیرا

اس کی شرح حدائق بخشش کی جلد اول اسی شعر کے تحت تفصیل پڑھیے۔

نیم وا طیبہ کے پھولوں پر ہوا نہ آنکھ
بلبلو پاس نزاکت کیجئے

دل لغات

نیم، آدھا۔ وا، کشادہ، کھلا ہوا، جدا۔ بلبلو، عاشق۔ نزاکت، نازکین، ملاہمت، ناز و انداز، کمزوری، ہلکا پن۔

شرح

اے عاشق یہاں مدینہ طیبہ کی نزاکت کا خوب خیال رکھو یہاں کے پھولوں پر نگاہ ڈالو تو آنکھیں نیچی ہو، ان کی تعظیم و تکریم اور رعب و دبدبہ اور جاہ و جلال کا خصوصی خیال رکھنا ضروری ہے کیونکہ مدینہ طیبہ کی ہر شے کا ادب ضروری ہے کیونکہ یہاں کی ہر شے باشعور ہے اور واجب التعظیم و تکریم۔

احکام حرمین

حرم کعبہ کی طرح یہ بھی حرم ہے لیکن ادب کے طور ہے وہاں سزا کے طور بلکہ احرام میں اتنی سخت پابندیاں کہ معمولی سے معمولی حرکت پر جرمانہ اور سزا یہاں تک کہ احرام کے بعد تھوڑی سی بھی خوشبو لگائی تب بھی سزا ہے اور یہاں مدینہ پاک میں کسی قسم کی پابندی نہیں بلکہ ہر وقت خوشبو لگاؤ یہاں تک کہ اٹھتے بیٹھتے یوں محسوس ہو کہ ابھی خوشبو کی نہر سے غوطہ لگا کر آیا ہے اور احرام کی حالت میں جو بھی غلط طریقہ عمل میں لائے تو اس پر دم یا کم از کم صدقہ لازم آتا ہے۔
دم سے بھیڑ، بکری اور بدنہ سے اونٹ یا گائے مراد ہے انہی شرائط پر جو قربانی میں ہیں۔ صدقہ سے مراد انگریزی روپے سے ایک سو پچھتر روپے آٹھ آنے بھر گندم اور مدینہ طیبہ میں نہ احرام ہے نہ سزا وغیرہ۔

حرم مکہ معظمہ

اس کی حدود مقرر ہیں یہاں تک کہ اندر سے گھاس نہ اکھیڑنا، درخت کا ٹٹا وغیرہ حرام ہے اور احرام میں سخت تر حرام اس کی سزا کا اجمالی ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ حدودِ مدینہ پاک بھی مقرر ہیں لیکن یہاں کے درخت گھاس وغیرہ کی حرمت ہے لیکن سزا کوئی نہیں یہ محض حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے ہے کہ سزا نہ ہو صرف انتباہ ہو کہ حبیب خدا ﷺ کے حرم محترم کا احترام اور ادب ضروری اور لازمی ہے۔

نکتہ

جو ذات دنیا میں اپنے امتی کے لئے ایک معمولی سی سزا گوارا نہیں فرما سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب تک امت کا آخری فرد بہشت میں نہیں جائیگا آپ بے قرار رہیں گے۔

سر سے گرنا ہے ابھی بارِ گناہ
خم ذرا فرقِ ارادت کیجئے

دل لغات

بار، بوجھ۔ خم، جھکاؤ۔ فرق، ہر۔ ارادت، عقیدت۔

شرح

گناہوں کا بوجھ ابھی گر جائیگا صرف اتنا ضروری ہے کہ عقیدت کا سر خم کیجئے یعنی گناہوں کی معافی کوئی بڑی بات نہیں صرف محبوب خدا ﷺ سے عقیدت اور نیاز مندی کی سعادت مندی سے بہرہ مندی ہو۔ بڑے بڑے جرائم پیشہ مدتوں شرک و کفر کی غلاظتوں میں لتڑتہ پڑ غلیظ انسان رہے لیکن در رسول ﷺ پہ حاضری دی سر عقیدت خم کیا تو نہ صرف گناہ دھل گئے بلکہ بہشت کے بھی مالک بن گئے اور دنیا کے تمام غوثوں، قطبوں سے بھی قدر و منزلت میں آگے بڑھ گئے۔

آنکھ تو اُٹھتی نہیں دیں کیا جواب
ہم پہ بے ہوشِ رحمت کیجئے

شرح

شرم کے مارے ہم تو آپ کے سامنے آنکھ بھی نہیں اُٹھا سکتے تو پھر سوال کا جواب کیسے دیں فلہذا اپنے کرم کے صدقے ہم پہ بلا پوچھے ہی رحمت فرما دیجئے۔ کسی کریم سے نعمت و عطاء کے حصول کا یہی بہترین طریقہ ہے کہ خود کو عاجز و انکسار کا پیکر بنا لے پھر کریم کے دریا کی موجیں دیکھے۔

عذر برتر از گنہ کا ذکر کیا بے سبب ہم پہ عنایت کیجئے

شرح

مثال مشہور ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہم پر صادق آئے گی کہ جو بھی اپنے گناہوں کا عذر کریں گے وہ بھی اللہ ہمارے لئے بدترین گناہ بن جائیگا فلہذا ایسے عذر کے ذکر کا کیا فائدہ اسی لئے کرم فرمائیے بلا سبب ہم پر نظر عنایت فرما دیجئے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ مجرم ہو حد سے زیادہ بے خبر اور مالک ہو تمام حاکموں کا حاکم تو دبدبہ و ہیبت سے مجرم اپنے عذر گناہ کچھ ایسے غلط انداز سے بیان کریگا جس سے اللہ عذر بھی بدترین جرم بن جائیگا جیسے ابلیس کے ساتھ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا

قَالَ يَا ابْلِيسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السَّجِدِيْنَ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۳۲)

فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا۔

اس نے جواب میں جو عذر کیا وہ اس کے گناہ سے بھی بدتر تھا چنانچہ عرض کیا

لَمْ اَكُنْ لَّا سَجْدًا لِّبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۳۳)

مجھے زبیا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

انتباہ

یاد رہے کہ ابلیس سے اللہ تعالیٰ کا یہ سوال عتاب اور ناراضگی کے اظہار کے لئے تھا نہ کہ وجہ پوچھنے کے لئے۔ معلوم ہوا کہ سوال کی وجہ بہت سی ہو سکتی ہیں اس سے واضح ہوا کہ مخلوقات میں نبی کو بشر کہنے والا سب سے پہلا شیطان ہے اب جو کوئی نبی کو برابری کے لئے بشر کہے وہ شیطان کی پیروی کرتا ہے۔

نکتہ

شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کو دیکھا نور اور روح کو نہ دیکھا تو جس کی نگاہ نبی کی بشریت پر ہو جیسے ہمارے دور میں اکثر گمراہ فرقوں کا حال ہے اس کا انجام شیطان کا سا ہوگا۔

فائدہ

رب تعالیٰ کے فرمان کے مقابل میں اپنی رائے قائم کر کے عذر پیش کرنا عذر گناہ بدتر از گناہ کی یہ سب سے پہلی

مثال ہے۔

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا
مفلوس سامان دولت کیجئے

حل لغات

نعرہ (عربی، مذکر) زور کی آواز، شور، درد کی آواز، جنگ کا شور، چیخ یہاں درد کی آواز مراد موزوں ہے۔

شرح

یا رسول اللہ درد بھری آواز سے پکاریئے اے مفلوس، عاجزوں یہ نعرہ اپنا کر دنیوی و اخروی دولت کا سامان تیار کیجئے کیونکہ اس نعرہ سے دنیا سنورتی ہے اور یہی نعرہ آخرت میں کام آئے گا۔

نعرۂ رسالت سے سامان دولت

دورۂ حاضرہ میں یہ مسئلہ بین الاقوامی طور اختلافی ہے کہ اہل حق کے منہ سے ہر وقت یہی جاری ہے یا رسول اللہ اور منافقین کو یوں چبھتا ہے جیسے کوئے کو تیر و کمان۔ دراصل اس کا اثبات کئی مسائل کا حل ہے جو اہل حق کی انتہائی سعادت ہے اور مخالفین کے لئے وہ تمام مسائل زہر قاتل مثلاً یا رسول اللہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس زندہ و مختار ہیں اور بفضلہ تعالیٰ آپ کو علم غیب ہے اور اپنے غلاموں کے احوال و معاملات کو جانتے اور ان کی فریاد سنتے ہیں کرم فرمائیں تو خوب نوازتے ہیں اور یہ نقد سودے ان گنت اہل سنت کے نصیب ہوئے۔ ایک واقعہ ملاحظہ ہو

تیسری روایت مقامات درود خوانی میں ایک مقام فرض نمازوں کے بعد (پڑھنا) ہے اور اس بارے میں ابو موسیٰ مدینی نے عبد الغنی بن سعید کے طریق سے باسند کے ساتھ ابو بکر محمد بن عمر سے روایت کی ہے کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا تھا شبلی آئے تو ابو بکر کھڑے ہو گئے معافقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے کہا میں نے اس کے ساتھ وہ کیا جو نبی کریم ﷺ کو کرتے دیکھا ہے کہ شبلی سامنے آئے تو آپ کھڑے ہو گئے اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ شبلی کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں۔ فرمایا یہ نماز کے بعد ”لَقَدْ جَاءَكُمْ

رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ“ آخر سورۃ تو بہ تک پڑھا کرتا ہے اور پھر درود مجھ پر پڑھتا ہے۔

دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس نے کوئی فرض نماز پڑھی لیکن اس کے آخر میں ”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ“، آخر سورۃ تک پڑھا اور تین دفعہ ”**صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ** (ﷺ) پڑھا۔ ابو بکر محمد بن عمر کہتے ہیں کہ پھر میں شبلی کے پاس گیا اور پوچھا کہ نماز کے بعد کیا ذکر کرتے ہو تو انہوں نے ایسا ہی بیان کیا۔ (ترجمہ جلاء الافہام)

فائدہ

یا رسول اللہ ﷺ کہنے کے نقد فائدے کے علاوہ مذکورہ روایت سے صریح طور پر ثابت ہوا کہ فرض نمازوں کے بعد درود شریف پڑھنا جائز ہے جیسا کہ ابن قیم نے مذکورہ روایت سے استدلال کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت و تعظیم اور آپ پر درود پڑھنے کے لئے از خود کوئی طریقہ و نیا انداز و الفاظ اختیار کرنا جائز ہے اور بدعت و ناجائز قرار دینا و ہایمانہ حماقت ہے کیونکہ اگر یہ چیز بدعت و ناجائز ہوتی تو پیشوائے اہلحدیث ابن قیم و قاضی سلیمان منصور پوری بلا تردید اس روایت کو نقل کرتے نہ استدلال کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کو حرف یا کے ساتھ نداء و خطاب کر کے درود و سلام پڑھنا جائز و مقبول ہے اگر ناجائز و بدعت ہوتا تو رسول اللہ ﷺ شبلی علیہ الرحمہ پر عتاب فرماتے نہ کہ پیشانی چوم کر شفقت و اعزاز فرماتے۔ کسی آنے والے کے لئے قیام کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ (ﷺ) کے حوالہ سے ابو بکر بن مجاہد نے شبلی کے لئے قیام کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے واقعہ خواب کو بطور ثبوت پیش کرنا اور اس سے استدلال پکڑنا جائز ہے جیسا کہ ابو بکر بن مجاہد، ابن قیم اور قاضی منصور پوری نے واقعہ سے استدلال کیا۔

نسخۂ زیارت رسول ﷺ

فضلائے دیوبند کے مرشد کامل حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ کی کتاب **ضیاء القلوب** کے صفحہ ۵ پر ہے اور سوتے وقت ۲۱ مرتبہ سورۃ نصر پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف دہنی کروٹ سے سوتے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ کر دہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوتے۔

فائدہ

یہ وظیفہ دیوبندیوں کے شیخ اور استاد نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے لکھا ہے اگر معاذ اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا شرعاً ناجائز ہو تو اس کے وظیفہ سے آپ کی زیارت کی امید رکھنا کیسے

درست ہے کیا شرک و بدعت کا مارا ہوا ازرا رسول ہو سکتا ہے۔

فیصلہ مفت مسئلہ یہ رسالہ بھی حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ کا ہے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں کہ پڑھنے والا اگر اس عقیدہ سے پڑھے کہ میرا درود پڑھنا ملائکہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش فرمائیں گے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں
صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے

شرح

اے حبیب کریم ﷺ ہم آپ کے ہو کر کس کے پاس جائیں اسی لئے اپنے پیارے شہزادوں کے صدقے ہمارے حال پر رحم فرما کر رحمت سے نوازئیے۔

اس شعر میں کریم کے حضور میں ایک ایسی حجت یا اظہارِ مندی فرمائی ہے کہ جس پر کریم کو متوجہ ہونا ہی پڑے گا۔ گویا عرض کی کہ حضور کل قیامت میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کی امتیں آپ کے پاس بہر شفاعت ہوں گی اور ہم تو آپ کے امتی ہیں تو پھر ہم کہاں اور کس کے پاس جائیں؟ لہذا اے کریم اپنے نواسوں، شہزادوں کے طفیل ہمیں اپنی رحمت کے دامن میں جگہ دیجئے۔

شہزادوں کا صدقہ

حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خصوصاً اور جملہ ذریات طیبات کا صدقہ اور وسیلہ بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں پیش کرنا سنت صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے چنانچہ جب سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ سے شام کے ملک کو چلے گئے ایک دفعہ خواب میں حضور سرور عالم ﷺ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں ہم پر جفا کی تو نے کہ ہمارے جوار رحمت سے دور چلا گیا اب قصد ہماری زیارت کا کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے میں آئے ان دنوں جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتقال فرمایا تھا۔ حضراتِ حسین کریمین کی ملازمت سے مشرف ہو کے حالِ وفاتِ جناب سیدہ کائنات کا سنا بہت روئے اور کہا اے جگر گوشہ رسول پدر بزرگوار کا وصال خوب پایا بعد اس کے اکثر لوگ مکلف ہوئے کہ بلال موافق معمول قدیم کے اذان سناویں۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عذر کیا کہ ہر گاہ میری اذان کا قدر دان ہے دنیا میں نہ رہا کس زبان سے اذان کہوں اور کس کو سناؤں جب لوگوں نے بہت اصرار کیا اور حضراتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے

بھی صاف فرمایا تب بلال اذان کہنے پر مستعد اور اہالی مدینہ گرد و پیش جمع ہوئے جس وقت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ تمام دینے کے درود یوار سے شور و فریاد بلند ہوا جب کہا ”اشہدان محمداً رسول اللہ“ قبر شریف کی طرف اشارہ کیا سب بے اختیار رو لگے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش غش کھا کے گرے۔ تمام ازواج مطہرات اپنے حجرے سے باہر نکل آئیں اور کہا اے بلال اب کسی کو تمہاری اذان سننے کی تاب نہیں ہے۔ اس واقعہ بلال کو فقیر نے ”شہد سے بیٹھانا محمد“ میں تفصیل سے مع حوالہ جات نقل کیا ہے۔

من رانی فقد قدر ای الحق جو کہے
کیا بیاں اس کی حقیقت کیجئے

دل لغات

من رانی فقد رای الحق، جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

شرح

جو ذات اپنے لئے فرمائے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا تو پھر اس کی حقیقت کی طاقت کہاں ان کے لئے کیا بیان کیا جاسکتا ہے اس حدیث شریف کی تشریح اسی شرح کی غزل نمبر ۷۵ میں گزری ہے ایک بحث وہاں نہیں لکھی تھی یہاں مختصر عرض کر دوں۔

بعض فرقے حضور اکرم ﷺ کی ”زیارت فی الدنیا رویۃ ویقطلہ“ (خواب اور بیداری) کے قائل نہیں ان کے رد میں ہمارے اسلاف رحمہم اللہ نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔ امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف ”تنویر الملک فی رویۃ النبی والمہلک مشہور“ ہے بلکہ اللہ کے بعض ایسے محبوب بندے بھی ہیں جو ہر لمحہ دیدار مصطفیٰ ﷺ سے سرشار رہتے ہیں۔ شیخ محمد شنوانی مختصر ابن ابی جرہ کے حاشیہ صفحہ ۵۳۷ میں لکھتے ہیں کہ

وقال السادة الصوفية يراه يفظ في دار الدنيا فالمعنى ان من راه منا ما كان مشتاق واشد شوقه راه في اليقظة كما وقع لكثير من الاولياء منهم الشيخ ابو العباس قال لو احتجبت عنه ﷺ طرفه عين ماعدت نفسي من المسلمين وكذلك سيدى ابراهيم المقبولی كان ينظر النبی ﷺ
وكذلك الشيخ السهیمی وشیخنا ابراہی نفعنا اللہ بالجمع

اور سادات صوفیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا دار دنیا سے بحالت بیداری حضور اکرم ﷺ کو دیکھتا

ہے اس وقت حدیث کے معنی یوں ہوں گے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور وہ حضور ﷺ کو بیداری میں دیکھنے کا مشتاق ہو گیا اور اس کا یہ شوق حد سے متجاوز ہو گیا تو وہ حضور اکرم ﷺ کو بیداری میں ضرور دیکھ لے گا جیسا کہ اکثر اولیاء کے لئے واقعہ ہوا اُن میں سے شیخ ابوالعباس مروی ہیں انہوں نے فرمایا کہ اگر میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی حضور ﷺ سے اوجھل ہو جاؤں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں اور اسی طرح سیدی ابراہیم مقبول رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کو بیداری میں دیکھتے تھے اور اسی طرح شیخ سہیمی اور شیخ براری یہ سب حضور اکرم ﷺ کا دیدار پُر انوار کھلم کھلا کرتے تھے۔

خواجہ خواجگان حضرت شیخ غلام فرید قدس سرہ نے سرائیکی میں اسی مسئلہ کو بیان فرمایا ہے

خلقت کون جیندی گول ہے او ہر دم فرید دے کول ہے

مخلوق کو جس کی تلاش ہے وہ ہر لمحہ فرید کے پاس ہے۔

دوسری جگہ فرمایا

کھولی عشق قلب کلید دے الیوم بصر حدید دے

ہر وقت یار تے دید دے

عشق نے قلب کی چابی کھولی تو آنکھیں سخت سے سخت تر روشن ہوئیں اب یہ حال ہے کہ ہر وقت نگاہ محبوب کریم ﷺ چہرہ مبارک کے دیدار سے سرشار ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی زیارت بیداری میں کرنا اور آپ کا اپنے غلاموں کو اپنے لطف و کرم سے مستفید کرنا بے شمار نصریحات موجود ہیں۔ صاحب روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۳ میں فرماتے ہیں

فقد وقعت رؤيته ﷺ بعد وفاته بغير واحد من الكاملين من هذه الامة والاخذ منه يقظة كما قال

الشيخ سراج الدين بن الملقن في طبقات الاولياء

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بہت بڑے کاملین کو زیارت ہوئی اور بیداری میں۔

صاحب روح المعانی کی عبارات یا واقعات اسی رسالہ ”تنویر الملک“ سے ماخوذ ہیں چنانچہ اس کے بعد سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ درج فرما کر شیخ خلیفہ بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہیں کہ

كان كثير الرؤية لرسول ﷺ يقظة

نبی صاحب روح المعانی لکھتے ہیں

إما روحه عليه الصلاة والسلام التي هي أكمل الأرواح تجردا وتقدسا بأن تكون قد تطورت وظهرت بصورة مرئية بتلك الرؤية مع بقاء تعلقها بجسده الشريف الحي في القبر السامي المنيف على حد ما قاله بعضهم من أن جبريل عليه السلام مع ظهوره بين يدي النبي عليه الصلاة والسلام في صورة دحية الكلبي أو غيره لم يفارق سدره المنتهى وإما جسد مثالي تعلقت به روحه صلى الله تعالى عليه وسلم المجردة القدسية ولا مانع من أن يتعدد الجسد المثالي إلى ما لا يحصى من الأجساد مع تعلق روحه القدسية عليه من الله تعالى ألف ألف صلاة وتحية بكل جسد منها ويكون هذا التعلق من قبيل تعلق الروح الواحدة بأجزاء بدن واحد ولا تحتاج في إدراكاتها وإحساساتها في ذلك التعلق إلى ما تحتاج إليه من الآلات في تعلقها بالبدن في الشاهد وعلى ما ذكر وجه ما نقله الشيخ صفى الدين بن أبى منصور والشيخ عبدالغفار عن الشيخ أبى العباس الطنجى من أنه رأى السماء والأرض والعرش والكرسى مملوءة من رسول الله وينحل به السؤل عن كيفية رؤية المتعدين له عليه الصلاة والسلام في زمان واحد في أقطار متباعدة ولا يحتاج معه إلى ما أشار إليه بعضهم وقد سئل عن ذلك فأنشد كالشمس في كبد السماء وضوؤها يغشى البلاد مشارقا

ومغاربا. (تفسير روح المعانی پارہ ۲۲، صفحہ ۳۵)

اور جو چیز دیکھنے میں آئی ہے یا وہ روح مبارک ہے نبی پاک ﷺ کی جو تجرّد اور تقدس کے لحاظ سے تمام روحوں میں سب سے زیادہ کامل ہے بایں طور کہ وہ روح مبارک ظاہری صورت میں اس رویت کے ساتھ نظر آنے لگتی ہے اور اس روح اقدس کا تعلق حضور ﷺ کے ساتھ بھی باقی ہے جو قبر مبارک میں زندہ ہے یہ قول بعض محققین کے اس قول کے بالکل مطابق ہے کہ جبریل علیہ السلام جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں حاضر ہوتے تھے تو سدرۃ المنتہی سے جدا ہوتے تھے (دیکھئے جبرائیل علیہ السلام زمین پر ہیں اور اسی وقت سدرۃ المنتہی پر بھی موجود ہیں) اور یہ مثالی جسم نظر آتا ہے جس کے ساتھ روح مجرّدہ قدسیہ متعلق ہے اور اس سے کوئی شے مانع نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے مثالی جسم لا تعداد و لا تحصى ہو جائیں اور روح قدسیہ کے تعلق ہر جسم سے مساوی طور پر ہے اور یہ تعلق بالکل ایسا ہے جیسا کہ ایک روح ایک بدن کے الگ الگ اجزاء و اعضاء سے رکھتی ہے اور مثالی جسموں میں وہ روح اپنے اور اکات و احساسات میں ان آلات

کے قطعاً محتاج نہیں ہوتی جس کی ضرورت اسے کسی مشاہدہ کرنے والے شخص میں اس کے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اس بیان پر اس قول کی وجہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے جس کو شیخ صفی الدین ابن ابی منصور اور شیخ عبدالغفار نے حضرت شیخ ابوالعباس طنجی سے نقل کیا اور وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوالعباس طنجی نے آسمانوں اور زمینوں اور عرش و کرسی کو رسول اللہ ﷺ سے بھرا ہوا دیکھا

نیز اس بیان سے یہ سوال بھی حل ہو جاتا ہے کہ متعدد لوگ ایک ہی وقت میں دو دراز مقامات پر رسول اللہ ﷺ کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں پھر یہ اس بیان کے ہوتے ہوئے اس مضمون کی بھی حاجت نہیں رہتی جس کی طرف بعض بزرگوں نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے جب ان سے اس روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ شعر پڑھ دیا

كالشمس في كبد السماء وضئ وها
يغشى البلاد مشارقا ومغاربا

یعنی نبی کریم ﷺ اس سورج کی طرح ہیں جو آسمان کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کی اس روحانی طاقت کا نام حاضر و ناظر ہے لیکن جن کی عقل پر پتھر پڑ جاتے وہ اسے نہ صرف ممتنع مانتے ہیں بلکہ ایسے عقیدہ والوں کو شرک گردانتے ہیں کیا انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان ہے کہ وہ اس وقت آسمان پر زندہ موجود ہیں (ہے اور ضرور ہے اگرچہ مرزائی امت اس کی منکر ہے) مگر یقین مانیئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں لیکن اس کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر بھی تشریف لاتے ہیں چنانچہ روح المعانی سے قبل حضرت جلال الدین سیوطی نے الحاوی للفتاویٰ میں یہ دو حدیثیں نقل فرمائی ہیں

اخرج ابن عدی عن انس بنینا نحن مع رسول اللہ ﷺ اذا رايانا بردا ويدافقلنا رسول الله ﷺ ما

هذا البرد التي رائنا واليه قال قد رائتموه قالوا انعم قالو ذلك عيسى بن مريم

ابن عدی نے حضرت انس سے روایت کیا اس اثناء میں کہ ہم (صحابہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ناگہاں ہم نے ایک چادر اور ایک ہاتھ دیکھا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہے یہ چادر جو ہم نے دیکھی ہے اور کیسا ہاتھ ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے دیکھا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا حضور ہاں فرمایا یہ عیسیٰ بن مریم ہیں جنہوں نے مجھ پر سلام عرض کیا۔

وفی رواية ابن عساكر عنه كنت اطوف مع النبي ﷺ حول الكعبة اذ رايته صافح شينا لكم اده

قلنا يا رسول الله رايناك صافحت شيئا ولا نراه قال ذلك عيسى ابن مريم انتظرته حتى فقي طوافه

فسلمت عليه

اور ابن عسا کر کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کعبہ کا طواف کر رہا تھا ناگہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے کسی سے مصافحہ فرمایا اور میں نے اسے نہیں دیکھا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے کسی سے مصافحہ فرمایا ہے مگر ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم ہیں میں ان کا انتظار کرتا رہا یہاں تک اپنے طواف سے فارغ ہو گئے پھر میں نے ان پر سلام پیش کیا۔

امام زرقانی شرح لدنیہ جلد ۱ صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں

لا يمنع رؤية ذاته عليه الصلوة والسلام بجسده وروحه

یعنی حضور اکرم ﷺ جسم اطہر کے ساتھ ممتنع نہیں اور یہی جمیع امت محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کا مذہب ہے اور اسی سے حضور ﷺ کے لئے حاضر و ناظر کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن عابدین اپنے رسائل میں سے رسالہ سل الحسام الہندی کے جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ میں لکھتے ہیں کہ

قال (الغزالی) فی موضع آخر وقد سئل هل تمكن رؤية النبي ﷺ في اليقظ فاجاب بقوله انكر ذلك

جماعة وجوزة آخرون وهو الحق فقد اخبر بذلك من ولا يثبهم من الصالحين ثم الزم المنكر ذلك

بانه غير مصدق بقوله الصادق وبانه جاهل بقدرة القادر وبانه منكر لكرامات الاولياء مع ثبوتها

بدلائل السنة الواضحة ومراده بعموم ذلك وقوع رؤية اليقظه الموعود بها لمن رآه بالنوم ولو مرة

واحدة تحقيقا لو عده الشريف الذي لا يخلف واكثر ما يقع ذلك للعامة قبل الموت عند الاختصار

فلا تخرج روحه من جسده حتى يراه وفاء بوعدده واما غيرهم فيحصل لهم ذلك قبل بقله او كثرة

بحسب قائلهم وتعلمهم واتباعهم للسنة اذا خلل بها مانع كبير

اس عبارت کے تراجم گذشتہ عبارت میں گزر چکے ہیں۔

مشتہ نمونہ خردار چند علماء کرام کی عبارات لکھ دی ہیں ورنہ اسی طرح ہر صدی کے ہر عالم دین اپنی اپنی تصانیف میں

اس مسئلہ کو دلائل سے لکھتے چلے آئے ہیں اور منکرین کا رد کرتے آئے ہیں۔ منکرین میں سے بھی صرف چند ظاہرین

صاحبان ہیں جن کا امت مسلمہ کے نزدیک وجود کا عدم بلکہ بیکار ہی ہے اور بس اور آج بھی اگر کوئی انکار کرے تو ہم ان کو عضو ماؤف سمجھ کر اپنے سے دفع کریں گے۔

عالم علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے

شرح

اے میرے حضور کریم ﷺ آپ تو دونوں عالم کے علوم جانتے ہیں پھر آپ سے ہمیں اپنی ضرورت و حاجت پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ

حال مارا خود بدانی من چہ گوئم پیش تو

عالم علم دو عالم

اس مسئلہ پر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے متعدد کتابیں لکھیں سب سے بڑی باکمال تصنیف ”الدولة المکیہ (عربی)“ ہے جس پر علمائے عرب نے آپ کی علمی تحقیق کے علاوہ عربیت کی فصاحت و بلاغت کی داد و تحسین کہے بغیر نہ رہ سکے۔ الحمد للہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق کے بعد اب کسی کو بھی حضور ﷺ کی وسعت علمی میں شک نہیں سوائے بدقسمت لوگوں اور وہ خود حضور اکرم ﷺ کے سامنے بھی نہیں مانتے تھے اب تو صدیاں بیت گئیں نہ ماننے والوں کے نہ ماننے سے فرق نہیں پڑتا۔ چند اور روایات پر اکتفا کرتا ہوں

غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے ایک سخت چٹان کھدائی کے کام میں حائل ہو گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے توڑنے سے عاجز آ گئے چنانچہ صحابہ کرام کے عرض پر خود سرکارِ مدینہ ﷺ تشریف لائے اور تین صریں مار کر اس چٹان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہر ضرب پر آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری تھے

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ ا وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۱۵)

اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی ہے سنتا جانتا۔

آپ نے فرمایا میں نے پہلی ضرب ماری تو کسریٰ کے شہر اور ان کے نواحی علاقے میرے سامنے کر دیئے گئے اور میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ دعا فرمائیں کہ ہم انہیں فتح کریں۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور پھر فرمایا دوسری ضرب میں قیصر کے شہر اور ان کے نواحی مقامات میرے سامنے کر دیئے گئے صحابہ کرام نے ان کی فتح کے لئے بھی دعا کی درخواست کی۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی

اور پھر فرمایا تیسری ضرب میں حبشہ کے شہر اور گاؤں کو میں نے دیکھا اور تم لوگ حبشہ والوں سے تعرض نہ کرنا جب تک کہ وہ تم سے تعرض نہ کریں اور ترکوں کو اس وقت تک چھوڑ دو جب تک تمہیں نہ چھیڑیں۔ (نسائی)

عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ ان الله زوى لى الارض فرايت مشارقها

ومغاربها. الحديث (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

روایت ہے ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔ (مظاہر الحق صفحہ ۵۰۳)

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۹، باب المساجد میں ہے

عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول الله ﷺ رایت ربی عز وجل فی احسن صورة قال فیم

یختصم الملاء الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی فعلمت

ما فی السموات والارض وتلاء وكذلك نری ابراهیم ملکوت السموات والارض ولیکون من

الموقنین. (رواہ الدارمی مرسلًا)

عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ میں نے اپنے رب عز وجل کو اچھی صورت

میں دیکھا اور فرمایا سرور عالم ﷺ نے کہ پھر میرے رب عز وجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان

رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور

زمینوں میں ہے اور حضرت نے اس مناسبت حال کے مطابق یہ آیت ”و كذلك الخ“ تلاوت فرمائی۔ (مظاہر الحق)

مشکوٰۃ المصابیح باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ صفحہ ۷۲ میں بروایت معاذ بن جبل ایک حدیث میں یہ الفاظ مروی

ہیں

فاذا انا بربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورة فقال یا محمد قلت لیبیک رب قال فیم یختصم الملاء

الاعلیٰ قلت لا ادری قالها ثلثا قال فرايت وضع کفه بین کتفی فوجدت بردانا مله بین ثدی فتجلی

لی کل شئی و معرفت

میں نے اپنے سامنے پایا اچھی صورت میں فرمایا اے محمد میں حاضر ہوں فرمایا ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑتی ہیں میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ پروردگار عالم نے یہ تین بار فرمایا دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ پھر میں دیکھا کہ پروردگار نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان میں دکھایا تک کہ مجھے اس کے پوروں کی سردی اپنے دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی مجھ پر ہر شے حاضر ہوئی اور میں نے انہیں پہچان لیا۔

فائدہ

ان روایات کا مطلب شارحین حدیث سے سنئے وہ بھی کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ آسمان وزمین کی تمام کائنات بلکہ اس سے بھی مافوق و ماتحت کا علم مرحمت فرمایا گیا۔ شارحین کیا فرماتے ہیں ملا علی قاری نے **مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول** میں لکھا کہ

فعلمت أى بسبب وصول ذلک فیض ما فى السموات والأرض یعنی ما أعلمه الله تعالى مما فیہما من الملائکة والأشجار وغيرهما وهو عبارة عن سعة علمه الذى فتح الله به علیه وقال ابن حجر أى جمیع الکائنات التى فى السموات بل وما فوقها كما يستفاد من قصة المعراج والأرض هى بمعنی الجنس أى وجمیع ما فى الأرضین السبع بل وما تحتها كما أفاده إخباره علیه السلام عن الثور والحوث اللذین علیہما الأرضون کلہا یعنی ان الله ارى ابراهيم علیه الصلوة والسلام ملکوت السموات والارض وکشف له ذالک وفتح على ابواب الغیوب

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمایا ان چیزوں میں سے جو آسمان اور زمین ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہا میں سے یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ نے حضرت پر کھول دیا۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ **”فی السموات“** آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جیسا کہ قصہ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں سب زمینیں ہیں اس کو ظاہر کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور اس کو ان کے لئے کشف فرمادیا اور مجھ یعنی آنحضرت ﷺ پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔

فائدہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **اشیۃ للمعات** میں اسی حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں

فعلمت ما فی السموات والارض

پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمام

علوم جزوی و کلی و احاطہ آن و وتلاء و خواند آن حضرت مناسب این حال و بقصد استشہاد بر

امکان آن این آیت را کہ و كذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات والارض وهم چنین نمودیم ابراهيم

خليل الله عليه الصلوة والسلام را ملك عظيم تمام آسمانہا را وزمین و زمین الیكون من الموقنین

تا آنکہ گرد و ابراهيم از یقین کنندگان بوجود ذات در صفات و توحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ

تفاوت است در میان این در ردیت زیرا کہ خليل الله عليه السلام ملك آسمان و زمین را دید و حبیب

ہر چہ در آسمان و زمین بود حالی از ذوات و صفات و ظواہر و باطن ہمہ را دید و خليل حاصل شد مرا

و را یقین بوجود ذاتی و وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین چونکہ حال اہل استدلال

و ارباب سلوک و محبان و طالبان مے باشد و حبیب حاصل شد مرا در یقین و وصول الی اللہ اول پس از ان

دانست عالم را و حقائق آنرا چنانکہ نشان مجذوبان و محبوبان و مطلوبان است و اول موافق است

بقول ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ و شتان ما بینہما

یعنی حاصل عبارت یہ ہے کہ جانا میں نے جو کچھ آسمانوں زمینوں میں ہے یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی و کلی کے حاصل

ہونے اور ان کا احاطہ کرنے سے اور حضور نے اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی اور ایسے ہی ہم

نے ابراهيم عليه السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا تا کہ وہ وجود ذات و صفات و توحید کے ساتھ یقین

کرنے والوں میں سے ہوں۔ اہل تحقیق نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لئے کہ خليل عليه

السلام نے آسمان و زمین کا ملک دیکھا اور حبیب عليه الصلوة والسلام نے جو کچھ آسمان و زمین میں تھا ذوات و صفات ظواہر

و باطن سب دیکھا اور خليل کو جو ذاتی اور وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان و زمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل

استدلال اور ارباب سلوک، محبوبوں اور طالبوں کی حالت ہے اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اول حاصل ہوا پھر عالم اور

اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ محبوبوں اور مجذوبوں کی شان ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں ارتقام فرماتے ہیں

والمعنى انه كماراى ابراهيم ملكوت السموات والارض كذلك فتح على ابواب الغيوب حتى

علمت ما فيها من الذوات والصفات والظواهر المغيبات

یعنی معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو آسمان اور زمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجھ پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے گئے یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں یعنی آسمان و زمین میں ہے ذوات و صفات طواہر مغیبات سب کچھ۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو زمین و آسمان کا شاہد بنایا اور علم الاولین والآخرین عطا فرمایا گویا ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا اور کچھ ہوگا اور جو کچھ ہو رہا ہے سب کچھ آپ پر ظاہر ہو گیا۔
غرض کوئی ذرہ زمین پر ایسا نہیں ہے جس کی آپ کو خبر نہ ہو کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جو آپ پر ظاہر نہ ہو۔ ہمارے تمہارے سب کے تمام اقوال، افعال، احوال اور اعمال حضور ﷺ کے پیش نظر ہیں اور آپ ان کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی۔

حدیث

شرح مواہب لدنیہ زرقانی میں حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایت سے ہے

ان الله رفع لى الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيمة كانما انظر الى كفى هذا
اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمادیا پس ہم اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور شرح شفاء لملا علی قاری و زرقانی شرح مواہب نسیم الریاض شرح شفاء میں ہے

وحاصله انه طوى له الارض وجعلها مجموعة كهئية كف فيه مرءة ينظر الى جمعها وطراها

بتقريب بعيدا الى قريبتها حتى اطلعت على ما فيها

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے زمین سمیٹ دی گئی اور اس کو ایسا جمع فرمادیا گیا جیسے ایک ہاتھ میں آئینہ ہو اور وہ شخص اس پورے آئینہ کو دیکھتا ہو اور زمین کو اس طرح سمیٹا کہ دور والی کو قریب کر دیا اس کے قریب کی طرف

یہاں تک کہ ہم نے دیکھ لیا ان تمام چیزوں کو جو زمین میں ہیں۔

مزید آیات و احادیث فقیر کی تصنیف ”غایۃ المامول فی علم الرسول“ کا مطالعہ کیجئے۔

آپ سلطان جہاں ہم بے نوا
یاد ہم کو وقت نعمت کیجئے

شرح

آپ سلطان جہاں اور ہم مفلس و کنگال ہیں فلہذا اے کریم نعمت کے وقت ہم غریبوں کو یاد رکھنا۔

حضور اکرم ﷺ کے لئے سلطان جہاں کے ہونے کے عقیدہ کو بیان فرمایا گیا ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں

قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُرْتَى الْمُلْكِ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ ۚ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ

تَشَاءُ ۚ اَبَيْدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (سورہ آل عمران، آیت ۲۶)

یوں عرض کراے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جسے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت

دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

فائدہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو اپنے ملک و ملک کی عطاء کی نوید بتائی ہے جیسا کہ اس پر

اس کا شان نزول شاہد ہے۔

شان نزول

مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب میں خندق کھودنے کا حکم صادر فرمایا تو ہر دس آدمیوں کے

لئے خندق کی گہرائی اور طول و عرض بھی بیان فرمادیا۔ اہل مدینہ کے لئے چالیس گز کی پیمائش حصہ میں آئی دس ہزار گز کی

مقدار خندق کھودنا ہر قبیلہ پر تقسیم کی گئی تقسیم کے بعد قبیلہ خندق کھودنے میں مصروف ہو گیا۔ خندق کے درمیان حصہ میں

ایک پتھر ہاتھی کے قد و قامت پر ظاہر ہوا اور وہ اتنا سخت تھا کہ کسی طرح بھی نہ ٹوٹا اور نہ ہی اس پر کدال کام کر سکتا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا حضور اکرم ﷺ تشریف لائے

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کدال لے کر خود بنفس نفیس اس پتھر پر کدال مارا تو اس سے پتھر کا ایک تہائی

ٹوٹ پڑا اور اس سے ایسا نور چمکا جس سے خندق کے ہر دونوں کنارے روشن ہو گئے ایسے محسوس ہوا جیسے تاریک مکان

میں گیس چمکتا ہے۔ آپ نے روشنی دیکھ کر اللہ اکبر (نعرہ تکبیر) پڑھا۔ آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا آپ نے فرمایا اس روشنی سے مجھے حیرہ کے محلات نظر آئے ایسے محسوس ہوئے جیسے کتے دانت کھولے ہوئے ہیں۔ پھر دوبارہ آپ نے پتھر پر کدال مارا تو فرمایا ملک روم کے سرخ محلات نظر آئے تیسری بار کدال مارا تو فرمایا صنعا کے محلات نظر آئے ہیں اور مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میری امت روئے زمین پر قابض ہو جائے گی فلہذا اے میرے صحابیو تمہیں مبارک ہو۔

منافقین نے اس پر کہا کہ دیکھو یا رو تمہارے نبی (ﷺ) تمہیں کیسے بھلا دے اور کیسے جھوٹے وعدے دے رہے ہیں کہ جن کا امکان بھی نظر نہیں آتا۔ یہ بھی کوئی ماننے کی بات ہے کہ میں یثرب (مدینہ) سے حیرہ اور کسریٰ کے شہروں کو دیکھ رہا ہوں اور ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ تم تمام روئے زمین پر قابض ہو جاؤ گے کیسی غلط بات ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو اتنی بڑی خندق کے کھودنے کا کیا معنی اور کتنی تکلیف دہ بات ہے کہ تم خندق کھودتے کھودتے عاجز آ گئے ہو پھر عقل باور نہیں کرتی کہ ایسے ہو جیسے وہ فرماتے ہیں (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (روح البیان)

فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب کا انکار منافقین کو تھا اور اب بھی ان لوگوں کو انکار ہے جو ان کے وارث ہیں یعنی وہابی، دیوبندی اور مودودی وغیرہ۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

لی اربعة وزراء وزیرای فی السماء ووزیرای فی الارض وما وزیرای فی السماء فجرائیل و

میکائیل ووزیرای فی الارض فابوبکر وعمر۔ (مشکوٰۃ)

میرے چار وزیر ہیں دو آسمانوں میں دو زمینوں پر۔ آسمانوں والے دو وزیر جبریل و میکائیل ہیں زمین والے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

فائدہ

وزیر بادشاہ کے ہوتے ہیں ہم عام آدمی کہتے ہیں ہمارے وزیر صاحبان فلاں فلاں ہیں تو لوگ اسے بالکل پاگل کہیں گے ہاں اگر ملک کا صدر یا وزیر اعظم ایسا کہے تو کسی کو انکار نہ ہو گا سوائے حزب مخالف کے وہ بھی زبان سے اقرار

ضرور کریں گے تو اب بلا تمثیل ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سلطان عالم ہیں اس لئے کہ آپ کے جبریل و میکائیل اور ابوبکر و عمر و زراء ہیں تو اس سے جو لوگ انکار کر رہے ہیں جو نبی پاک ﷺ کے مقابلہ میں حزب اختلاف ہیں اور ہیں ایسے بدتر کہ دنیا کے حزب اختلاف اپنے مخالف کے لئے زبانی اقرار کرتے ہیں لیکن یہ بد بخت زبان سے اقرار تو دور کی بات ہے اتنا ایسے عقیدہ والوں کو شرک اور کافر کہتے ہیں۔

تجھ سے کیا کیا اے مرے طیبہ کے چاند
ظلمت غم کی شکایت کیجئے

شرح

اے میرے کریم اے طیبہ کے چاند ﷺ آپ سے ہم کون سی ظلمت غم کی شکایت عرض کریں یہ تو تب ہے جب آپ کو معلوم نہ ہو آپ تو ہمارے حالات خود ہم سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔

دردِ کب تک پھریں خستہ خراب
طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے

حل لغات

خستہ، رنجیدہ، بھر بھرا، ذلیل، پریشان، مفلس۔ خراب، ویراں، اجڑا ہوا، برا، پریشان۔ مدفن، قبر۔

شرح

کب تک دردِ پہ ذلیل پریشان پھرتے رہیں گے مدینہ پاک میں قبر عطا فرمائیے۔

ہر برس وہ قافلوں کی دھوم دھام
آہ سنئے اور غفلت کیجئے

حل لغات

دھوم دھام (مونٹ) شان و شوکت، بھیڑ بھاڑ، شور و غل۔

شرح

ہر سال مدینہ طیبہ کو جانے والے قافلوں کی شان و شوکت اللہ اللہ کیا کہنا کہ ہر ملک سے دیوانے مستانے عاشقانِ زار ٹھٹھہ کے ٹھٹھہ آ جا رہے ہیں آپ بھرتے ہیں لیکن اے سننے والوں تم ان کی آہ و فغان سے چشم پوشی کرو انہیں کچھ نہ کہو

انہیں دل کی بھڑاس نکالنے دو۔

دورِ حاضرہ کا حال

امام اہل سنت قدس سرہ نے ہر برس فرمایا وہ دور قافلوں کا تھا اب تو جہازوں کا دور ہے کہ برس کے بجائے ہر لمحہ ہزاروں قافلے آتے ہیں اس وقت رکاوٹ بھی نہ تھی اب تو نجدی حکومت نے سو سو رکاوٹیں کھڑی کر رہی ہیں اور زبردستی زائد المیعا دلوگوں کو نکالتے ہیں دورِ سابق باہر سے پولیس آتی اب تو اس حرم کی پولیس چوکی مدینہ پاک میں ہے اس کے باوجود سعودی پولیس اگر ایک دو ٹرک بھر کر نکالے جاتے ہیں (آنکھوں دیکھا حال ہے) درجنوں ٹرک اور آ جاتے ہیں ہمارا دور عشق کے امتحان کا دور ہے کہ حکومت ایسی کہ عشق کو فسق بلکہ شرک سمجھ کر کڑی نگرانی کرے لیکن عاشق کھل کر اپنے عشق کا مظاہرہ کرے حکومت سے سزاؤں کا کوڑا لگتا دیکھ کر بھی اپنے عشق کا پورا مظاہرہ کرے یہ مصروضات شنیدہ نہیں دیدہ ہے۔

دھوم دھام

اس کا یہ حالت ہے کہ عشاق بابِ الحجیدی پر پہنچتے ہی آہ و زاریوں سے دست بستہ ہو کر صلوٰۃ و سلام کے ورد سے قدم آہستہ آہستہ اور نظریں نیچی کر گنبد خضریٰ کی طرف افغان خیزان ہم مردہ نظر آتے ہیں بعض عشاق کی کیفیت حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے یوں بیان کی ہے

آمل مارو مارو تھل وچ کر دیاں دھاہاں ماراں ہکلاں کو کڑیاں کر کر لمبیاں باہاں

اے خوب سے خوب تر جان لینے والے پیارے مجھے اس بیابان (دنیا) میں زیارت سے مشرف فرمائیے اسی لئے دنیا میں ہر وقت دھاڑ فریاد میں ہوں زور زور سے آوازیں مار مار شور مچاتا ہوں اور ساتھ ہی آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر روتا ہوں تاکہ کسی طرح میرے محبوب کریم کو مجھ پر رحم آجائے۔

چشم دید گواہ

فقیر کا ایک پیر بھائی حافظ عبد العزیز اویسی مرحوم عرصہ سے مدینہ پاک میں اپنے والد مرحوم کے ساتھ مدینہ پاک میں اقامت پذیر رہے۔ خواجہ صاحب کے اشعار مذکورہ پڑھ کر سنایا کہ عربی بدو (مرد اور عورتیں) دیہاتوں سے قبہ خضراء پر نظر پڑتی ہے تو عربی زبان میں چیختے چلاتے اشعار پڑھتے ہیں اور ہاتھوں کو بلند کر کے بابِ الحجیدی میں داخل ہوتے ہیں خاموش آہ اور گریہ زاری کے ساتھ جالی تک پہنچتے ہیں۔

غفلت کیجئے

یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس لئے فرمایا ہے کہ بہت سے بیوقوف ان عشاق کے رونے اور عاشقانہ اشعار گنگنا نے کوفرت کی نگاہ سے دیکھتے اور انہیں روکنے کی کوشش کرتے ہیں نجدی روکیں تو وہ ان کی بد قسمتی لکھی ہوئی ہے لیکن زائرین ایک دوسرے کو نہ روکیں نہ نفرت کریں اس سے سرکارِ دو عالم ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

پھر پلٹ کر منہ نہ اس جانب کیا
سچ ہے اور دعوائے الفت کیجئے

دل لغات

پلٹ کر، الٹ کر۔ جانب، طرف۔

شرح

پھر الٹ کر اس طرف منہ بھی نہ کیا یہ ٹھیک ہے تو پھر دعویٰ الفت کیسا یہ تو صرف زبانی لسانی الفت و محبت ہوئی۔ اس شعر میں اس عاشق مدینہ کو درسِ عبرت ہے کہ مدینہ پاک کے عشق و اشتیاق کا دم بھرنے والا صرف زبانی لسانی باتیں ہیں یا وہاں جانے کے لئے ساز و سامان بھی بنایا یا پھر دل میں مدینہ کو بسایا اگر ایسا نہیں تو پھر خالی دعویٰ عشق کا کیا معنی۔

اقربا حب وطن بے ہمتی
آہ کس کس کی شکایت کیجئے

دل لغات

اقربا، رشتہ دار۔ بے ہمتی، ہمت، ارادہ، قصدہ اولوالعزمی، جرأت، دیری، توفیق۔ آہ، افسوس، ہائے۔

شرح

اقربا کی یاد اور وطن کی محبت اور بے ہمتی سوار ہے افسوس کس کی شکایت کروں۔ مدینہ پاک میں رہ کر یا اقربا اور حب وطن ستاتی ہے پھر سفر کی کوفت سے انسان ہمت ہار بیٹھتا ہے لیکن ادھر مدینہ پاک کا چھوڑنا بھی گوارا نہیں اسی لئے بارگاہِ حبیب ﷺ میں ہی استغاثہ کیا یہ عوام زائرین کیفیت کا بیان ہے ورنہ عاشق صادق کا حال تو یہ ہے کہ

لاوے دل نوں پریتے

عرب شریف دی سوہنی دیتے

اصل محض نہ بھاندے ہن

دلرئے چاچڑ صدقے کیتے

(خواجہ غلام فرید قدس سرہ)

عرب شریف کی حسین جمیل چال ڈھال ہے دل کو عشق کی کو لگاتی ہے یہاں پہنچ کر چاچڑ ان (وطن) بھی بھول گئے بلکہ اسے عرب پر قربان کروں اب تو وہ بالکل دل کو پسند ہی نہیں آتے۔
دوسری جگہ فرمایا

خوش تر حسین خوب خصالیں

وہ دیس عرب دیاں چالیں

کیا خویش قبیلے سکے

گیاں و سر وطن دیاں گالہیں

عرب شریف کی چال ڈھال سبحان اللہ یہاں کی خوش طریقے اور بہترین عادتیں ہیں ہمیں تو اب وطن کی تمام باتیں بھول گئیں بلکہ تمام خویش اقارب قبیلے قریبی بعیدی سب دل سے اتر گئے۔
بلکہ خود امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا اپنا حال یہ ہے کہ بریلی شریف میں ہوتے ہوئے بھی خود کو مدینہ پاک میں محسوس کرتے ہیں۔ آپ کے ایک نعتیہ کلام کا انداز ملاحظہ ہو۔

ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو

میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدا

نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضا تیرے دل کا پتا چلا بمشکل

درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا

یہ نہ پوچھ کیسا پایا

کبھی خندہ زیر لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے

کبھی غم کبھی طرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا

نہ اسی نے کچھ بتایا

کبھی خاک پر پڑا ہے سرچرخ زیر پا ہے

کبھی پیش در کھڑا ہے سر بندگی جھکایا

تو قدم میں عرش پایا

کبھی وہ چپک کہ آتش کبھی وہ ٹپک کہ بارش
کبھی وہ ہجوم آہ نالش کوئی جانے ابر چھایا

بڑی جوششونے آیا

کبھی وہ چپک کہ بلبل کبھی وہ مہک کہ خود گل
کبھی وہ لہک کہ بالکل چمن جناں کھلایا

گل قدس لہلہایا

اے زندگی کے ارماں کبھی مرگ نو کا خواہاں
وہ جیا کہ مرگ قرباں وہ ہوا کہ زیست لایا

کہے روح ہاں جلایا

کبھی گم کبھی عیاں ہے کبھی سرد گہ تپاں ہے
کبھی زیر لب فغاں ہے کبھی چپ کہ دم نہ تھایا

رخ کام جاں دکھایا

یہ تصورات باطل تیرے آگے کیا ہیں مشکل
تیری قدرتیں ہیں کامل انہیں راست کر خدایا

میں انہیں شفیع لایا

ایک اور عاشق بطور فیصلہ فرماتا ہے

جب احمد ازل ہی سے سینے میں ہے میں جہاں رہو میرا دل مدینے میں ہے

اب تو آقا منہ دکھانے کا نہیں
کس طرح رفع ندامت کیجئے

شرح

اے آقا کریم ﷺ اب تو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں اپنے کرم سے میری ندامت رفع فرما کر قابل بخشش بنائیے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا

تیری درگاہ میں اے شہسوار آیا ہوں منہ ڈھانپے ہوئے شرمسار آیا ہوں
چلنے نہ دیا بارگنا ہوں نے مجھے اسی لئے کاندھوں پہ سوار آیا ہوں
اپنے ہاتھوں خود لٹا بیٹھے ہیں گھر کس پہ دعوائے بضاعت کیجئے

دل لغات

بضاعت، بکسر الباء (عربی) پونجی ہر مایہ۔

شرح

ہم خود اپنے ہاتھوں اپنا گھر لٹا بیٹھے اب سامان کے ضائع ہونے کا دعویٰ کس پر کریں۔
کس سے کہیئے کیا کیا کیا ہو گیا
خود ہی اپنے پر ملامت کیجئے

شرح

کس سے کہیں کہ کیا سے کیا ہو گیا بلکہ ہم تو خود کو ملامت کر رہے ہیں کہ ”خود کردہ راجہ علاج نیست“ اپنے کئے کا کیا علاج نہیں ہے۔

عرض کا بھی اب تو منہ پڑتا نہیں
کیا علاج دردِ فرقت کیجئے

شرح

اب تو عرض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اے کریم جدائی کے درد کا علاج فرمائیے۔
اپنی اک بیٹھی نظر کے شہد سے
چارہ زہر مصیبت کیجئے

شرح

اپنی ایک نظر جو شہد سے میٹھی ہے سے ہماری مصیبت کے زہر کا چارہ فرمائیے یعنی

نظر کرم ہو تو بیڑا پار ہے

جیسے ظاہری حیات کے دور میں پڑ گئی جس پر نظر اس کی بگڑی سنور گئی اور اب بھی بیشمار واقعات ایسے ہیں جنہیں

نظر عنایت سے نوازا تو وہ کیا سے کیا ہو گئے۔

دے خدا ہمت کہ یہ جانِ حزیں

آپ پر واریں وہ صورت کیجئے

شرح

اے حبیب کریم ﷺ ہمارا جی چاہتا ہے کہ اللہ ہمیں ایسی ہمت عطا فرمائے کہ یہ جانِ حزیں آپ پر قربان کر دیں

آپ سے استدعا ہے کہ آپ ہمارے لئے کوئی ایسی صورت اور تجویز بنائیں کہ جس کی وجہ سے ہم آسانی سے آپ پر جانِ قربان کر سکیں۔

آپ ہم سے بڑھ کے ہم پر مہربان

ہم کریں جرمِ آپ رحمت کیجئے

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ ہم پر ہماری اپنی ذات سے بھی زیادہ شفیق و مہربان ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم جرم

کرتے ہیں تو مستحق سزا بنتے ہیں لیکن آپ کرم نوازی فرماتے ہوئے ہم پر رحمت فرما کر گناہ بخشوا کر جنت کا مستحق بناتے ہیں۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا

یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

شرح

وہ کریم شفیق نبی کریم ﷺ جو ہم غریبوں و مسکینوں کو کبھی فراموش نہ فرمائیں ہم پر بھی لازم ہے کہ آپ کی یاد اپنی

عادت بنالیں۔

اُٹھتے بیٹھتے کہیں یا رسول اللہ ﷺ

نعت شریف ۷۸

دشمن احمد پہ شدت کی کجی
ملحدوں کی کیا مروت کی کجی

حل لغات

شدت، سختی، تکلیف۔ ملحدوں، راہِ حق سے ہٹ جانے والا جیسے مرزائی، وہابی، رافضی وغیرہ۔ مروت، مردانگی، رعایت خلق بھلے مانس، سخاوت یہاں رعایت وغیرہ مراد ہے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے دشمن پر سختی کرنی چاہیے۔ بے دینوں راہِ حق سے ہٹ جانے والے مردودوں کے ساتھ نرمی اور رور رعایت نہیں کرنی چاہیے۔

دشمن احمد پر شدت

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی یہ طرز دشمنوں کو تو غلط محسوس ہوتی ہے کہ وہ ضرباتِ رضوی سے زخمی ہو کر جان بلب ہیں لیکن افسوس اُن صلح گلیوں کا ہے جو دشمنانِ اسلام کو مظلوم بنانے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی سختی کے اظہار میں مصروف ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ کارنامہ قرآن و حدیث اور اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی عین مراد ہے۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے عصمتِ رسول اکرم ﷺ کی عظمت اور ناموسِ رسالت کی جلالت کے بیان کا جو خوبصورت پیرایہ اپنے اس نعتیہ شعر میں اختیار کیا ہے وہ ان کے کمالِ ایمان اور کمالِ عشق کی دلیل ہے۔ اس بحث میں جب ہم قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں تو عقلِ سلیم کے سامنے وہ حقائق منکشف ہوتے ہیں جن سے آپ کی ذاتِ اقدس اور آپ کی ناموسِ رسالت کی عظمت و جلالت کا اظہار ہوتا ہے۔ ان حقائق میں وہ دقائق ہیں جن کو سمجھنے کے لئے کمالِ ایمان اور کمالِ عشقِ رسول کے منصب پر فائز ضروری ہے عظمتِ رسول اور عشقِ رسول کی حدود میں داخل ہونے کے لئے مندرجہ ذیل نکات کی طرف توجہ ضروری ہے۔

پہلا نکتہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں دو چیزوں کے تحفظ کا وعدہ فرمایا ایک یہ کہ قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور اس کو اس طرح پورا فرمادیا کہ لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانوں کے سینوں میں اس کو محفوظ فرمادیا تا کہ کوئی لفظی تبدیلی و تحریف اور تغیر نہ کر سکے اور اس کے معانی و مفہیم کی حفاظت اس طرح فرمائی کہ ہر زمانہ میں علماء و صالحین کا ایک گروہ پیدا فرمایا جو قرآن پاک کی معنوی تحریف و تغیر سے اس کی حفاظت فرماتا ہے نیز یہ کہ قرآن کی مثل کلام کہنے سے اور اس میں تحریف کرنے سے بندوں کو عاجز رکھا۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا جسمانی اعتبار سے بھی آپ کو اعداء سے محفوظ رکھا کہ وہ آپ کو قتل کرنے کی سازشوں اور کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے اور آپ کی عزت و ناموس کی حفاظت بھی کمال درجہ میں فرمائی۔ جب بھی کسی دشمن ناموس رسالت نے آپ کی عظمت و عزت پر حملہ کیا یا آپ کی شان رفیع و اقدس میں ادنیٰ گستاخی کی بارگاہ احدیت و صمدیت سے اس کا بھرپور جواب دیا گیا اور اس گستاخ و بے ادب کو ابدی ذلت و رسوائی اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا۔ قرآن کریم کی آیات کریمہ اور بہت سی سورتیں اس کی شاہد عدل ہیں میں اس تفصیل میں جا کر اپنے مضمون کو طوالت نہ دوں گا جس کا جی چاہے قرآن کا مطالعہ کرے سورہ لہب، سورہ کوثر، سورہ ن والقلم کی ابتدائی آیات اور ان کے علاوہ ان کثیر آیات کو پڑھئے اور سمجھئے جن میں حق تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرنے والوں کو سخت اور عبرت آموز جواب دیئے ہیں۔

دوسرا نکتہ

دوسرا نکتہ قابل توجہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے جو لوگ اس ذات اقدس کی طرف امکان کذب کی نسبت کرتے ہیں وہ بدترین جہالت و ایمان سوزی کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ صفات کمالیہ سے متصف ہے اس کی ہر صفت ذاتی ازلی ابدی اور غیر عطائی ہے۔ وجوب و جود اور صرف اسی ذات واحد اور اس کی صفات کمالیہ کا خاص ہے اس لئے اس کا کوئی مثل و نظیر ہو اس کا کوئی امکان ہی نہیں یہ تو عقلاً نظر ہر جہت سے ناممکن ہے اس نے اپنی عظمت شان اور جلالت ذات کے اظہار کے لئے تنزیہ، تسبیح، تقدیس اور تحمید کے الفاظ مخصوص فرمائے جب تک ہم اس ذات احد و صمد کو ہر نقص، ہر عیب، ہر بُرائی اور ہر خرابی سے منزہ اور مبرا نہ جانیں مانیں گے اس پر ایمان قابل تسلیم نہیں اس کی وحدانیت اور الوہیت ادنیٰ سے ادنیٰ شرک اور شائبہ شرک سے منزہ ہے اس نے اپنی وحدانیت، الوہیت اور ذات

وصفات میں شرک کو ناقابلِ معافی قرار دیا اور شرک کی مغفرت نہ کرنے کا اعلان کر کے جلالت و حید و عظمت الوہیت کو محفوظ فرمادیا اور اپنے عظمت والے رسول، فخر انبیاء و رسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنی محبوبیت ختم نبوت شرف اولیت، سرورِ کشور رسالت، رحمت عالم و عالمیاں اور صلوٰۃ و سلام جیسی عظیم و منفرد خصوصیات سے سرفراز فرمایا اور ان خصائص میں کسی غیر کو آپ کو مثیل و نظیر اور شریک نہ بنایا۔ آپ کی عظمت و ناموس رسالت کے تحفظ کا یہ انتظام فرمایا کہ اعلان فرمادیا

وَاللّٰهُ يَعْصِيْكُمْ مِّنَ النَّاسِ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۶۷)

اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

اور تمام اہل ایمان کے لئے آپ کی محبت، آپ کی اتباع اور آپ کی تعظیم و توقیر لازم قرار دے دی۔ اگر کسی نے آپ کی تعظیم و توقیر میں کوئی کوتاہی کی یا ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی کا پہلو اختیار کیا اس کے قلب اور سمع و بصر پر مہر لگا دی اور اسے توفیقِ توبہ سے محروم فرما کر ابدی عذاب کا مستحق بنادیا۔ مومنوں کو بارگاہ رسالت کے آدابِ تعلیم فرمائے آپ کو آپ کا نام لے کر پکارنے سے منع فرمادیا آپ کی شانِ توارفعِ اعلیٰ آپ کی ازواجِ مطہرات کو بھی تمام عورتوں میں بے مثل رکھا۔ آپ کی بارگاہ رسالت میں حاضری کے طریقے سکھائے، آپ کی محبت و عظمت کو ہر مومن کے لئے اس کو جان و مال، اولاد و ماں باپ اور ازواج و اعزاء بلکہ اپنی ذات سے بھی زیادہ اور ضروری قرار دیا۔ اس طرح رب تعالیٰ نے تحفظِ ناموس رسالت کے طریقے اختیار فرمائے اور سلسلہ وحی منقطع ہونے کے بعد یہ خدمتِ علماء، صالحین اور اولیاءِ کاملین کے سپرد فرمادی کہ وہ تاقیام قیامت ناموس رسالت کے تحفظ کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔

لَتَوْمُنُنَّ بِهِ وَ لَتَنْصُرُنَّهُ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۸۱) اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا

کا حکم بہ تبعیت انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہر مومن کے لئے بھی ہے۔

ان نکات کے پس منظر میں امام اہل سنت حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر پڑھئے

وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں یہی پھولِ خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

دراصل امام احمد رضا بارگاہِ رب جلیل میں اور بارگاہِ رسالت مآب میں بڑے ہی باادب ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ میں اس کی جلالت شان اور عظمت و حید کا اس درجہ پاس و لحاظ ہے کہ وہ اس کی شانِ الوہیت کی عظمت کے

نامنا سب کوئی لفظ نہ خود استعمال کرتے ہیں اور نہ کسی سے سن سکتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تمام تصانیف، ملفوظات، خطوط

اور تحریروں میں اس کا شدت سے التزام کیا کہ کہیں فقط لفظ ”اللہ“ استعمال نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ اس کی عظمت و

جلالت کے اظہار کے لئے تبارک و تعالیٰ، جل و علا، عز و جل جیسے الفاظ استعمال فرمائے جو اس کی جلالتِ شان کے مظہر ہیں اور اس کے ساتھ ہی خاص ہیں اسی طرح اس کے حبیب پاک، صاحبِ لولاک کی ناموسِ رسالت کا بھی آپ کو وہ پاس و لحاظ ہے کہ قرآن کریم کے بتلائے ہوئے آدابِ بارگاہِ رسالت سے آپ سر مو باہر قدم نہیں رکھتے اور اس طریقہ کو اختیار و پسند فرماتے ہیں جس میں حضور اکرم ﷺ کی عظمت اور آپ کے ادب و احترام اور تعظیم کا زیادہ سے زیادہ اظہار ہو۔ قرآن پاک کا طریقہ یہ ہے کہ وہ بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء میں کفار و شرکین اور منافقین، معاندین کی ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی کو برداشت نہیں کرتا اور ان کو سخت ترین اور رسوا کن جواب دیتا ہے اور ان کو ابدی عذاب کی خبر دیتا ہے۔ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قرآن کریم کی تعلیم و تلقین کے ماتحت اس طریقہ کو اپناتے ہوئے فرماتے ہیں

و دشمن احمد یہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

امام اہل سنت امام احمد رضا نے اس شعر میں نجد کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کیونکہ بفرمانِ حدیث پاک یہی علاقہ مطلع قرن الشیطان ہے اسی علاقے سے فتنے اُٹھ رہے ہیں جنہوں نے دین اسلام کی صورتِ مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ فتنہ دیوبندیت و ہابیت ہو یا فتنہ غیر مقلدین، فتنہ امکانِ کذب ہو یا فتنہ قادیانیت، حضور اکرم ﷺ کو اپنے جیسا بشر بتانے کی گمراہی ہو یا شیطان کے علم کو عالمِ ماکان و مایکون سید المرسلین، محبوب رب العالمین ﷺ کے علم سے زیادہ بتلانے کی ضلالت، شانِ الوہیت اور بارگاہِ رسالت میں بے ادبی اور گستاخیوں کا طوفان ہو یا صحابہ کرام یا اولیاء اللہ کی تنقیص و تذلیل ان تمام ہی فتنوں کا سرچشمہ نجد ہی ہے۔ کفر و ضلالت کا وہ سیلاب جو سرزمینِ نجد سے چلا اس نے تمام ممالکِ اسلامیہ کے کم علم اور ضعیف الایمان اور دین میں رہنے والے افراد کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہندوستان کے دیوبندی، قادیانی، غیر مقلدین، ندوی، نیچری سب ہی وہابیت کے سیلاب میں بہہ گئے اور اپنا دین و ایمان کھو بیٹھے۔ دین اسلام اور شانِ الوہیت اور بارگاہِ رسالت میں انہوں نے کتنے فتنوں کے دروازے کھولے اور کیا کیا ایمان سوز گستاخیاں کیں اس کے کچھ نمونے مختصر اُیہاں بیان کرتے ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے رسالہ ”یکروزی“ میں صفحہ ۷ پر بارگاہِ الوہیت میں نہایت درجہ بے شرمی سے یہ کفریہ کلمات کہتے ہیں کہ

اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرتِ الہیہ داخل نیست پس لانسلم الی آخرہ

یعنی شانِ الہی سے کذب کا صدور محال ہے اگر محال سے مراد ممتنع بالذات ہے کہ کذب یعنی جھوٹ بولنا قدرتِ الہیہ میں

داخل ہی نہیں تو یہ ہمیں تسلیم نہیں۔

اس کی تائید میں **فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۰** پر مولانا رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں امکان کذب (یعنی اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنے کا امکان) بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا اس کے خلاف پروہ قادر ہے مگر اختیار خود اس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندے کا ہے یعنی مولانا رشید احمد کا۔

فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۹ پر مزید ہمنوائی کرتے ہیں کہ الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔

مولوی محمود الحسن صاحب اپنی کتاب **الحمد المقتل حصہ دوم صفحہ ۴۰** پر اپنے مقتدی مولوی اسماعیل دہلوی کی کفری عبارت کی تائید و تصدیق میں لکھتے ہیں افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ اور در قدرت باری جملہ اہل حق تسلیم کرتے ہیں آگے چل کر مزید گستاخی بارگاہ الہی میں کرتے ہیں کہ اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیرہ حق تعالیٰ شانہ سے کیوں کر خارج کر سکتے ہیں۔

براہین قاطعہ میں مولوی خلیل احمد انپٹھوی لکھتے ہیں کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید جائز ہے یا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انپٹھوی صاحب لفظ وعد اور وعید کے فرق سے واقف نہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی صاحب اپنی کتاب **”تقویۃ الایمان“** میں یہ ایمان سوز اور اسلام سے دور کرنے والی عبارت رقمطراز ہیں ”اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب جی چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے“ (صفحہ ۲۳)

یہی مولوی اسماعیل دہلوی اپنی دوسری تصنیف ایضاح الحق صفحہ ۵۳ پر ایک اور کفری عبارت لکھتے ہیں کہ

تنزیہ اوتعالیٰ زمان و مکان ہیئت و اثبات رؤیت بلا جہت ومحاذات ہمہ از قبیل بدعات

حقیقہ است

مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کے چند نمونے

(۱) ہر مخلوق بڑا ہویا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳)

(۲) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۸)

(۳) انبیاء اولیاء ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۸)

(۴) (حضور اکرم ﷺ) گنوار کی بات سن کر مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۹)

(۵) انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بھائی کی سی تعظیم کی جائے۔ (تقویۃ

الایمان صفحہ ۴۲)

(۶) یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۲)

مولوی قاسم نانوتوی

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر

امتی مساوی ہو جاتا ہے بلکہ بڑھ جاتا ہے۔ (تخذیر الناس صفحہ ۵)

مولوی اشرف علی تھانوی

اگر بالفرض زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے

معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تخذیر الناس صفحہ ۲۴)

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب

سے مراد بعض غیب ہیں یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید

و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان صفحہ ۸)

مولوی رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے

بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے

ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا

ہے۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۵۵)

زنا کے دوسرے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب

رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے۔ (صراطِ مستقیم

صفحہ ۱۲۶)

زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ (رسالہ امداد صفحہ ۳۵)
 پھر بھی یہ کہتا ہوں ”اللہم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی“ (رسالہ امداد صفحہ ۳۵)

سوال

ہنو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیریں یا پوری یا کچھ اور کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد یا حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

جواب

درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۸۸)

سوال

بند و جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

جواب

اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں ہے۔ (صفحہ ۴۹۸)
 اب دوسرا رخ اپنوں کے ساتھ دیکھیں

سوال

محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟

جواب

محرم میں ذکر شہادتِ حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل و شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نام درست اور تشبیہ و تلافی کی وجہ سے حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۴۸، ۱۴۴)

سوال

جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو جائز ہے یا نہیں؟

جواب

کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعرس اور مولود درست نہیں۔ (صفحہ ۱۴۷)

سوال

الاعتقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں؟

جواب

الاعتقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ (صفحہ ۱۲۸)

مذکورہ بالا عبارتوں اور اقوال کی تردید سوائے کسی مجدد و وقت کے کرنا بعید از قیاس تھا اسی کام کے لئے قدرت نے آپ کو مجدد بنا کر بھیجا۔ فاضل بریلوی نے اپنی خداداد طاقت سے باطل کی تاریکی چاک کر کے حق کا بول بالا کیا اور ہندوستان کی تمام خانقاہیں جو اس حملوں سے پریشان تھیں فاضل بریلوی نے ۵۵ علوم سے نظام خانقاہی کو زندہ فرمایا جس کی بنیاد عشق خدا و رسول ہے، عظمت انبیاء و اولیاء ہے، اخوت و مروت ہے اور اتحاد و اتفاق ہے، اسی بنیادی اساس پر خانقاہی نظام قائم ہے۔ چنانچہ ایک مورخ خواجہ حسن نظامی جو آپ کے معاصر ہیں اس بات کا برملا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں کہ

بریلی کے مولانا احمد رضا خان صاحب جن کو ان کے معتقد مجدد مائتہ حاضرہ کہتے ہیں درحقیقت طبقہ صوفیائے کرام میں بہ اعتبار علمی حیثیت کے منصب مجدد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے ان مسائل اختلافی پر معرکہ کی کتابیں لکھی ہیں جو سالہا سال سے فرقہ و ہابیہ کے زیر تحریر و تقریر تھیں اور جن کے جوابات گروہ صوفیہ کی طرف سے کافی و شافی نہیں دیئے گئے تھے ان کی تصنیفات و تالیفات کی خاص شان اور خاص وضع ہے یہ کتابیں بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ایسی مدلل ہیں جن کو دیکھ کر لکھنے والے کے بھر علمی کا جید سے جید مخالف کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔ مولانا احمد رضا خان صاحب جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی خصلت ہے جس کی ہم سب کو پیروی کرنی چاہیے۔ ان کے مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا کی تحریروں میں سختی بہت ہے اور بہت جلدی دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں مگر شاید ان لوگوں نے مولانا اسماعیل اور ان کے حواریوں کی دل آزار کتابیں نہیں پڑھیں جن کو سالہا سال صوفیائے کرام برداشت کرتے رہے۔ ان کتابوں میں جیسی سخت کلامی برتی گئی ہے اس مقابلہ میں جہاں تک میرا خیال ہے مولانا احمد رضا خان صاحب نے اب تک بہت کم لکھا ہے جماعت صوفیاء علمی حیثیت سے مولانا موصوف کو اپنا بہادر صف شکن سیف اللہ سمجھتی ہے اور انصاف یہ ہے کہ بالکل جائز سمجھتی ہے۔ (مشائخ قادر یہ رضویہ صفحہ ۴۴۵)

مگر افسوس کہ آج فاضل بریلوی کے مشن سے بیشتر خانقاہیں ہٹ چکی ہیں اور اپنا رشتہ انہیں لوگوں سے جوڑ چکی

ہیں جو کسی زمانے میں نہیں بلکہ آج بھی خانقاہ کے شدید ترین دشمن ہیں۔ اگر آج بھی فاضل بریلوی کو اپنا امام و سیف اللہ مان کر ہندو پاک کی ساری خانقاہیں متحد ہو جائیں اور امام احمد رضا کے اصول خانقاہ کو اپنا دستور بنائیں اور اس پر پوری ایمانداری سے قائم رہیں تو آج بھی وہ دور پھر لوٹ آئے جسے ہم روحانی دور کہتے ہیں۔ فاضل بریلوی کی حیات میں ہند کی ساری خانقاہیں متحد تھیں بہار ہو یا بنگال، ساری خانقاہوں کا ایک دستور العمل، ایک طریقہ کار، ایک نصب العین اور ایک مقصد حیات پر گامزن، سارے خانوادے متحد الخیال اور ایک دوسرے کی عزت و حرمت کرنے والے تھے مگر آج ہائے افسوس یاد رہے کہ اہل سنت اور خانقاہوں کے مخالفین آج کے دور میں سب سے زیادہ ہیں نہ صرف وہابیہ مقلدین وغیرہ مقلدین بلکہ تمام ہندو مذاہب کا زور ہے۔

شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ایک بے مثال بزرگ ہیں جن کی عظمت کے قائل دیوبندی زیادہ ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے آپ کے کمالات پر ایک کتاب لکھی ہے اور نہ صرف علمائے بریلی و دیوبند بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ آپ کی عظمت ہند سے لے کر عرب تک قلوب میں عزت کے ساتھ متمکن ہے اور اب وہ شیخ العرب والعجم لکھے جاتے ہیں یہ مراتب ہیں اس میں اللہ والوں کی ذات کے لئے مجمع کیا ہر زندہ دل کو سر تسلیم خم کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑے گا۔ اس شیخ العرب والعجم نے اس ذات اقدس کا وہ احترام کیا ہے کہ آج ہم عصر وہم پایہ سے محال و ناممکن۔

رمضان المبارک ۱۲۹۲ھ کا مبارک مہینہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس گنج مراد آباد شریف لائے اور ایک جگہ قیام فرما کر اپنے دو ہمراہیوں کو شیخ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا اور تاکید فرمادی کہ صرف اتنا کہنا ایک شخص بریلی سے آیا ہے ملنا چاہتا ہے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے معاً فرمایا وہ یہاں کیوں آئے ہیں ان کے دادا اتنے بڑے عالم، ان کے والد اتنے بڑے عالم اور وہ خود عالم فقیر کے پاس کیا دھرا ہے۔

پھر نرم ہو کر بکمال لطف فرمایا بلائیے۔ تشریف لائیں

بعد ملاقات اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے مجلس (میلا) شریف کی نسبت حضرت شیخ علیہ الرحمۃ سے استفسار کیا

ارشاد فرمایا تم عالم ہو پہلے تم بتاؤ۔ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے فرمایا مستحب جانتا ہوں۔ فرمایا

آپ لوگ اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں اور میں سنت جانتا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جہاد کو جاتے ہیں تو

کیا کہتے تھے؟ یہی نہ کہ مکہ میں نبی ﷺ پیدا ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآن اتارا، انہوں نے یہ معجزہ دکھائے، اللہ

تعالیٰ نے ان کو یہ فضائل دیئے اور مجلس میلاد شریف میں کیا ہوتا ہے؟ یہی بیان ہوتے ہیں جو صحابہ کرام اس مجمع میں کرتے تھے فرق اتنا ہے کہ تم اپنی مجلس میں لڈوا (لڈو) بانٹتے ہو وہ اپنی مجلس میں موڑ (یعنی سر) بانٹتے تھے۔

غرض حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کو بکمال اعزاز و اکرام باصرارِ تام تین روز ٹھہرایا۔ ۲۱۔
رمضان المبارک کو رخصت کیا جب عید سر پر آگئی اور وقت رخصت فرش مسجد کے کنارے تک تشریف لائے۔ اعلیٰ حضرت نے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے فرمایا

تکفیر میں جلدی نہ کرنا۔ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے دل میں یہ خیال کیا کہ میں تو ان کو کافر کہتا ہوں دل میں جو حضور اکرم ﷺ کی شانِ انور میں گستاخی کرتے ہیں۔

یہ خیال لاتے ہی معاً حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہاں جو ادنیٰ حرف گستاخی کا شانِ اقدس ﷺ میں بکے ضرور کافر کہنا بے شک وہ کافر ہے۔

پھر حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہمارا جی چاہتا ہے کہ اپنے موڑ کی پٹیا تمہارے موڑ پر دھریں اور تمہارے موڑ کی اپنے موڑ پر دھر لیں۔

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے برائے ادب سر جھکا لیا حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی کلاہ مبارک اپنے سر مقدس پر رکھ لی اور اپنی کلاہ مقدس اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کے سر مقدس میں رکھ دی جو آج تک بطور تبرک محفوظ کی گئی ہے اس روایت کا نتیجہ ظاہر کھلی اور صاف بات پر خامہ فرمائی بے کار کیا کوئی اس عزت کی نظیر پیش کر سکتا ہے؟

اعجوبہ

مولانا سید شاہد علی رضوی رامپوری فرماتے ہیں کہ اس وقت امام احمد رضا بریلوی کی عمر شریف صرف بیس سال تھی اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی چوراسی سال یعنی امام احمد رضا کی صغریٰ اور حضرت شیخ کی کبریٰ۔ (معارف رضا کراچی مجلہ

۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۱ء، صفحہ ۶۰ تا ۶۲ و ۱۷۰)

صحابہ اور اسلاف صالحین کا طریقہ انیقہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اس مسئلہ میں صحابہ کرام اور اسلاف صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقلد و مقتدی ہیں۔

ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں
چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے

حل لغات

چھیڑنا، چھوٹا، ہاتھ لگانا، گدگدانا، چڑانا، بھڑکانا، خفا کرنا، رنجیدہ کرنا، مذاق کرنا، دق کرنا۔

شرح

دشمنانِ رسول ﷺ کا ذکر ہر بات چھیڑنے کی ایسی عادت بنا گئے جیسے شیطان کو دق کیا جاتا ہے کیونکہ تمام بد مذہب شیطان کے چیلے ہیں ان کے گرد و دق کرنا ذلیل و خوار کرنا عین عبادت ہے تو اس کے چیلوں کو بھی ذلیل و خوار کرنا بھی عبادت ہے بلکہ میرا تجربہ ہے انہیں ذلیل و خوار کرنے سے منجانب اللہ دنیا میں ہی بہت اور خوب سے خوب تر انعام عطا ہوتا ہے اور آخرت میں تو انشاء اللہ اعلیٰ سے اعلیٰ انعام و اکرام نصیب ہوگا۔

مخالفین سے چھیڑ چھاڑ

تجربہ شاہد ہے کہ مخالف اسلام اور بد مذہب کا جتنا رد و رعایت کی جائے سرچڑھتا ہے اگر اس کی بد مذہبی اور اسلام دشمنی کی وجہ سے اس سے نفرت کی جائے اور اس کی بد مذہبی اور اسلام دشمنی سے عوام کو اس کے سامنے یا پس پشت آگاہ کیا جائے تو رسوائی کے مارے سر نہیں اٹھاتا یہ ایسا علاج ہے کہ اس کے سوا اسلام کا دشمن اور بد مذہب اپنی موت آپ مر جاتا ہے لیکن افسوس کہ امام احمد رضا قدس سرہ کے اس بتائے ہوئے علاج کو چھوڑا جا رہا ہے تبھی تو مسلک اہل سنت کمزور ہوتا جا رہا ہے۔

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے

حل لغات

فارس، بہتر سوار اور یہاں ایک ملک مراد ہے۔ زلزلہ، بھونچال، زمین کا لرزنا۔ نجد، بانگزر مین بلند، درمیان عرب ایک ملک کا نام جس کی زمین بلند ہے۔ آیات، آیتہ کی جمع بمعنی نشانی آسمانی کتاب کا ایک جملہ، معجزہ یہاں یہی مراد ہے۔ ولادت، بچہ جننا، لیکن یہاں حضور سرورِ عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر خیر اور اس وقت جو خوارقِ عادت کا ظہور ہوا مراد ہے۔

شرح

فارس جیسے زلزلے نجد میں ہوں گے جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت مبارکہ کے معجزات و خوارقِ عادت کا ذکر ہوگا اسی لئے مسلمانو! حضور نبی پاک ﷺ کے میلادِ اقدس کے معجزات کا ذکر زیادہ سے زیادہ کیجئے تاکہ نجدیوں کی بدعتِ قتی پر زلزلے لگریں۔

فارس

ایران و عراق کے علاقے سب حضور اکرم ﷺ کے قبضہ میں آئے لیکن اس وقت نوشیرواں کسریٰ شاہ ایران کا عراقی دارالخلافتہ مدائن میں تھا جو شہر بغداد سے چند میل کے فاصلے پر ہے وہاں دجلہ کے کنارے پر کسریٰ کے رہنے کا بہت اونچا اور عالی شان ایوان تھا جس وقت سرورِ کائنات ﷺ عالم غیب سے عالم شہود میں جلوہ افروز ہوئے تو اس ایوان کے چودہ کنگرے گر پڑے اور اس کے کُل بائیس کنگرے تھے اور ایوان پھٹ گیا حتیٰ کہ دھماکے کی زبردست آواز نے کسریٰ فارس کو پریشان کر دیا اور یہ محل آج بھی دنیا میں اسی حالت میں موجود ہے اور اس میں کچھ مزید فرق نہیں آیا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی ولادت کی اس علامت کو قیامت تک یادگار بنا دیا۔

حکایت

منصور خلیفہ عباسی نے جب مدائن کو تباہ کیا اور ایوان کسریٰ کے گرانے کا ارادہ کیا تو اس کے وزیر خالد بن یحییٰ برمکی نے اس کو روکا اور کہا کہ یہ ایک اسلامی نشانی ہے کیونکہ دیکھنے والا جب اس ایوان کو دیکھتا ہے تو اس کو خیال گزرتا ہے جس کا یہ ایوان ہے وہ تو دنیا میں ہمیشہ رہتا مگر قدرت نے وہ کیا جس سے دنیا بے بقا کی فنا کا یقین آجاتا ہے۔ (سیرتِ حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۸۵)

کسریٰ کے پاس تین سو ساٹھ کاہن ملازم تھے اور ان میں عرب کے رہنے والا سائب نامی کاہن تو علومِ نجوم میں کافی مہارت رکھتا تھا کسریٰ نے ان سب کو بلا کر کہا کہ کسی ظاہری سبب کے سوا میرے ایوان کے چودہ کنگرے گر گئے ہیں تو بتاؤ کہ دراصل اس کا سبب کیا ہے؟ جب یہ سب کاہن کسریٰ سے رخصت ہو کر باہر آئے تاکہ کچھ فکر کریں تو انہوں نے جادو اور جوتش اور نجوم کے تمام اصول سے اپنے اذہان کو خالی پایا تو ان کا سر گروہ سائب اندھیری رات میں ایک بلند ٹیلے پر چڑھا اور اس نے آسمان وزمین کے اطراف میں نظر دوڑائی اور غور کیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حجاز سے بجلی چمکی اور چلی حتیٰ کہ مشرق میں پہنچی۔ جب صبح ہوئی تو اپنے زیر قدم زمین کو سرسبز دیکھا اس کے بعد سائب نے جی میں کہا کہ حجاز سے ایک

بادشاہ ظہور فرمائیں گے اور مشرق تک اس کی سلطنت احاطہ کر جائے گی اور سرسبز اور شاداب سال میں پیدا ہوں گے۔

فائدہ

اس بادشاہ سے مراد ہمارے حضور اکرم ﷺ ہی ہیں ایک روایت میں ہے کسریٰ نے خواب ملازموں کے سامنے پیش کیا تو بہت بڑے قاضی اور نجومی جس کو موبد کہاں کہتے تھے اُس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ عرب کے بے مہار شتر عربی گھوڑوں کو ہنکاتے ہوئے لار ہے ہیں یہاں تک کہ وہ دجلہ پار کر کے فارس (ایران) کے تمام شہروں میں پھیل گئے ہیں۔ اس خواب کو سن کر بادشاہ اور بھی بہت زیادہ پریشان ہوا تو اس نے نعمان بن منذر والی یمن کو لکھا کہ ایک بہت ہوشیار نجومی میرے پاس بھیجئے جو میرے سوالات کا بالکل صحیح جواب دے سکے اُس نے عبدالمسیح بن عمرو عنانی کو بھیج دیا بادشاہ نے ان حوادث کا حال پوچھا اس نے کہا کہ اس کا جواب میرا ماموں سلطیح (بہت بڑا اکا بن اور اس کی عمر چھ سو سال ہے) دے گا بادشاہ نے کہا جاؤ اس سے پوچھ کر آؤ۔ عبدالمسیح وہاں پہنچا تو اسے قریب الموت پایا بادشاہ کا سلام پہنچایا۔ سلطیح نے کہا تجھے بادشاہ نے سوالات کے جوابات پوچھنے کے لئے بھیجا ہے اے عبدالمسیح سن لے بحیرہ سادہ کا خشک ہو جانا اور آگ کا بجھ جانا اس وجہ سے ہوا کہ عرب میں صاحت التلاوة (قرآن) پیدا ہوئے اور چودہ کنگروں کا گرنا اس طرف اشارہ ہے کہ چودہ حکمران تخت پر بیٹھیں گے پھر شاہی ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گی یہ کہ سلطیح مر گیا اور عبدالمسیح نے واپس آ کر بادشاہ کو اس کا جواب سنایا بادشاہ نے مطمئن ہو کر کہا کہ چودہ بادشاہوں کے گزرنے کے لئے عرصہ دراز چاہیے مگر ہوا یہ کہ چار سال کے عرصے میں دس حکمران گزر گئے اور باقی چار امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پورے ہو گئے اور لشکر اسلام نے اس کو فتح کر لیا اور یہ ملک امت رسول کریم ﷺ کے قبضہ میں آ گیا۔ (مدارج، شواہد، خصائص)

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

دل لغات

غیظ، حسد، غصہ، انتہائی سخت تکلیف۔

شرح

یا رسول اللہ ﷺ کا ورد بکثرت کیجئے تاکہ بے دینوں مردودوں کے دل غیظ و غضب سے جل جائیں۔

یہ شعر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کسی ذاتی رنج اور غصہ سے نہیں لکھا بلکہ مشاہدہ کر کے فرمایا ہے جب کہ آج بھی ہم آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سنتے ہیں کہ منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کو یا رسول اللہ تیر کی طرح چبھتا اور آگ کی طرح جلاتا ہے۔

حکایت علامہ کاظمی اور مرتضیٰ حسن درہنگی

حضرت غزالی زماں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود بیان فرماتے ہیں کہ عفوان جوانی میں مجھے ایک سفر گاڑی میں پیش آیا۔ رش کی وجہ سے سیٹ نہ ملی کھڑا ہوا پڑا۔ سامنے والی سیٹ پر مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی دیوبندی بیٹھا تھا میں وقفہ وقفہ سے کہتا تھا یا رسول اللہ ﷺ۔ تنگ ہو کر اس نے ایس ٹی کو بلا کر کہا کہ اس نوجوان کو کسی اور جگہ لے جائیے ایس ٹی نے مجھے کہا کہ یہ بابا تنگ ہو رہا ہے آپ جگہ تبدیل کر لیں میں نے کہا وہ سیٹ پر بیٹھا ہے میں کھڑا ہوں الٹا تنگ بھی وہی ہے اور وہ تنگ ہے تو وہی جگہ بدل لے۔ اس کے بعد میں نے اور زیادہ یا رسول اللہ اور تھوڑا سا زور زور سے کہنے لگا درہنگی نے ایس ٹی سے کہا مجھے کہیں اور جگہ لے جائے وہ اٹھا تو میں اُس کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ یہ ہے یا رسول اللہ کی برکت کہ ایک طرف دشمن کا دل جل رہا تھا تو وہ نکل گیا اور غلامِ مصطفیٰ ﷺ کو گاڑی میں آرام مل گیا۔

کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام
جانِ کافر پر قیامت کیجئے

حل لغات

چرچا (اردو) ذکر، گفتگو، شہرت، بحث، چرچا کرنا بمعنی جا بجا ذکر کرنا، شہرت دینا۔ قیامت، مصیبت، بلاء، تکلیف۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کا صبح و شام چرچا کیجئے کیونکہ اس طرح سے کافر کی جان پر قیامت قائم ہو جاتی ہے اور دشمن پر جتنا غضب ڈھایا جائے کم ہے۔

کیمیائی نسخہ

یہ کیمیائی نسخہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ایسا عجیب و غریب بتایا ہے کہ اس کے عمل سے ہزاروں مشکلیں حل ہوتی ہیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کے علاوہ حل مشکلات کے دشمنانِ اسلام پر غضب برستا ہے۔ ہزاروں واقعات

شاہد ہیں چند ایک فقیر نے ندائے یار رسول اللہ میں درج کئے۔ تبرکاً یہاں بھی پڑھئے

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں لکھا کہ پاکستانی افواج یار رسول اللہ، یاعلیٰ کے نعرے لگاتے ہوئے

بھارتی ٹڈی دل فوج کو بُری طرح شکست دی ہے اس معرکہ میں نبی آخر الزماں ﷺ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کے سروں پر موجود تھے ۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد، سولہ لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے۔ چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مجاہدین کی امداد کرتے دیکھا گیا۔ سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک بزرگ کو اپنی جھولی میں ہم لیتے دیکھا گیا۔ لاہور، ظفر وال، چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباش دی گئی اور بعض مقامات پر یار رسول اللہ اور یاعلیٰ کے نعرے سنے گئے، مختلف محاذوں سے ان محیر العقول اور ایمان افروز کرشموں کی اطلاعات ملتی رہی ہیں ان کرشموں اور محیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین، شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔

ابراہیم بن مرزوق بیانی کا بیان ہے کہ جزیرہ شتر کا ایک شخص قید ہو گیا اور اسے نہایت تنگ جگہ میں کاٹھ میں ٹھوک دیا گیا۔

وِیَسْتَغِیْثُ وَیَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

پکار پکار کر فریاد کرتا تھا اس کے بڑے دشمن کافر نے طنزاً کہا

قُلْ یَنْقُذْکَ اس سے کہو کہ تمہیں چھڑا دے

جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اسے ہلایا اور کہا کہ اذان دو وہ بولا کہ تم نہیں دیکھتے کہ میں کس حال میں ہوں

پھر اس نے اذان کہی جس وقت وہ **”اشھدان محمداً رسول اللہ“** پڑھا تو اس کی بیڑیاں خود بخود کھل گئیں جس سے

وہ جزیرہ شتر میں جا پہنچا اور اس کا قصہ اس کے شہر میں مشہور ہو گیا۔ (شواہد الحق وحجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۰۹)

مشکل میں آنا یار رسول اللہ ﷺ

ایک دوسرے مسلمان قیدی نے کہا کہ کافر بادشاہ کا جہاز دریا میں پھنس گیا ہزار آدمیوں نے زور لگایا مگر جہاز نہ

نکل سکا بالآخر مسلمان قیدیوں سے کہا کہ تم جہاز نکالو

فَقُلْنَا بِاِجْمَعِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

ہم مسلمان قیدیوں نے مل کر یار رسول اللہ کا نعرہ لگا کر زور لگایا تو جہاز باہر آ گیا حالانکہ صرف چار سو پچاس

تھے۔ (حجۃ اللہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۰)

قید سے چھڑاؤ یا رسول اللہ ﷺ

حضرت ابو یونس علیہ الرحمۃ کو معلوم ہوا کہ دو سوعلماء کو امیر بلدۃ نے گرفتار کر لیا ہے۔ ابو یونس نے ان کی رہائی کے لئے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بدیں الفاظ فریاد کی

یا احمد یا محمد یا ابا القاسم یا خاتم النبیین یا سید المرسلین یا من جعلہ اللہ رحمۃ للعالمین
تو خواب میں رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی کہ

غدا يطلقون ان شاء اللہ
کل بفضلہ تعالیٰ رہا ہو جاؤ گے۔

چنانچہ صبح ہوتے ہی سب رہا کر دیئے گئے۔ (حجۃ اللہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۰)

آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ
ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے

دل لغات

درگاہ، چوکھٹ، شاہی دربار۔ وجیہ، خوبصورت، خوش وضع شکل و صورت کا اچھا یہاں معزز و مکرم مراد ہے۔
وجاہت، خور وئی، رعب، توقیر یہاں کچھلا معنی مراد ہے۔

شرح

اے محبوب خدا سید عالم ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز و مکرم ہیں۔ اس وجاہت جیسے مرتبہ عالی کے
صدقے ہماری شفاعت فرمائیے۔

اس شعر میں تقویۃ الایمان کے دو مسئلوں کا رد فرمایا ہے

چمار سے زیادہ ذلیل

تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶ میں لکھا کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔
شفاعت بالوجاہت کے انکار کا رد

(چمار سے زیادہ ذلیل) اس کی وضاحت حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

کہ ہر بڑی مخلوق سے کیا مراد ہے یہ کس کی طرف اشارہ ہے کیا وہابی انبیاء (علیہم السلام) کو مخلوق نہیں جانتے کیا اس لفظ سے

انبیاء (علیہم السلام) کی توہین نہیں ہوتی ہے۔ پھر چمار سے جس مخلوق کو بتایا چمار اس سے ضرور شریف ہوا تو اب چمار بڑی مخلوق میں ہے یا چھوٹی میں یا دونوں میں نہیں۔ وہابیہ کے نزدیک مخلوق ہی سے خارج ہے وہابیہ کے نزدیک عزت ہے تو چمار کی اس سے کیا مناسبت ہے کیسی سخت گستاخی ہے، کیسی دلازاری بے ادبی ہے، ظالموں سے پوچھو کیا کہتے ہو۔ اس کے بعد تردید ملاحظہ ہو

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ. (پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۸)

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے
جوان کی عزت نہ جانے اللہ تعالیٰ اسے منافق کہتا ہے

وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۸)

مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

لیکن یہ بدنصیب (وہابی) مقبولانِ بارگاہ کو چمار سے زیادہ ذلیل کہتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

چمار (ہندی لفظ ہے) بمعنی چمڑا بنانے والا، موچی، نیچ (قوم) سفلہ (گھٹیا درجہ)

غور فرمائیے اولیاءِ انبیاء علیہم السلام کی اس سے بڑھ کر اور کیا بڑی گستاخی ہوگی۔

وجاہت انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام

کسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انبیاء کرام کی کتنی وجاہت (توقیر) ہے۔

قرآن کریم

موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا

وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۶۹)

اور موسیٰ اللہ کے ہاں آمرو والا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۴۵)

رودار ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا۔

حضور اکرم ﷺ کی وجاہت کا کیا کہنا۔ چند آیات

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پارہ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۚ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ۚ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۱)

تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

(پارہ ۲۶، سورۃ الحجرات، آیت ۲)

اور ان کے حضور چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

انتباہ

کہاں یہ عزتیں اور تکریمیں اور کہاں یہ گستاخیاں بدزبانی۔

مزید برآں

تقویۃ الایمان صفحہ ۶۲ میں کہا سب انبیاء و اولیاء اس کے نزدیک ذرۃ ناچیز سے بھی کمتر۔

فائدہ

اس عبارت میں انبیاء و اولیاء کو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر بنا دیا۔ (معاذ اللہ)

اسی تقویۃ الایمان میں صفحہ ۳۳ میں انبیاء و اولیاء کو عا جز و نا کارہ لکھا۔

اسی تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳ میں یوں اشارہ کیا کسی چو ہڑے چمار کا تو کیا ذرۃ کر لغت میں چو ہڑا (بھنگی) حلال خور (یعنی

حرام خور) کو کہتے ہیں۔

یہی تقویۃ الایمان بے ادیبوں اور گستاخیوں کا گنجینہ ہے اور دیوبندیوں و ہابیوں کے نزدیک اس کا مصنف امام

اور تقویۃ الایمان قرآن مجید سے کمتر نہیں لیکن افسوس ہے پاکستانی بعض علماء پر کہ ایسے گستاخوں تو بغل میں لے کر چلتے ہیں ادھر نعرے بلند کرتے ہیں کہ گستاخوں کو پھانسی دو۔

شفاعت بالوجاہت کے انکار کا رد

اسماعیل دہلوی نے اسی کتاب تقویۃ الایمان میں شفاعت کی تین قسمیں لکھ کر تینوں کا انکار کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ شفاعت کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا صاحبی یا مالک ہر اس کا دباؤ جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے۔

(۲) یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے اور اس کی سفارش خواہ مخواہ قبول کرے پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہ زادی اور بیگمات کہ بادشاہ ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا۔

تقویۃ الایمان میں پہلی قسم کا نام شفاعت وجاہت دوسری کا نام شفاعت محبت رکھا اور اس کا حکم یہ بتایا کہ سواس قسم کی شفاعت اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی جو کوئی کسی نبی دلی یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۴، ۳۵)

(۳) شفاعت بالاذن اس کی تعریف تقویۃ الایمان کی عبارت اگلے اشعار میں آئے گی اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان تینوں کا اثبات ان تین اشعار میں فرمایا۔ اسی شعر میں شفاعت بالوجاہت کا بیان ہے۔

وہابیہ کی شفاعت وجاہت

تقویۃ الایمان صفحہ ۳۵ شفاعت بالوجاہت کی صورت یہ لکھی کہ بادشاہ چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے اور اس کے آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے اور چوری کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ اس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے درگزر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجئے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جائیں اور سلطنت کی رونق گھٹ جائے اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں۔

اجمالی رد

اس مثال کو اللہ تعالیٰ کی مثال ایک بادشاہ پر قائم کرنا تو حید نہیں اللہ تعالیٰ کی تو ہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو مجبور ثابت

کرنا وہابیوں کے امام کا کام ہے اور پھر یہ بھی عجیب توحید ہے کہ سلطنت کی رونق گھٹ جانے کا خطرہ اور غیروں کو اپنی سلطنت چلانے کا تصور وہابیوں کا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ و مقدس ہے۔

تفصیلی رد

صاحب تقویۃ الایمان نے شفاعت کی یہ تینوں قسمیں اپنے دل سے گھڑ لی ہیں ورنہ ان کا کوئی ثبوت کتب اسلامیہ میں نہیں وہی پرانے تخیلات جو شرکین اپنے بتوں کے بارے میں ذہنوں میں رکھتے تھے جنہیں خوارج و معتزلہ نے اپنایا یا پھر وہابیہ انکار شفاعت میں یہ غلط تصور پیش کیا ورنہ غور سے دیکھا جائے تو شفاعت کے مفہوم سے ان تینوں کو دور کسی واسطہ بھی نہیں اس لئے کہ اہل حق کے نزدیک شفاعت کا مطلب یہ ہے کہ کسی بڑے کے حضور میں کسی چھوٹے کا سفارش کرنا۔

تائید از لغت

لغات القرآن کی مشہور کتاب المفردات للراغب میں ہے

الشفاعة الانضمام الى اخرنا صراله و سائلا عنه واكثر ما يتعمل في انضمام من هو اعلى حرمة ومرتبة لمن هو ادنى

شفاعت کا معنی ہے ایک کو دوسرے سے ملانا اس کا مددگار اور اس کی طرف سے سائل ہو کر اور اس کا اکثر استعمال اعلیٰ مرتبہ و عزت والے کے ساتھ ادنیٰ کو ملانے کے لئے آتا ہے۔

فتح الباری شرح البخاری کا حوالہ

حضرت علامہ ابن حجر شارح بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی شرح مذکور کے صفحہ ۹۴ پارہ ۳ میں لکھتے ہیں

ہی انضمام الادنى الى الا على يستعين به على ما يرويه

بڑے کو ادنیٰ سے ملانا تاکہ اس کی وجہ سے اپنے مقصد کے لئے مدد حاصل کرے۔

اہل سنت کا عقیدہ

اہل سنت کا عقیدہ شفاعت کے بارے میں مشہور ہے کہ شفاعت اس کا نام ہے کہ کسی صاحب مرتبہ علیا کی جانب میں کوئی قرب خاص رکھنے والا بلحاظ اپنی نیاز مندی کے اپنے زیر دستوں کے حق میں لب کشائی کرے مگر وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے ایسا معنی گھڑ مارا کہ ابلیس بھی حیران ہو گیا اور اب وہابیہ ہندو پاک اسی کی تقلید میں وہی کہے جا رہے

ہیں جو سماعیل دہلوی چند سالوں پہلے کہہ گیا۔

اہل سنت کے دلائل

فقیر اویسی غفرلہ اسی شرح حدائق جلد اول، دوم میں بہت تفصیل سے لکھ چکا ہے یہاں شفاعت بالوجاہت کے متعلق چند روایات تمبر کا حاضر ہیں۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

تصف اهل النار فيمر بهم الرجل من اهل الجنة فيقول الرجل منهم يا فلان اما تعرفني انا الذي سقيتك شربة وقال بعضهم انا الذي وهبت لك وضوء فيشفع له فيدخله الجنة رواه ابن ماجه (مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعة صفحہ ۴۹۴)

دوزخی صف بستہ کھڑے کئے جائیں گے پھر ان پر ایک بہشتی گزرے گا اس سے ایک دوزخی کہے گا کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے میں وہ ہوں جس نے ایک مرتبہ آپ کو پانی پلایا تھا اور کوئی دوزخی کہے گا میں وہ ہوں جس نے آپ کو پانی دیا تھا وہ جنتی اس کی شفاعت کر کے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

فائدہ

اس کی شرح میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ

ازینجا معلوم می شود کہ فاسقان و گنہگاران اگر خدمت و امداد ب اہل طاعت و تقویٰ در دنیا کردہ باشند در آخرت نتیجہ آن بیابند و ب امداد شفاعت الشان در بہشت آیند۔ (امعۃ اللمعات جلد ۴)

اس سے معلوم ہوا کہ فاسقوں اور گنہگاروں نے اگر کسی اہل اللہ کی دنیا میں خدمت و امداد کی ہوگی تو آخرت میں اس کا ثمر پائے گا کہ وہ اہل اللہ کی شفاعت سے بہشت میں داخل ہوگا۔

انتباہ

اہل اطاعت و تقویٰ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذو وجاہت ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے طفیل گنہگاروں کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل فرمائے گا اور وہ ذات جس کے صدقے اہل اطاعت و تقویٰ کو یہ وقار اور آمر و نصیب ہوئی اس کی شفاعت بالوجاہت کا کیا کہنا۔

ولكن الوهابية قوم لا يعقلون

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اول من الشفع من اهل بيتي ثم الاقرب فالاقرب. الحديث

(رواه الطبرانی والدارقطنی، الصواعق المحرقة صفحہ ۹۵)

سب سے پہلے میں اپنی امت میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ اقارب

ازالہ وہم

وہابی دیوبندی گلا پھاڑ پھاڑ کر روایت ذیل پڑھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

يا فاطمه انقدي لنفسك من النار سليني ما شئت من مالي فاني لا اغني من الله شيئا (مشکوٰۃ)

اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں۔ (تقویۃ الایمان)

نتیجہ از صاحب تقویۃ الایمان

وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا اور قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہ

آئے گی۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۳)

تردید از صدر الافاضل قدس سرہ العزیز

انکار شفاعت میں اس حدیث کو پیش کرنا اور نتیجہ یہ نکالنا فریب کاری ہے۔ حدیث میں کوئی لفظ بھی نہیں جس سے

شفاعت کی نفی ہوتی ہو اور ترجمہ بھی غلط کیا گیا ہے جو احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔

کیا قیامت میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے قرابت والوں کی شفاعت کا اعلان نہیں فرمایا جیسے اوپر حدیث گزری

ہے۔

بخاری شریف صفحہ ۲۶۹ میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر ایماندار کو جہنم سے نکال کر بہشت میں داخل فرمائیں گے

کوئی ایماندار بھی دوزخ میں نہ رہے گا۔

فائدہ

اس سے سوچئے کہ ایماندار کی تو حضور اکرم ﷺ شفاعت فرمائیں اور اہل بیت کی شفاعت سے انکار کیوں؟ اس

سے اہل بیت کا بغض تو ظاہر نہیں ہو رہا ہے۔ مزید تحقیق اور جوابات حدیث ہذا ”الطیب البیان“ میں پڑھیے۔

وجاہت کی شفاعت

درجنوں روایات شفاعت بالوجاہت کی باب الشفاعۃ میں ملیں گی یہاں فقیر صرف ایک روایت پر اکتفا کرتا ہے جس میں حضور اکرم ﷺ اپنی وجاہت بالوجاہت پر فخر فرمایا ہے۔ ایک طویل حدیث میں صحابہ کرام کا مذاکرہ ہے کسی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور اس کی روح ہیں ایک نے کہا کہ آدم اللہ تعالیٰ کے صفی اور برگزیدہ ہیں تب حضور اکرم ﷺ ان کے سامنے آئے اور سلام کیا اور فرمایا میں نے تمہاری باتیں اور کلمات تعجب سے بیشک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنادیا وہ اسی کے لائق تھے اور موسیٰ کو نبی اللہ کیا وہ اسی کے لائق تھے اور عیسیٰ کو روح اللہ بنادیا وہ اسی کے لائق تھے اور آدم کو اپنا برگزیدہ بنادیا وہ اسی کے لائق تھے۔ خبردار میں حبیب اللہ ہوں یہ فخر سے نہیں کہتا اور میں ہی بروز قیامت حامل لواء الحمد ہوں میں فخر سے نہیں کہتا۔

میں پہلا شفاعت کرنے والا اور قبولی شفاعت ہوں اس میں فخر نہیں اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے کھولے گا پھر مجھے داخل کرے گا در انحالیکہ میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے یہ فخر نہیں میں اکرم الاولین والآخرین ہوں یہ فخر نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا میں نے آپ کو خلیل بنایا پس آپ کا اسم مبارک توریت میں حبیب الرحمن مکتوب ہے۔

نکتہ

مفسرین نے تصریح کی ہے کہ وجاہت دنیا میں نبوت اور آخرت میں شفاعت مراد ہے چنانچہ بیضاوی و مدارک و دیگر متعدد تفاسیر میں ہے ”الوجاہت فی الدنیا النبوة وفی الآخرة الشفاعۃ“ والہ سے اندازہ لگائیے کہ بدقسمت نہ صرف یہ شفاعت وجاہت کا انکار کر رہا ہے بلکہ درحقیقت نبوت کا بھی منکر ہے۔

حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب
اب شفاعت بالمحبت سمجھئے

شرح

اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوبی مرتبہ بخشا ہے اور بار بار فرمایا ہے کہ آپ اس کے محبوب کریم ہیں (ﷺ) اب محبوبی

شان سے ہم غریبوں کی شفاعت فرمائیے۔

اس شعر میں شفاعت بالمحبۃ کا اثبات فرمایا پہلے مصرعہ میں دلیل قائم فرمائی اس لئے کہ اسماعیل دہلوی نے شفاعت بالمحبۃ کو اصلی شرک بتلایا ہے۔

انا حبیب اللہ

یہ حدیث گذشتہ شعر کے علاوہ متعدد مقامات پر فقیر نے لکھی ہے اور اس میں کسی بھی مسلمان کو شک نہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں بلکہ آپ کے صدقے آپ اک ہر غلام فرمانبردار حبیب اللہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ . (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۳۱)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ اسی لئے جب یقیناً آپ حبیب اللہ ہیں اور آپ مقبول الشفاعۃ بھی ہیں اس سے لازماً ثابت ہوا کہ آپ کی شفاعت بالمحبۃ حق ہے۔ باب الشفاعۃ میں درجنوں روایات ملیں گی۔ تمبر کا چند حاضر ہیں

احادیث مبارکہ

بخاری شریف و دیگر صحاح ستہ کی مشہور روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ شفاعت کا سجدہ کریں گے تو ارشاد باری

تعالیٰ ہوگا

یا محمد ارفع راسک وقل تطاع اے حبیب محمد ﷺ سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہے کہو کہ تمہاری اطاعت کی جائے گی

فائدہ

لفظ اطاعت پر غور ہو کہ یہ کمالِ محبوبیت کی وجہ سے قبولِ شفاعت نہیں تو اور کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے شفاعتِ محبت پہ نمازاں ہو کر فرمایا

اترونها للمؤمنين المتقين لا والكنها للمذنبين المبوئين الخطائين

(رواہ ابن ماجہ و احمد و مسند صحیح و طبرانی بسند جید)

کیا میری شفاعت ستھرے مومنوں کے لئے خیال کرتے ہو بلکہ وہ گنہگاروں آلودہ روزگاروں کے لئے ہے۔

مسند ابوداؤد طیاسی میں امام جعفر صادق سے وہ امام باقر سے راوی وہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ے

قال قال رسول الله ﷺ شفاعتي لا هل الكبائر من امتي قال فقال لي جابر من لم يكن من اهل

الكبائر فماله الشفاعة

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت میری گنہگار امت کے کبیرہ کے ارتکاب والوں کے لئے پھر جابر نے مجھ سے فرمایا کہ اگر کبیرہ والا نہیں تو اسے شفاعت سے کیا تعلق ہے۔

شفاعت بالاذن

وہابی دیوبندی فرقہ سے عموماً سنا جائے گا کہ ہم شفاعت کے قائل ہیں لیکن جس کے لئے اللہ تعالیٰ اذن دے گا یہ بھی ان کا دھوکہ ہے تاکہ عوام یہ نہ سمجھیں کہ شفاعت کے منکر ہیں جب کہ ان کا پیشوا اسماعیل دہلوی نے شفاعت بالاذن کی غلط تعبیر کر کے آخر میں شفاعت بالاذن کا بھی انکار کر دیا وہ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۶، ۳۷ میں لکھتا ہے

تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں ہے اور چوری کو اس نے کچھ پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر وہ شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے سامنے سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر والہ سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا ہے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر و وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتلاتا اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرمائے سو اس کا حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر دار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرائتی ہے یا آشنایا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ کہ چوروں کا تھا نگی جو چوروں کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں۔

انتباہ

ناظرین غور فرمائیں کہ شفاعت بالوجاہت و بالحبۃ کا صراحۃً انکار اور شفاعت بالاذن کو تسلیم کر کے اس کی تعبیر ایسے غلط طریقے کی کہ نہ ماننے سے بھی بدتر حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے رد میں لکھتے ہیں کہ تقویۃ الایمان میں کس دھڑلے سے قرآن و احادیث کی مخالفت کی گئی۔ قرآن پاک میں محبوبان حق کی شفاعت کا

اثبات ہے اور کفار کو شفاعت سے مایوس کیا گیا ہے کیونکہ شفاعت مقربین کی ہو سکتی ہے نہ کہ مغضوبین کی یہی آیتیں جو بتوں اور کافروں کے حق میں نازل ہیں وہابیہ انہیں سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے اور ان آیات کے معانی میں تحریف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم کافروں اور بتوں اپنے دشمنوں پر صادر فرمایا ہے وہ اس کے محبوب اور مقربوں پر لگاتے ہیں ”قللہم اللہ تعالیٰ“ باوجودیکہ قرآن حکیم میں جا بجا بتوں اور کافروں کی شفاعت کے انکار کے ساتھ ساتھ مومنین و محبین کی شفاعت کا اثبات کیا گیا ہے اور مقبولانِ بارگاہ کا استثناء فرمایا گیا ہے مثال کے طور پر چند آیتیں ملاحظہ کیجئے۔

آیت ۱

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ (پارہ ۳، سورہ بقرہ، آیت ۲۵۵)

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے

والمعنى لا يشفع عنده أحد إلا بأمره وإرادته ، وذاك لأن المشركين زعموا أن الأصنام تشفع لهم فأخبر أنه لا شفاعاة لأحد عنده إلا ما استثناه بقوله إلا بإذنه يريد بذلك شفاعاة النبي صلى الله عليه وسلم وشفاعة بعض الأنبياء والملائكة وشفاعة المؤمنين بعضهم لبعض

یعنی معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر اس کے امر و ارادہ سے یہ اس لئے فرمایا کہ مشرکین کا گمان تھا کہ بت ان کی شفاعت کریں گے اس کا رد فرمایا اور خبر دی کہ اللہ کے حضور میں کوئی شفاعت نہیں سوائے اس نے ”إِلَّا بِإِذْنِهِ“ کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا اور اس سے نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور بعض انبیاء و ملائکہ کی شفاعت اور بعض مومنین کی شفاعت مراد ہے۔

فائدہ

اس آیت میں بتوں کافروں کی شفاعت کی نفی ہے مگر مقربانِ بارگاہ کا استثناء فرما کر ان کی شفاعت ثابت کر دی۔

آیت ۲

مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ۚ (پارہ ۱۱، سورہ یونس، آیت ۳)

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد

آیت ۳

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۚ (پارہ ۱۶، سورہ مریم، آیت ۸۷)

لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمن کے پاس قرار کر رکھا ہے۔

آیت ۵

يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝ (پارہ ۱۶، سورہ طہ، آیت ۱۰۹)

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

آیت ۶

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقُّ ۖ وَ

هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ (پارہ ۲۲، سورہ سباء، آیت ۲۳)

اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان کے دل کی گھبراہٹ دور فرمادی جاتی ہے ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا ہی بات فرمائی وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق فرمایا اور وہی ہے بلند بڑائی والا۔

آیت ۶

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

(پارہ ۲۵، سورہ الزخرف، آیت ۸۶)

اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔

فائدہ

ان آیتوں میں بتوں اور کافروں کی شفاعت کی نفی ہے اور مشرکین کے زعم باطل کا ابطال ساتھ ہی مقبول ممالک و بندوں کا استثناء اور ان کی شفاعت کا اثبات ہے۔ باوجود اس کے اولیاء انبیاء کی شفاعت کا منکر ہو جانا اور یہ کہہ دینا کہ کوئی کسی کا وکیل و سفارشی نہیں جو انبیاء و اولیاء کے لئے یہ اعتقاد رکھے وہ مشرک بے دینی فریب دہی اور قرآن پاک کے مخالف ہے۔

اب شفاعت بالاذن کا صحیح مفہوم قرآن و احادیث اور اقوال و سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ سے پڑھیے۔

آیت ۱

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ میں مقام محمود کی تفسیر میں فرمایا

والمقام المحمود هو مقام الشفاعة لانه يحمد فيه الاولون والاخرون. (المدارک وغیرہ)

مقام محمود مقام شفاعت ہے کیونکہ وہاں اگلے پچھلے سب آپ کی حمد کریں گے اور آپ کے شاگرد ہوں گے۔

آیت ۲

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

فائدہ

تفسیر مدارک جلد ۴ صفحہ ۲۲۶ میں ہے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الثَّوَابِ وَمَقَامِ الشَّفَاعَةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ فَتَرْضَىٰ وَلَمَّا نَزَلَتْ قَالَ

ﷺ إِذَا لَا أَرْضِي قُطُّ وَوَاحِدٌ مِنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ

یقیناً آپ کو آپ کا رب آخرت میں ثواب اور مقام شفاعت اور اس کے سوا دیگر نعمتیں اس کثرت سے عنایت فرمائے گا

کہ آپ راضی ہو جائیں گے جب یہ آیت نازل ہوئی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اب تو میں ہر گز راضی نہ ہوں گا جب تک

میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے۔

تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۲۲۶ میں فرمایا

قال ابن عباس هي الشفاعة في امته حتى يرضى

ابن عباس اس عطا سے امت کے حق میں شفاعت مراد ہے۔

نیز اسی میں ہے

واعطاه في الآخرة الشفاعة العامة والخاصة والمقام المحمود وغير ذلك مما اعطاه في الدنيا

والآخرة

اور اللہ نے آپ کو آخرت میں شفاعت عامہ و خاصہ اور مقام محمود اور اس کے سوا بے شمار دنیوی و اخروی نعمتیں عطا فرمائی

ہوئی ہیں۔

فائدہ

کیا شانِ محبوبیت ہے۔ قرآن پاک میں کس شکوہ کے ساتھ حضور کی شفاعت کا اثبات فرمایا ہے کریم بندہ نواز نے اپنے حبیب سے کیسے وعدے فرمائے ہیں اپنی شانِ کرم سے انہیں راضی کرنے کا ذمہ لیا ہے تو ہم اپنا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے۔ وہابی اپنا سر پھوڑیں منہ پر خاک ڈالیں کہ جس حبیب کی شفاعت سے چڑتے ہیں قرآن پاک میں بکثرت آیات میں ان کی شفاعت کا اثبات فرماتا ہے اور پروردگارِ عالم اپنے کرم سے انہیں راضی کرنے کا وعدہ دیتا ہے۔

فائدہ

قرآن کریم کے مقابلہ میں یہ کہنا جھوٹ ہے کہ انبیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا، کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا، میں آپ بھی ڈرتا ہوں اللہ سے ڈرے اپنا بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں گا اور پھر یہ افتراء کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ اور یہ کہ اللہ کے ہاں کام معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے اور ایسے ہی اس کے دیگر وہ اقوال جو اس نے شفاعت کے انکار میں لکھے ہیں۔

احادیث شفاعت

حضور اکرم ﷺ کی شان تو بلند ہے آپ کے غلاموں کا حال ملاحظہ ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

یشفع يوم القيامة ثلاثة الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء . (ابن ماجہ صفحہ ۳۳۰)

قیامت میں تین گروہ شفاعت کریں گے۔ انبیاء، علماء، شہداء۔

یعنی حضور نے فرمایا میری امت کے ایک مرد کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے (جو بہت بڑا قبیلہ ہے) زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

فائدہ

ملا علی قاری نے فرمایا اس سے مراد سیدنا اویس قرنی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حتى إذا خُلف المؤمنون من النار فوالذي نفسى بيده ما من أحد منكم بأشد مناشدةً لله في

استقصاء الحق من المؤمنين لله يوم القيامة لإخوانهم الذين في النار يقولون ربنا كانوا يصومون

معنا ویصلون ویحجون فیقال لهم أخرجوا من عرفتم فتحرم صورهم علی النار فیخرجون خلقاً
 كثيراً ثم یقولون ربنا لم نذر فیها خیراً۔ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۲)

جب مومن آتش دوزخ سے خلاصی پائیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم میں سے
 کوئی اپنا حق پانے کے لئے اپنے خصم سے ایسی سخت طلب و محاصرت کرنے والا نہیں ہے جیسا کہ مومن اپنے بھائیوں کی
 رہائی کے لئے جو آتش دوزخ میں ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت و سوال میں مبالغہ کریں گے عرض کریں گے اے رب
 وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے، حج کرتے تھے فرمایا جائے گا جنہیں پہچانو نکال لو۔ پھر ان (دوزخ
 والوں) کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی (تاکہ شفاعت کرنے والے مومن ان کو پہچان لیں) پھر خلق کثیر کو وہ دوزخ سے
 نکالیں گے پھر عرض کریں گے یا رب ہم نے ادنیٰ نیکی والا بھی دوزخ میں نہیں چھوڑا۔

فائدہ

غلامانِ مصطفیٰ کی اس شانِ شفاعت کو دیکھئے کہ جس طرح قرض خواہ قرض دار پر سخت تقاضا کرتا ہے اس شدت
 مطالبہ کے ساتھ وہ بارگاہِ الہی میں اپنے بھائیوں کی رہائی طلب کریں گے۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق
 دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

یعنی شہاد رحقی کہ ثابت و ظاہر باشد بر خصم چگونہ مطالبت و مواخذت بجدد مبالغہ می کنید
 مومنان در شفاعت کردن برادران خود کو در آتش دوزخ ماند و اندو بیرون آوردن ایشان از آن جدد
 مبالغت در مسئلت از جناب حق تعالیٰ بیشتر می نمایند۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۴۱۶)

یعنی تمہارا حق جب کسی پر ثابت ہوتا ہے تو پھر تم کس طرح اس کے حصول میں جدوجہد اور مبالغہ کرتے ہو ایسے ہی اہل
 ایمان اپنے مومن مجرم بھائیوں کی شفاعت کے لئے جو کہ دوزخ میں ہوں گے باہر لانے میں جدوجہد اور مبالغہ کریں
 گے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال اور عجز و نیاز کر کے خاصانِ حق کی شفاعت حق ہے اس پر اجماع ہے اور بکثرت آیاتِ قرآنی
 اس کی شاہد ہیں۔ احادیث اس باب میں درجہ شہرت بلکہ تو اتر معنوی تک پہنچی ہیں کتب دینیہ اس سے مالا مال ہیں۔

اقوال علاء

فقہ اکبر میں حضرت امام الامہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

شفاعة الانبياء عليهم السلام حق وشفاعة نبينا ﷺ للمؤمنين المذنبين ولاهل الكبائر منهم

المستوجبين للعقاب حق ثابتة

یعنی انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے حضور اکرم ﷺ کی شفاعت مسلمان گنہگاروں اور مستحق عذاب کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے حق و ثابت ہے۔

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ الباری اس کی شرح میں صفحہ ۱۱۲ پر فرماتے ہیں

فقد ورد شفاعتی لاهل الكبائر من امتی رواہ احمد و ابو داؤد و الترمذی و ابن حبان و الحاکم عن انس و الترمذی و ابن ماجہ و الحاکم عن جابر و الطبرانی عن ابن عباس و الخطیب عن ابن عمر و عن کعب بن عجرة رضی اللہ تعالیٰ عنہم و هو حدیث مشہور فی المعنی بل الاحادیث فی باب الشفاعة متواترة المعنی و من الادلة علی تحقیق الشفاعة قوله تعالیٰ و استغفر لذنبک و للمؤمنین و المؤمنات و منه قوله سبحانه و تعالیٰ فما تنفعهم شفاعة الشافعين ان مفهومہ انها تنفع المؤمنین و کذا شفاعة الشافعين الملائكة لقوله تعالیٰ يوم يقوم الروح الملائكة صفا لا يتکلمون الا من اذن له الرحمن و قال صوابا و کذا شفاعة العلماء و الاولیاء و الفقراء و اطفال المؤمنین و الصابرين علی

البلاء

حدیث شریف میں وارد ہوا حضور نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے اس حدیث کو امام احمد و ابو داؤد، ترمذی و ابن حبان و حاکم نے حضرت انس سے اور ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے جابر سے اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے اور خطیب نے حضرت ابن عمر و کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا تو یہ حدیث مشہور النبی بلکہ باب شفاعت میں احادیث المتواتر المعنی ہیں اور ثبوت شفاعت کے دلائل میں سے آیت ”و استغفر لذنبک او“ ”فما تنفعهم“ الایہ ہیں کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شفاعت مؤمنین کی نفع دے گی ایسے ہی ملائکہ کی شفاعت کہ آیت ”یوم يقوم الروح“ سے ثابت ہے اسی طرح علماء و اولیاء، شہداء و فقراء اور بلا پر صبر کرنے والے مؤمنین کی بچوں کی شفاعت ثابت ہے۔

و قال الامام الاعظم رحمة الله تعالى في كتابه الرصية و شفاعة محمد ﷺ حق لكل من هو من اهل الجنة و ان كان صاحب كبيرة انتهى ان الشفاعة ليست مختصة باهل الكبائر من هذه الامة فانه عليه السلام بالنسبة الى جميع الامم كاشف الغمة و نبی الرحمة و قد ثبت ان له عليه الصلوة

والسلام انواعاً من الشفاعة ليس هذا مقام بسطها وفي العقائد النسفية والشفاعة ثابتة للرسول ﷺ والاختيار في حق اهل الكبائر بالمستفيض من الاختيار وفي المسئلة خلاف المعتزلة الا في

شرع الشفاعة لرفع الدرجة

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب الوصیۃ میں فرمایا کہ حضرت سرور کائنات ﷺ کی شفاعت ہر اس شخص کے لئے حق و ثابت ہے جو اہل جنت میں سے ہو اگرچہ صاحب کبیرہ ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ شفاعت اسی امت کے اہل کبائر کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ حضرت تمام امتوں کے لئے دشواریوں کے حل فرمانے والے اور نبی رحمت ہیں اور یہ ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کئی قسم کی ہے۔ یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں اور عقائد نسفیہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اور نیک لوگوں کے لئے اہل کبائر کے حق میں شفاعت کرنا مشہور احادیث سے ثابت ہے اور اس مسئلہ میں معتزلہ کا خلاف سوائے شفاعت کے جو رفع درجہ کے لئے ہو۔

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضوء المعانی شرح قصیدۃ بداء الامالی صفحہ ۸۴ میں لکھتے ہیں

والمعنى شفاعة اهل الخير من الانبياء والاولياء لاهل الذنوب الكبائر فضلا عن الذنوب الحفائر

مرجو مامول

معنی یہ ہے کہ نیک لوگ انبیاء و اولیاء کی شفاعت اہل کبائر چہ جائیکہ حفائر ہوں امید کی جاتی ہے کہ قبول ہوگی اور مراد پوری ہوگی۔

اسی میں ہے

وفي سنن ابن ماجه عثمان بن عفان مرفوعاً انه قال يشفع يوم القيمة ثلاثة الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء واعلم ان قوله مرجو توهم ان الشفاعة ظنية وليس كذلك بل هي قطعية لورود احاديث

مشتهرة كادت ان تكون متواترة

سنن ابن ماجہ میں حضرت عثمان بن عفان سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء و شهداء شفاعت کریں گے۔ مصنف کے قول مرجو مامول سے یہ سمجھیں کہ شفاعت ظنی ہے بلکہ قطعی ہے۔ اس لئے یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور وہ احادیث متواترہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

فائدہ

عقائد کی ان کتابوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء و علماء و شہداء کی شفاعت حق ہے اور ایماندار اس سے نفع پائیں گے خواہ وہ گناہگار ہوں یا اُن سے کبار و سرزد ہوئے ہوں اور حضور اکرم ﷺ کے لئے بہت اقسام کی شفاعتیں ثابت ہیں اور تمام امتیں حضور کی شفاعت سے فائدہ اٹھائیں گی اور مسئلہ شفاعت قطعی ہے بکثرت آیات اور بے شمار حدیثیں اس میں وارد ہیں تمام آئمہ حدیث نے اس مضمون کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ معتزلہ جو ایک گمراہ فرقہ تھا وہ شفاعت کا منکر تھا مگر اتنا وہ بھی مانتا تھا کہ رفع درجات کے لئے شفاعت ہوگی وہابیہ نے انکارِ شفاعت میں شاگردی تو اس کی کی مگر استاد سے بڑھ گئے کہ شفاعت کو سرے سے جھٹلادیا اسی پر صبر نہ کیا بلکہ اس عقیدہ کو شرک ٹھہرا دیا۔

علامہ علی قاری شرح قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۴۶۰ میں فرماتے ہیں

الشَّفَاعَةُ ثَابِتَةٌ عَلَىٰ مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ السَّنَةِ لِقَوْلِهِ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَ رَضِيَ لَهُ قَوْلًا وَلَا عِبْرَةَ بِمَنْعِ الْخَوَارِجِ وَبَعْضِ الْمُعْتَزِلَةِ مُسْتَدْلِينَ بِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ فَإِنَّهُ مَخْصُوصٌ بِالْكَافِرِينَ وَأَمَّا تَخْصِصُهُمْ أَحَادِيثُ الشَّفَاعَةِ بِزِيَادَةِ الدَّرَجَاتِ فِي

الْجَنَّةِ فَبَاطِلٌ لِتَصْرِيحِ الْإِدْلَةِ بِإِخْرَاجِ مَنْ دَخَلَ النَّارَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهَا

شفاعت باجماع اہل سنت ثابت ہے قرآن پاک میں فرمایا کہ شفاعت روز قیامت میں نفع نہ دے گی مگر جس کے لئے رحمن نے اذن فرمایا اور اس کی بات سے راضی ہو اور خوارج و معتزلہ کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں اور ان کا استدلال آیت ”فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ“ سے درست نہیں کیونکہ یہ آیت کفار کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کفار کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے نفع نہ ہوگا اور معتزلہ کا احادیث شفاعت کو شفاعت رفع درجات اہل جنت کے ساتھ خاص کرنا باطل ہے کیونکہ یہ دلائل صراحت سے ثابت ہے کہ مومنین کو جہنم سے بھی نکالیں گے۔

ازالۃ وہم

حدیث میں تین گروہوں انبیاء و اولیاء و شہداء کا ذکر ہے یہ صرف ان پر منحصر نہیں بلکہ دیگر شفاعت کنندگان کی شفاعت بھی حق ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ نے اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۳۲ میں فرمایا کہ ان تین گروہوں کی تخصیص ان کے زیادت فضل و کرامت کی وجہ سے ہے ورنہ مسلمانوں میں سے تمام اہل خیر کے لئے شفاعت ثابت ہے اور اس بات میں احادیث مشہور وارد ہیں۔ آخر میں فرمایا ”اور انکارِ شفاعت بدعت ضلالت است چنانچہ خوارج و بعض معتزلہ بدان وقتہ اند“ یعنی انکارِ شفاعت بدعت ضلالہ (سید) ہے جیسا کہ خوارج و بعض معتزلہ کا

مذہب ہے۔

انتباہ

اس سے ظاہر ہوا کہ انکارِ شفاعت خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے اور وہ اسی انکارِ شفاعت سے گمراہ ہوئے اور ہمارے دور کے وہابی بعض دیوبندی بھی انہی کی پیروی میں انہی کی طرح گمراہ اور بدعتی ہیں جیسے اوپر مذکور ہوا لیکن افسوس ہے کہ اپنی گمراہی کو چھپانے کے لئے الٹا اہل سنت کو گمراہ اور بدعتی کہتے ہیں یہی طریقہ خوارج و معتزلہ کا تھا کہ وہ بھی اہل سنت کو بدعتی کہتے تھے ان کی عادت تھی کہ یہ آیات نفی شفاعت کفار کے ساتھ مخصوص والی پیش کرتے اور وہ آیات بھی پیش کرتے جو بتوں کے متعلق ہیں وہ ایسی آیات کا انبیاء و اولیاء کو مصداق ٹھہراتے۔ ہمارے دور کے وہابی دیوبندی بھی انہی آیات کو معاذ اللہ حضور اکرم ﷺ اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہیں یہ آیات واحدیث کی کھلی تحریف ہے کہ بتوں کی نازل شدہ آیات کو مقربانِ الہی پر چسپاں کی جائیں۔

اذن کب کا مل چکا اب تو حضور
ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے

حل لغات

اذن (بکسر الاول) حکم، اجازت

شرح

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو شفاعت کی اجازت عطا ہو چکی ہے فلہذا ہم غریبوں، مسکینوں کی شفاعت فرمائیے۔

اس شعر میں عقیدہ کا اظہار اور منکرین شفاعت کا رد ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ اور جملہ انبیاء و اولیاء کو شفاعت کا اذن دیا ہے عطا فرمایا ہے اور مخالفین کہتے ہیں قیامت میں جسے چاہے گا اذن بخشے گا اور ان کے اذن کی تعبیر بھی غلط ہے جس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں گذر چکی ہے۔

دلائل اذن

اس کے دلائل وہی ہیں جو ہم نے اثباتِ شفاعت میں لکھے ہیں مثلاً قرآن مجید میں ہے

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (پارہ ۲۶، سورہ محمد، آیت ۱۹)

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ.

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں۔

ہاں اس کا انکار منافقین کو تھا اور اب ان منکرین کو نصیب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسُهُمْ. (پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۵)

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں۔

بلکہ ایسے منکرین کی دعائے مغفرت یعنی شفاعت سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا۔ اس آیت کے بعد والی آیت میں

ہے

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۚ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ (پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۶)

ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے بھی ایسے بد بختوں کی شفاعت کا ابھی سے انکار فرما دیا چنانچہ فرمایا

شفاعته يوم القيمة حق من لم يومن لم يكن اهله

قیامت میں میری شفاعت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اس کا اہل نہ ہوگا یعنی اس کی شفاعت نہ ہوگی۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے بد قمتوں کی قبروں پر جانے سے روک دیا ہے

وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ۚ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۸۴)

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

فائدہ

اس آیت کا نزول بھی عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کے لئے ہوا۔

لطیفہ

دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ نے یہ منظر دکھا دیا کہ شفاعت کے عقیدہ کو حق ماننے والوں کے مزارات پر خلق خدا کا ہجوم

واثر دہام ہے کہ قرآن مجید پڑھا جا رہا ہے، دعائیں مانگی جا رہی ہیں، ذکر خدا ہو رہا ہے، رحمت کے پھول برس رہے ہیں اور منکرین کے بڑے سے بڑے لیڈر کی قبروں پر لکھیاں اُڑ رہی ہیں اور کھنڈر اور ویرانے ہیں کہ وہاں کوئی بھولے سے چلا جائے اور خوف و دہشت کھا کر لوٹتا ہے۔

ملحدوں کا شک نکل جائے حضور
جانبِ مہ پھر اشارت کیجئے

شرح

بے دینوں، مردودوں کو آپ کے تصرفات و اختیارات پر شک ہے اب پھر چاند کو اشارہ فرمائیے تاکہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو تو ان بے دینوں کا شک دل سے نکل جائے۔

شق القمر کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ اے حبیب خدا ﷺ ہمارا عقیدہ تو پختہ ہے ہمیں تسلیم ہے کہ آپ نے چاند کو ٹکڑے کر کے توڑا بھی پھر اسے جوڑا بھی لیکن آپ کے کمالات کے منکروں کو شک ہے اسی لئے التجا ہے کہ اب پھر چاند کو اشارہ فرمائیے وہ دو ٹکڑے ہو جائے تاکہ بے دین گروہ کا شک مٹ جائے۔ معجزہ شق القمر کے منکرین کا صراحتاً رد ہے تو اس گروہ کا بھی رد ہو گیا جن کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو اظہارِ معجزہ کا کوئی اختیار نہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اشارۃً فرمایا کہ اب بھی آپ صاحب اختیار ہیں چاہیں تو چاند کو اشارہ کر کے دو ٹکڑے کر دکھلائیں۔

فائدہ

اس شعر میں وہ تمام معجزات کا بیان ہے جو حضور اکرم ﷺ نے چاند پر تصرفات فرمائے تفصیل دیکھئے فقیر کے رسالہ ”تحقیق معجزہ شق القمر“

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

دل لغات

تعظیم، بزرگ ماننا، عزت کرنا، عزت و توقیر، یہاں دو پچھلے معانی مراد ہیں۔ مذہب، راستہ، دھرم، دین۔

شرح

جس مذہب میں حبیب کبریا ﷺ کی عزت و توقیر شرک سمجھائے اس بُرے مذہب پر ہزار لعنت بلکہ بے شمار

پھٹکار۔

شاید کسی کو علم نہ ہو کہ کوئی ایسا مذہب بھی ہے کہ جس میں تعظیم کو شرک ٹھہرایا جاتا ہو تو اسے معلوم ہو کہ تحریک وہابیت کی بنیاد ہی اسی قانون پر ہے وہابی مذہب کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ وہابیوں کے نزدیک تعظیم مصطفیٰ ﷺ سے متعلق اکثر امور ان کے فتوائے شرک کی زد میں ہیں۔ وہابی مذہب کی ترجمانی کے فرائض مولوی اسماعیل دہلوی نے سرانجام دیئے اس کی تقویۃ الایمان و دیگر کتب وہابیہ نجدیہ کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات النبی نہیں ہیں بلکہ مرکز مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان)

ان السفر الی قبر محمد و مشاہدہ و مساجدہ و آثارہ و قبر نبی او ولی و سائر الاوثان و غیرہا شرک

اکبر۔ (کتاب التوحید صفحہ ۱۳۳، مؤلفہ محمد عبدالوہاب)

بے شک سفر کرنا آں حضور ﷺ کی قبر کی خاطر اور ان کے مشاہد اور مساجد و آثار کی طرف یا کسی اور نبی یا ولی کی قبر کی طرف یا باقی اوثان کی طرف یہ سب کام شرک اکبر ہیں۔

یعنی آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضے کے لئے سفر کرنا بھی شرک ہے۔

آں حضور علیہ الصلوٰۃ کا مقبرہ سفر کر کے دیکھنا ایسا گناہ ہے جیسا بتوں کا دیکھنا ہے۔ (کتاب التوحید ۶۲ و ۱۱۱۴،

تصنیف محمد بن عبدالوہاب)

آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ (صراط مستقیم، دہلوی)

آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک قابل گرا دینے کے ہے چنانچہ خانپوری غیر مقلد لکھتا ہے

لواقدر علی حجرۃ الرسول لهدمتها۔ (کتاب اوضح البراہین، تصنیف محمد بن عبدالوہاب، فتح المبین صفحہ ۲۰۸)

یعنی اگر طاقت پاؤں تو ضرور روضہ نبی کو گرا دوں گا۔

بلکہ گرا نا واجب ہے۔ (عرف الجادی صفحہ ۶۰)

عصا هذه خير من محمد لانها ينتفع بها في قتل الحية ونحوها۔ (کتاب اوضح البراہین)

میری لاٹھی محمد ﷺ سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ کے مارنے میں نفع لیا جاتا ہے اور محمد (ﷺ) مر گئے باقی نہیں رہا نفع

ان میں۔

انبیاء و اولیاء عا کارے ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۹)

سب انبیاء و اولیاء اس کے رُوبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵)

انبیاء و اولیاء کچھ قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ سنتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵)

نبی علیہ السلام کی نظیر اور نبی بھی پیدا ہونا ممکن ہے اور یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱ و صفحہ ۳۲)

و کتاب التوحید صفحہ ۱۲)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم غیب تو زید و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع

حیوانات و بہائم سے بھی حاصل ہے اور نص سے ثابت نہیں۔ (حفظ الایمان اشرف علی صفحہ ۷)

جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ملک الموت اور شیطان سے زیادہ تھا اور نص سے ثابت ہے شرک

ہے۔ ملخصاً (براہین قاطعہ)

جو یوں کہے کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں وہ شخص مشرک ہو گیا اور ان کا خون مباح ہوگا

ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ (تحفہ ہابیہ صفحہ ۶۸)

درود شریف میں ’سیدنا و مولانا الخ‘ قطعاً ثابت نہیں۔ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۳۹)

نبی علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰)

ہر مخلوق بڑا ہوا یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱۴)

مجالس میلاد ایسی مجالس شریعت محمدیہ میں رسوم شرکیہ و بدعیہ ہیں۔ ایسی مجالس میں اشعار و غزلیات وغیرہ پڑھنا،

سننا دونوں حرام ہیں۔ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۱ صفحہ ۶۶)

درود تاج و درود لکھی خلاف شرع ہیں اُن سے بچنا بہت ضروری ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۷)

قبر رسول اللہ ﷺ جو بنایا گیا ہے وہ حقیقتاً بہت بڑی جہالت ہے۔ (تطہیر الاعتقاد جلد ۲ صفحہ ۲۶)

قبور پر جو قبے بنائے گئے ہیں وہ بھی بطور ایک بت کے ہیں۔ (تحفہ ہابیہ مولفہ اسماعیل غزنوی صفحہ ۵۹)

حضور علیہ السلام کے روضہ مبارک کی نہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرے۔ اس ضمن

میں دوسرا کام بھی ہو جائے تو بالکل جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۷۸)

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی

عشق کے بدلے عداوت کیجئے

حل لغات

عداوت، دشمنی، عناد، کینہ۔

شرح

اے بے دینو ظالمو محبوب نبی غمگسار و غمخوار ﷺ کا یہی حق تھا کہ ان سے بجائے محبت و عشق، عناد و کینہ اور دشمنی کر رہے ہو

شرم تم کو نہیں آتی

اس شعر میں گستاخانِ رسول (ﷺ) کو عاشقانہ نصیحت فرمائی ہے کہ ظالمو! قرآن و احادیث کے صریح ارشادات پڑھ سن چکے ہو کہ حضور اکرم ﷺ سے عشق و محبت کا نام ایمان ہے تم ایمان کے مدعی ہو تو کیا تمہارے ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ محبوب سے محبت کے بجائے عداوت اور بغض و عناد کا ثبوت دے رہے ہیں کہ ان کی ہر تعظیم و تکریم کو شرک و بدعت کہہ کر ٹھکرا دیتے ہو اور ان کے ہر کمال کو شرک کے خطرہ کی دیوار کھڑی کر کے انکار کئے جا رہے ہو۔

والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر
مومنو اتمام حجت کیجئے

حل لغات

والضحیٰ سے سورۃ والضحیٰ، الم نشرح، سورۃ انشراح دونوں پارہ ”عم یتساءل لیس کیا واقع ہیں۔ الحجرات سورۃ ۲۶ پارہ میں واقع ہے ان تینوں کے وہ مضامین مراد ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے کمالات پر مشتمل ہیں۔ اتمام، تمام کرنا۔ حجت، دلیل، برہان، غلبہ۔

شرح

مخالفین پر طعن و تشنیع کے بعد اب سنی برادری کو مخالفین کی تردید کے دلائل سمجھائے ہیں کہ مخالفین کی قسمت میں تسلیم تو ہے نہیں لیکن اے سنیو انہیں سورۃ والضحیٰ اور سورۃ الم نشرح اور سورۃ الحجرات کے وہ مضامین پڑھ کر سنائے جو حضور ﷺ کے کمالات اور فضائل و مناقب کا بیان ہے ان پر حجت تمام ہو جائے تاکہ قیامت میں یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں کسی نے سمجھا نہیں تھا۔

سورۃ والضحیٰ کے مضامین

اس سورۃ مبارکہ میں کمالات کا یہ عالم ہے کہ نہ صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ بلکہ جملہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ متفق ہیں۔ اس سورۃ کا ایک ایک جملہ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ بحرِ خار سے بڑھ کر ہے امام احمد رضا نے ایک بار تفسیر لکھنا شروع کی تو صرف سورۃ الضحیٰ کی تفسیر میں آٹھ سو صفحات قلمبند کر ڈالے۔ (معارفِ رضا کراچی ۱۴۱۳ھ)

چند نمونے ملاحظہ ہوں

الضحیٰ، واؤ قسمیہ اور الضحیٰ سے حضور اکرم ﷺ کا چہرہ اقدس مراد ہے جیسا کہ فقیر اسی شرح حدائق میں متعدد مقامات پر حوالہ جات نقل کر چکا ہے اور چہرہ اقدس کی تابانی اللہ اللہ۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں

چہرہ اقدس کی تابانی

عن ابی اسحاق قال سئل رجل البراء بن عاذب اکان وجه رسول الله ﷺ مثل السيف قال لا بل مثل القمر

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کیا آپ کا رخ انور تابناکی میں تلوار کی مانند تھا؟ تو آپ نے فرمایا نہیں چاند کی مثل تھا۔

فائدہ

علامہ مناوی شامی ترمذی کے حاشیہ پر اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ آپ کا چہرہ مبارک چاند سورج سے بھی زیادہ روشن و پُر رونق تھا اور اگر آپ کے انوار سے پردہ اٹھ جاتا تو مہر و ماہ اپنے اپنے انوار سمیٹ کر روپوش ہو جاتے ان وجہ اجہی من الشمس والقمر فنور قلبہ اعظم ضیاء منها فلو کشف الحق من المشارق انوار قلبہ لا نطوی نور الشمس والقمر فی مشرقات انوارہا ابن القمرین من نورہ فالشمس یطرا علیہا الکسوف والغروب وانوار قلوب الانبیاء لا کسوف لها وغروب

آپ کا رخ انور شمس و قمر سے زیادہ پُر رونق و پُر بہار تھا اور آپ کے قلب اطہر کا از روئے روشنی ان دونوں سے عظیم تھا اگر اللہ تعالیٰ آپ کے قلب مطہر کے نور سے پردہ سرکا تا تو شمس و قمر کا نور منہ چھپا لیتا ماہ و انجم کو آپ کے نور سے کیا نسبت؟ کہ سورج کبھی گرہن میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کبھی غروب ہو جاتا ہے جبکہ انبیاء علیہم السلام کے قلوب مطہرہ ایسے حوادث سے پاک ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

لم یکن له ظل ولم یقم مع شمس قط الا غلب وضوءه ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط

الاغلب ضوءه ضوء السراج

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا سورج کے سامنے آپ آتے تو آپ کا نور اس کے نور کو مغلوب کر دیتا اور کسی چراغ کے پاس کھڑے ہوتے تو آپ کی روشنی غالب رہتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

كنت اخيط فسقطت مني الابرقة فطلبتها فلم اقدر عليها فدخل رسول الله ﷺ فتبينت الابرقة

بشعاع نور وجهه فاخبرته

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں کپڑے سی رہی تھی میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی تلاش بسیار کے باوجود نہ پاسکی اچانک حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ کے چہرہ اقدس کی چمک سے سوئی مل گئی۔

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

جو تم آؤ تو کلیاں مسکرائیں پھول خندہ ہوں

امام ترمذی شامک میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ طیبہ کا ذرہ ذرہ نور علی نور بن گیا۔

قال لما كان اليوم الذي دخل فيه رسول الله ﷺ المدينة اضاء منها كل شيء الخ

فائدہ

شرح شامک ترمذی علامہ عبدالرؤف منادی اپنے کمالِ ایمان اور کمالِ علم کا اظہار کرتے ہوئے اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں

والاصح ان المراد به ان كل جزء من الاجزاء المدينة اضاء ذلك اليوم حقيقة ولا

حقیقت یہی ہے کہ آپ کی آمد سے مدینہ طیبہ کا ذرہ ذرہ نور ہو گیا اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ کی ذات سراپا نور تھی جسے اللہ تعالیٰ نے بھی نور فرمایا ہے ”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ“ آپ نور تھے اپنے نورِ مبین سے عالم کو نور کیا۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ فكان نورا اضاء للعالمين وسراجا منيرا

حضرت ملا علی قاری تلمیانی کے حوالے سے حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں

قال قال رسول الله ﷺ هبط علي جبريل فقال يا محمد ان الله تعالى يقول كسوت حسن يوسف

من نور الكرسي و كسوت نور وجهك من نور عرشي

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جبریل امین میرے پاس تشریف لائے اور کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی کرسی کا نور بخشا جب کہ آپ کے روئے مبارک کو عرش کا نور عطا کیا۔

فائدہ

قال بنو نعیم اعطی یوسف من الحسن فافاق به الانبیاء والمرسلین بل والخلق اجمعین ونبینا ﷺ

اوتی من الجمال مالم یوتہ احد ولم یوت یوسف الا شطرا لحسن و اوتی نبینا ﷺ

حضرت ابو نعیم فرماتے ہیں حضرت یوسف کو حسن کا کچھ حصہ ملا جس کی بناء پر آپ تمام انبیاء و مرسل بلکہ تمام مخلوق خدا پر فوقیت لے گئے جبکہ ہمارے آقا و مولا ﷺ کو حسن و جمال کا اتنا دوا فر حصہ ملا جو کسی مقدر میں نہ تھا۔ حسن یوسف مقدر میں نہ تھا حسن یوسف جز تھا جب کہ حسن محمدی ﷺ کل۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین چیز نہیں دیکھی گویا آپ کے چہرے سورج گردش کناں ہے۔ جب آپ مسکراتے تو درود یوار روشن ہو جاتے

قال ابو هريرة رضي الله تعالى عنه ما ريت شيئا احسن من رسول الله ﷺ كان الشمس تجري

وجهه واذا ضحك تبلا لا في جدر (حاشية شفاء)

علمائے محققین فرماتے ہیں

خدا و مصطفیٰ کی کنہ سے ادراک عاجز ہے خدا کو مصطفیٰ جانے مصطفیٰ کو خدا جانے

علامہ قرطبی فرماتے ہیں

لانه لو ظهر لنا تمام حسنه لما لا طاقت لا عيننا برؤيته ﷺ

یعنی اگر آپ کے جمال حقیقی سے پردے اٹھا دیئے جاتے تو ساری نگاہیں نظارہ کرنے سے عاجز آ جاتیں۔

علامہ آلوسی بھی اس حقیقت کو قرآن کریم کے معانی و مطالب سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ آدمیت کی چادر میں ملبوس تھے اور اُن کے حسن سرمدی کی حقیقت کو سوائے اس کے خالق و مصور کے کوئی نہیں جانتا۔

ياايها السائر للحقيقة الادمية اور ياايها الغائب عن انظار الخلقية فلا يعرفك سوى الله على

الحقيقة

اے حقیقت محمدی ﷺ کو آدمیت کی رواء میں مخفی رکھنے والے یا، اے مخلوق خدا کی نظروں سے اوجھل آپ کی حقیقت کو کسی نے نہیں پہچانا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

بعض صوفیائے کرام یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ اکثر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا لیکن حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس و اطہر سے نا آشنا رہے کیونکہ حجاب بشریت اُن کی نگاہوں میں آڑ تھا۔

”قال بعض الصوفية اكثر الناس عرفوا عز وجل وما عرفوا رسول الله“ ايسے ہی کہتا ہے مگر شہرہ چشم کے لئے ایسا نہیں۔

خلافاً لعمی الابصار كما اخبر عنهم عز وجل يقول وتراهم ينظرون اليك وهم لا يبصرون اي جمالك وكمالك لنقصان بصرهم كالخفاش لم يقدر على مطالعة نور الشمس من غير جرم لها يعني آنکھوں کے اندھے آپ کے جمال کو دیکھنے سے محروم ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا آپ کو دیکھتے ہیں مگر اپنی ضعف نظری اور کم نگاہی کی وجہ سے چگا دڑ کی طرح آپ کے جمال و کمال کے آفتاب کو نہیں دیکھ سکتے۔

شب پرہ می طلبد بدر تمامت نقصان اوند اند کہ ابد نور تو ظاهر باشد

آنکھ والے تیرے جو بن کا تماشا دیکھے دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

چگا دڑ آپ کے کامل نور کا نقصان چاہتا ہے اسے معلوم نہیں کہ آپ کا نور تو ہمیشہ رہے گا۔

یہ کھکشاں تو ان کے قدموں کی دھول ہے

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نور محمدی کا جلوہ زمین کے زروں سے آسمان کے جھلملاتے ستاروں، کوہ و بیابان میں رہنے والی مخلوق، سمندر کی گہرائیوں میں پہنے والی ہر چیز کو روشن و منور کر رہا ہے۔

حضرت علی القاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ حدیث کے الفاظ ”احسن من القمر“ کے تحت لکھتے ہیں

ظاهر فی الافاق والانس مع زیادة الكمالات الصورية والمعنوية بل فی الحقيقة کل نور خلق من

نورہ کذا فی قوله تعالیٰ ”اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ امثالُ نُورِهِ“ ای نور محمد فنور وجهہ ﷺ
ذاتی لا ینفعک عنہ ساعة فی اللیالی والایام ونور القمر مکتبب مستعار ینقص تارة ویخسف

اخروی

یعنی آپ ﷺ کا نور آفاق و انفس میں پورے کمالاتِ صورتیہ اور معنویہ کے ساتھ ظاہر و باہر ہے بلکہ ہر نور آپ کے نورِ مبین سے مستعار ہے جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے ”اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ امثالُ نُورِهِ“، یعنی نورِ محمد ﷺ کے رُخِ انور کا نور ذاتی ہے جو گردشِ لیل و نہار سے بھی ماند نہیں پڑتا جبکہ چاند کو نورِ دھار و مستعار لیا گیا ہے کبھی مدہم پڑ جاتا ہے اور کبھی گرہن کا شکار ہو جاتا ہے۔

نکل آئے فلک پر چاند سورج ترا نقش کف پا دیکھنے کو

آپ کے چہرہ اقدس پر ایسا نور چمکتا کہ کوئی عقاب نظر بھی ٹٹکی باندھ کر نہیں دیکھ سکتا۔ صحابہ کرام اسی لئے کبھی کسی ایک چیز سے تشبیہ دیتے اور کبھی کسی دوسری سے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

”وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى“ ذرا عطفہ قسمیہ ہے۔ اللیل سے زلفِ مصطفیٰ مراد ہے اور قسم زلفِ عنبرین کی جب وہ ڈھل کر آجائے۔ اس کے حوالے اور ”گیسوئے رسول“ فقیر اویسی غفرلہ کی ایک مستقل تصنیف ہے اس کا مطالعہ فرمائیے
مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى (پارہ ۳۰، سورۃ النبی، آیت ۳)

کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکر وہ جانا۔

اس جملہ کے شانِ نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب پاک ﷺ سے کتنا پیار ہے کہ ایک معمولی عورت کی معمولی سی ناگوار بات پر تسلی و تشفی کے لئے پوری سورۃ نازل فرمادی۔

شانِ نزول

حضرت قاضی عیاض شفاء شریف جلد اول میں لکھتے ہیں کہ اس سورۃ مبارکہ کی شانِ نزول میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے کسی عذر کی بناء پر رات کے قیام کو ترک کر دیا تھا اس پر ایک عورت (نازبا) باتیں کہنے لگی تھی۔ بعض نے کہا کہ مشرکین نے تاخیرِ نزولِ وحی پر طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کر دی تھیں اس پر یہ سورۃ مبارکہ نازل ہوئی۔

فقہ قاضی اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے نے فرمایا یہ سورۃ مبارکہ حضور اکرم ﷺ کی خاص قدر و منزلت اور عظمت

وشان پر جو بارگاہ الہی سے عنایت ہوئی تھیں چھ وجہوں پر مضمّن ہے۔ اس کے یہی چھ وجہ جنہیں فقیر کہیں اجمالاً کہیں تفصیلاً عرض کر رہا ہے

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ (پارہ ۳۰، سورۃ النّٰحٰی، آیت ۴)

اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق نے کہا کہ آپ کا مال آپ کا انجام کار میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑا ہے جو دنیا میں آپ کو عزت و کرامت مرحمت فرمائی ہے۔ سہل کہتے ہیں کہ جو کچھ شفاعت اور مقام محمود کا ہم نے آخرت میں ذخیرہ رکھا ہے وہ آپ کے لئے اس سے بہتر ہے جو ہم نے آپ کو دنیا میں عطا فرمایا۔

مولوی عبداللہ در خواستی کا عجیب و غریب اعتراف

مولوی در خواستی کی ایک تقریر ہفت روزہ ”خدام الدین“ کا مور ۱۵ جنوری ۱۹۶۵ء میں شائع ہوئی اس نے حضور اکرم ﷺ کی ہر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر پر عجیب و غریب بیان دیا۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یوم ازل میں، یوم ارواح میں ارواح میں جب میں نے اپنا پیغام بھیجا تو سب سے پہلے جس روح نے لبیک کہا وہ جناب محمد رسول اللہ کی تھی پھر وہ پیغام منتقل ہوتا چلا آیا حضرت آدم علیہ السلام کے بدن میں، حضرت نوح کے بدن میں اور اسی کی طرف قرآن میں تصریح ہے

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَ النَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ (پارہ ۶، سورۃ النساء، آیت ۱۶۳)

بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔

تو حضور کی وحی کو مقدم کیا اس لئے حضور ﷺ فرماتے ہیں

كنت نبيا و آدم بين الماء والطين

میں تو اُس وقت بھی نبی تھا جب انسان کا وجود ہی نہیں بنا تھا آدم بین الماء والطین تھا۔

میں تو اُس وقت بھی نبی تھا جسما نیت نہیں بلکہ نبوت مجھے عطا ہوئی تھی۔ یہ دین کی چند ضروری باتیں ہوتی ہیں جن

کا سمجھنا ضروری ہے۔ میرے دوستو اور میرے بزرگوں دیکھئے عام انسانوں کے متعلق کیا آتا ہے قرآن میں؟

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا (پارہ ۲۹، سورۃ الدھر، آیت ۱)

بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا۔

آپ جتنے دوست یہاں مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں (اللہ آپ کو جزائے خیر دے اس مجلس کی برکت سے) آپ میں سے کوئی مجھے یہ بتا سکتا ہے کہ جب میں ایک سال کا تھا تو میرے ابا جی کون سا کام کرتے تھے جب میں تین مہینے کا تھا تو میری والدہ صاحبہ کیا کام کرتی تھیں؟ نہیں بتا سکتے ہمیں تو شعور کی باتیں بھی نہیں اب تو حافظے اتنے کمزور ہیں ڈالڈا کھا کھا کر کل کی بات یاد نہیں رہتی اب تو ڈائریاں ہم نے بنائی ہیں۔ ڈائری پر لکھتے ہیں کہ کل کیا کرنا ہے، پرسوں کیا کرنا ہے، ترسوں کیا کرنا ہے۔ پروگرام بناتے ہیں ہم اور ایک وہ زمانہ تھا کہ سینہ بسینہ ہزار بابا تیں یا دتھیں۔ صحابہ کرام جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے جو سنتے تھے فوراً یاد کر لیتے تھے اب تو ہمارے لئے ریکارڈنگ مشینیں اور ٹیپ ریکارڈر ہیں ان کے دل ریکارڈنگ مشینیں تھیں ہمیں کسی کو یہ یاد نہیں کہ میرے بچپن میں کیا حالات تھے اور پیدا ہونے سے پہلے کیا حالات تھے وہ تو ناممکنات میں سے ہے لیکن جناب محمد رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے ہیں

کنت نبیا و آدم بین الماء والطين

میں اُس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو نبوت کا علم ہوا یا نہ ہوا؟ تو جب نبوت کا علم ہے تو اور اپنا علم نہ ہوگا کہ میں کون تھا؟ حضور کا علم جو ہے اس وقت سے شروع ہے جب روح محمد رسول اللہ کو پیدا کیا گیا۔ اس وقت سے اللہ آپ کو تعلیم دیتا چلا آ رہا ہے اس وقت بھی تعلیم دی پھر اس عالم ناسوت میں بھی تعلیم دی۔ جب حضور ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما تھے اور اب بھی اللہ تعالیٰ آپ کو تعلیم دے رہا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ تعلیم قیامت تک جاری رہے گا اُس وقت تک علم جاری رہے گا پڑھانے والے اللہ تعالیٰ اور پڑھنے والے جناب محمد رسول اللہ ﷺ مگر یاد رہے کہ جو علم احکام اور تشریح کے متعلق تھا وہ سب کا سب آپ کو دے دیا گیا جیسا کہ سورۃ المائدہ کی آیت ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ“ سے معلوم ہو رہا ہے یہ علم اس دعا کی قبولیت میں ہے جو بامر خداوندی جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (پارہ ۱۶، سورۃ طہ، آیت ۱۱۴)

اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

یہ سورۃ طہ ہے جو مکی ہے اور ارشاد قرآنی

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ا وَ كَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۳)

اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

سورۃ النساء میں ہے جو مدنی ہے تو میں عرض کر رہا تھا یہاں پر

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (پارہ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۵)

ہم کو سیدھا راستہ چلا۔

اور سیدھا راستہ وہ کون سا ہے وہ راستہ ہے جناب محمد رسول اللہ کا اور یہ وہ تعلیم ہے جو سب نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی تو پہلی تعلیم جس دی وہ جناب محمد رسول اللہ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی تعلیم منتقل ہوئی حضرت آدم میں، حضور کی تعلیم منتقل ہوئی نوح میں، حضور کی تعلیم منتقل ہوئی حضرت موسیٰ میں، حضور کی تعلیم منتقل ہوئی حضرت عیسیٰ میں، حضور کی تعلیم ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ سے پھر براہ راست ملی اور یہی بات ہے جو حضور ﷺ نے ایک مقام پر فرمایا اگر آج موسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کو کوئی چارہ کار نہ ہوتا تو یہ صراط مستقیم کون سا راستہ ہے یہ راستہ ہے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حضرت قاضی عیاض شفاء شریف میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ دونوں جہانوں میں بہت سی بزرگیوں، قسم قسم کی نیک بختیوں اور طرح طرح کے انعام کے لئے جامع و مکمل ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا میں فراخی اور آخرت میں ثواب سے راضی کرے گا۔ بعض نے کہا کہ آپ کو حوض کوثر اور شفاعت عطا فرمائے گا راضی کرے گا۔ اہل بیت نبوت سے بعض علماء نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں اس سے زیادہ افزاء کوئی آیت ہے ہی نہیں اور رسول اللہ ﷺ اس بات سے راضی ہوں گے ہی نہیں کہ آپ کا ایک امتی بھی دوزخ میں رہ جائے۔

پنجم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو انعام و اکرام فرمائے ہیں اُن کو شمار کرایا ہے اور آخر سورۃ تک اپنی جانب سے اپنی نعمتوں کا ذکر کیا ہے یعنی خدا کی طرف سے آپ کو ہدایت یا آپ کی وجہ سے لوگوں کو ہدایت دی بر بنائے اختلافِ تفاسیر اور آپ کے پاس مال نہ تھا مال دے کر آپ کو غنی کر دیا یا آپ کے قلب میں قناعت پیدا کر کے آپ کے دل میں غنا ڈال دیا اور آپ کو یتیم پایا تو آپ کے چچا کو مہربان کر کے اُن کے گھر میں آپ کی سکونت کر دی۔ بعض نے کہا کہ آپ کو

اللہ کی طرف رجوع کر دیا، بعض نے کہا کہ آپ کو بے مثل پایا تو اپنا بنالیا۔ بعض اس طرح تفسیر بیان کرتے ہیں کہ کیا آپ کو نہ پایا کہ آپ کے سبب گمراہوں کو ہدایت دی اور فقیر کو آپ کے سبب غنی کیا اور یتیم کو آپ کے سبب جائے پناہ ملی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں۔

اور معروف و مشہور تفسیروں کے مطابق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسی حال میں نہ چھوڑا خواہ آپ کی صغریٰ (بچپن) ہو یا آپ کے افلاس و یتیمی کی حالت ہو قبل اس کے کہ آپ اپنے آپ کو پچپانیں نہ آپ کو چھوڑا اور نہ آپ کو دشمن بنایا بھلا اب جبکہ آپ کو مرتبہ خصوصی مرحمت فرمایا اور اپنا پسندیدہ بنالیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

ششم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں آپ پر کی ہیں اُن کے اظہار کا حکم دیا اور جو بزرگیاں آپ کو مرحمت ہوئی ہیں اُن کے شکر پذیر ہونے اور اعلان کرنے کا حکم دیا آپ کے ذکر کو اس آیت سے مشہور کیا

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

نعمت کا شکر یہی ہے کہ اُس کی تحدیث یعنی چرچا کیا جائے یہ حکم حضور اکرم ﷺ کے لئے خاص ہے لیکن امت کے لئے عام ہے۔

سورۃ الضحیٰ شرح

سورۃ الضحیٰ کی طرح اس کے بھی ہر جملے میں علوم کے دریا بہہ رہے ہیں یہاں پر صرف جملہ اولیٰ کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ سورۃ کے جملہ اولیٰ کے لفظ ”ص“ سے **حضور اکرم ﷺ** کا قلب اطہر مراد لیا ہے اور قلب اقدس کی وسعت کا بیان طاقت انسانی سے باہر ہے اس لئے کہ آپ کا سینہ مبارک وہ ہے جس میں اسرار الہیہ اور معارف ربانیہ اور علم و حکمت کے ہزار علوم و عرفان بے حد اور بے کنار سمندر لہر رہے ہیں جنہیں وہ جانے یا ان کا کریم اس کی بحث طویل کو چھوڑ کر فقیر دو بزرگوں کی ایک تقریر پر اکتفا کرتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولانا عبدالحق حقانی حضور اکرم ﷺ کے سینہ اقدس کو ایک رفیع الشان محل سمجھنا چاہیے جس میں بارہ کمرے ہیں اور ہر کمرے میں ایک مجلس ہو اور مجلس کے حاکم اعلیٰ آپ ﷺ ہوں جس کی توضیح یہ ہے

کمرہ اول

اس میں ایک عظیم الشان شہنشاہ تشریف فرما ہیں کہ روئے زمین کے بڑے بڑے بادشاہان عرب و عجم، روم و شام، ایران و ہند وغیرہ ممالک کے دست بستہ ان کے سامنے حاضر ہیں اور تدابیر مملکت قوانین جہاندارى امور سلطنت وغیرہ ان سے دریافت کر رہے ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں اس کو وہ سر آنکھوں پر رکھتے ہیں اور ان جملہ بادشاہوں کے بادشاہ کون ہیں؟ نبی اکرم، نور مجسم، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔

کمرہ دوم

اس میں ایک عظیم القدر جلیل الشان حکیم تشریف فرما ہیں کہ دنیا بھر کے حکماء ان کے سامنے دست بستہ حاضر ہیں۔ علوم سیاست، تدبیر منزل، درستی آداب و اخلاق اور دیگر علوم حکمیہ کا استفادہ کر رہے ہیں اور وہ استادِ کل۔ معلم علم و حکمت ﷺ ہر ایک کو اس کی استعداد فہم کے مطابق تعلیم فرما رہے ہیں۔

کمرہ سوم

اس میں ایک جلیل القدر عظیم الشان قاضی القضاۃ بڑی تمکنت اور وقار کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور ان کے سامنے دنیا بھر کے قاضی (جج) معاملہ فہم، موجود قوانین سیاسید و نویسیہ حاضر ہیں اور آپ کے فیصلہ جات اور ارشادات کو اپنا دستور العمل بنا رہے ہیں وہ قاضی القضاۃ بھی حضور ہی ہیں ﷺ۔

کمرہ چہارم

اس میں ایک مفتی تبحر مسند افتاء پر تشریف فرما ہیں اور علوم و فنون کے دریا جو اس کے سینہ اقدس میں موجزن ہیں رواں ہیں اور دنیا بھر کے محدثین، مفسرین، متکلمین، مقررین، مقررین اس کے سامنے ہیں اور سب کے سب اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس چشمہ علم و حکمت سے سیراب ہو رہے ہیں وہ مفتی تبحر بھی سید اکائات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔

کمرہ پنجم

اس میں ایک محتسب باوقار مسند حکومت پر رعب و جلال سے تشریف فرما ہیں اور احکام الہی سے نافرمانی کرنے والوں کو سزائیں دلوار ہے ہیں، کہیں زانی سنگسار ہو رہا ہے اور کہیں چور کے ہاتھ کاٹے جا رہے ہیں، سکرانے کے استعمال کرنے والوں پر درے پڑ رہے ہیں اور ظلم و تعدی کرنے والوں کو سزائیں ہو رہی ہیں، شہوات اور فسق و فجور کے رسوم مٹائے جا رہے ہیں، دغا بازوں، مکاروں اور فریبیوں پر سرزنش ہو رہی ہے، راشی اور مرتشی حکام سے باز پرس ہو رہی ہے یہ صاحب وقار محتسب بھی جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔

کمرہ ششم

اس میں ایک جلیل القدر رفیع الصوت، خوش الحان قاری جلوہ افروز ہیں اور دنیا بھر کے قاری اس کے سامنے سر نیاز جھکائے ہوئے دست بستہ حاضر ہیں۔ فن تجوید، قرأت، سبوح اور قواعد و قوانین لب و لہجہ وغیرہ کی تعلیم ہو رہی ہے یہ عظیم الشان قاری بھی آپ ہی ہیں ﷺ۔

کمرہ ہفتم

اس میں ایک عابد و زاہد دنیا و مافیہا سے بے نیاز تشریف فرما ہیں۔ صبح و شام رات و دن میں ایک گھڑی تو کیا ایک سانس بھی غفلت سے نہیں گزارتے۔ ہر وقت تسبیح و تہلیل اور اوراد و وظائف فرائض و نوافل، ادعیہ صبح و شام میں مشغول و مصروف ہیں اور دنیا بھر کے عابد و زاہد اس کے حضور حاضر ہیں۔ عبادت و ریاضت اور طریقت کے اصول و طریق وغیرہ حاصل کر رہے ہیں اور وظائف صبح و شام اور اوراد و اشغال کی تعلیم ہو رہی ہے یہ عابد و زاہد بھی حضور سرور کائنات ہی ہیں ﷺ۔

کمرہ ہشتم

اس میں ایک عارف کامل تشریف فرما ہیں کہ ذات و صفات کے اسرار اور عالم ناسوت و ملکوت کے حقائق اس کے دل پر منکشف ہیں اور تمام دنیا کے عارف اس کے حضور عاجز و انکسار سے حاضر ہیں اور حقائق و معارف اسرار و رموز کی تعلیم ہو رہی ہے۔ یہ عارف کامل بھی وہی معدن اسرار حضرت نبی اکرم ہی ہیں ﷺ۔

کمرہ نہم

اس میں ایک واعظ، عالم و فاضل منبر اطہر پر جلوہ افروز ہے اور لوگوں کی ارواح اور قلوب کو اپنے کلام مقدس کی تاثیر و انوار سے مسرور و منور کر رہا ہے کسی کو ثواب عظیم اور اجر جزیل کی ترغیب سے راہ راست پر لا رہا ہے اور کسی کو عذاب قبر اور جہنم کے المناک حالات سنا کر توبہ کر رہا ہے۔ ہزاروں دارِ آخرت کے درجات اور حیاتِ جاودانی کے برکات سن کر ایمان لا رہے ہیں اور ہزاروں بدکار عذاب قبر اور دوزخ کی سزاؤں کے حالات سن کر اپنی بدکاریوں پر نادم ہو کر توبہ کر رہے ہیں دنیا بھر کے عالم فاضل اور واعظ اس کے حضور دست بستہ حاضر ہیں اور طریق و وعظ وغیرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ واعظ اور عالم علم لدنی بھی حضور اکرم ہیں ﷺ۔

کمرہ دہم

اس میں ایک مرشد کامل، صاحب طریقت و صاحب دل تشریف فرما ہے جس کی نگاہ خاک کو کیمیا کر رہی ہے۔ ہزاروں نامراد بامراد اور ہزاروں ناشاد شاد ہو رہے ہیں۔ کہیں چور قطب بن رہے ہیں اور کہیں قطب غوث بن رہے ہیں، تمام دنیا کے مرشد کامل اس کے حضور حلقہ بگوش ہیں۔ ہر ایک کی استعداد کے مطابق اسے سیراب کیا جا رہا ہے وصول الی اللہ کے رستے حجابات دور کرنے کے طریقے، مقامات، احوال، مراتب، توجہ، تاثیر، ذوق و شوق، وجد و رقص، فنا و بقا وغیرہ کی تعلیم ہو رہی ہے۔ یہ مرشد کامل بھی حضور ہی ہیں ﷺ

کمرہ یازدہم

اس میں ایک اولوالعزم، رفیع الشان، خاتم نبوت، صاحب کتاب رسول مکرم تشریف فرما ہیں اور تمام رسول حضرت ابراہیم واسحق و یعقوب و داؤد و سلیمان و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام ان کے ارد گرد تشریف رکھتے ہیں اور خاتم النبیین ان کی شریعتوں کے احکام گھٹا بڑھا رہے ہیں۔ وہ رسول مکرم خاتم النبیین بھی جناب محمد مصطفیٰ ہی ہیں ﷺ

کمرہ دوازدہم

اس میں ایک پیکر نور، حسن ازل، نازنین محبوب کعبے کی مانند تشریف فرما ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کی تجلی نے اس گلبدن کے بدن اطہر کو اپنا مظہر و مسکن ٹھہرایا ہے۔ حسن ازل کے انواروں نے اس کو روشن کر کے خدا کی شان محبوبیت اس میں جلوہ گر رکھی ہے اور وہ اپنی محبت کی کشش سے لوگوں کے دلوں کا شکار کر رہا ہے اور لاکھوں اس ازلی حسن کے عاشق بڑی دور سے بغیر امید کسی منفعت اور بدون کسی خواہش کمال کے فقط دیدار کے بھوکے دیوانوں کی طرح دوڑے چلے آتے ہیں اور اپنی پیشانیاں اس کے فیض کے آستانے پر گھستے ہیں اور اس کے جمال کی ایک جھلک کے مشتاق ہیں اور یہ مرتبہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوا ہے مگر اسی محبوب کے صدقے سے بعض کو تھوڑا حصہ اس محبوب کی محبوبیت سے حاصل ہوا ہے اور جن کو اس محبوبیت سے حصہ ملا ہے مخلوق کا جھکاؤ ان کی طرف ہو گیا ہے اور وہ محبوب ازلی بھی جناب سرور کائنات، حبیب خالق کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں۔

اگر کسی کو ان بارہ مجلسوں میں کسی قسم کا شک و شبہ ہو تو وہ خوب غور کر لے اور سوچے کہ ان سب کاموں کی اصل کہاں سے ہے تو بے شک اس کو یقین آجائے گا کہ یہ سب کارخانہ ایک جھلک ہے کمال محمدی ﷺ کے انواروں میں سے جیسے جڑ کی تازگی سے شاخ شاخ اور پتا پتا سرسبز رہتا ہے اور جیسے دریا سے نہریں نکل کر چاروں طرف جارہی ہوتی ہیں اسی طرح حقیقت میں سینہ بے کینہ جناب سرور عالم ﷺ منبع اور مخزن ہے تمام کمالات ظاہری اور باطنی کا۔ نور محمدی ﷺ کا

فیض فوارے کی مانند چشموں کی طرح جاری ہے اور کائنات کے ہر فرد کو سیراب کر رہا ہے۔ (تفسیر عزیزی و حقانی ملخصاً)

سورۃ الحجرات

سورۃ النحیٰ والم نشرح کی طرح اس سورۃ کے مضامین بھی بحر بے کنار ہیں بالخصوص حضور سرورِ عالم ﷺ کے کمالات کے بیان تو ٹھانھیں مارنے والے سمندر کی طرح ہیں۔ طوالت سے بچ کر چند آیات کی طرف شانِ نزول پر اکتفا کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱ کا شانِ نزول تفاسیر میں یوں ہے کہ بعض صحابہ نے بقر عید کے دن حضور اکرم ﷺ سے پہلے یعنی نمازِ عید سے قبل قربانی کر لی یا بعض صحابہ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزے شروع کر دیتے تھے ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ

مفسرین فرماتے ہیں کہ آیت سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی بے ادبی حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ ان حضرات سے حضور اکرم ﷺ پر پیش قدمی کی تو فرمایا گیا کہ اللہ و رسول پر پیش قدمی نہ کرو نیز یہ راستہ چلنے بات کرنے، کسی چیز میں بھی حضور اکرم ﷺ سے آگے بڑھنا منع ہے۔

آیت نمبر ۲ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جو کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے انہیں حکم ہوا کہ اس بارگاہ میں آواز پست رکھو۔ حضرت ثابت اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد خانہ نشین ہو گئے بارگاہِ نبوی میں حاضر نہ ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد سے پوچھا جو حضرت ثابت ابن قیس کے پڑوسی تھے انہوں نے ثابت ابن قیس سے پوچھا وہ بولے میں تو دوزخی ہو چکا ہوں میری آواز اونچی ہو گئی تھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان سے کہہ دو کہ وہ جنتی ہیں نیز معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی ادنیٰ بے ادبی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہیں تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ نہ ان کے حضور چلا کر بولو نہ انہیں عام القاب سے پکارو جن سے ایک دوسرے کو پکارتے ہو چچا، ابا، بھائی، بشر نہ کہو رسول اللہ، شفیع المذنبین کہو۔

آیت نمبر ۳ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کہ یہ حضرات پچھلی آیت اترنے کے بعد نہایت ہی دھیمی آواز سے گفتگو کرتے تھے۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ تمام عبادات بدن کا تقویٰ اور حضور اکرم ﷺ کا ادب دل کا تقویٰ ہے اللہ نصیب کرے۔
 آیت نمبر ۵ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت وفد بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں
 دوپہر کے وقت پہنچے جب کہ حضور آرام فرما رہے تھے ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضور اقدس ﷺ کو پکارنا شروع
 کیا، حضور تشریف لے آئے تب یہ آیت کریمہ اتری یعنی انہیں چاہیے تھا کہ صبر سے باہر بیٹھتے جب آپ خود ہی تشریف
 لاتے تو عرض و معروض کرتے۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی بادشاہوں کے درباری آداب انسانی ساخت ہیں مگر حضور ﷺ کے
 دروازے شریف کے آداب رب نے بنائے رب نے سکھائے۔ نیز یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جن
 وائس و فرشتے سب پر جاری ہیں۔ فرشتے بھی اجازت لے کر دولت خانہ میں حاضری دیتے تھے پھر یہ آداب ہمیشہ کے
 لئے ہیں خیال رہے کہ یہاں اکثر بمعنی کُل ہے۔

مزید تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر فیوض الرحمن ترجمہ تفسیر روح البیان کا مطالعہ فرمائیے۔

بیٹھتے اُٹھتے حضور پاک سے
 التجاء و استعانت کیجئے

دل لغات

التجاء، آرزو کرنا۔ استعانت، مدد طلب کرنا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ سے اُٹھتے بیٹھتے اپنے جملہ امور کے لئے بہتری کی آرزو اور مدد طلب کرتے رہیے۔

کرامت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی یہ کرامت ہی ہے کہ اب ہم اکثر اہل سنت کے منہ سے اُٹھتے بیٹھتے اکثر سنتے ہیں
 ”یا رسول اللہ ﷺ“ بلکہ دورِ حاضرہ میں سنی و غیر سنی کا امتیاز ہی یا رسول اللہ کا اقرار و انکار ہے اور قدرتِ ایزدی ہی ہے کہ
 اہل سنت کو اس بابرکت نعرہ سے غیبی مدد ہو ہی جاتی ہے۔

حکایت و لطیفہ

بعض سنی کچھ ایسے اس نعرہ کے عاشق ہیں کہ گویا ان کا وظیفہ بھی ”یا رسول اللہ“ ہے۔ ایک وہابی دیوبندی بھی پڑوس

میں رہتا تھا وہ سنی کو روکتا تھا کہ میرے سامنے نہ کہا کریں میرا دل دکھتا ہے۔ سنی نے کہا میں مجبور ہوں میں جب تک یا رسول اللہ نہ کہوں مجھے چین نہیں آتا۔ وہابی دیوبندی نے سنی پر دعویٰ دائر کر دیا کہ میں جب اس کے سامنے گزرتا ہوں یہ شخص مجھے گالی دیتا ہے۔ سنی کو افسر ضلع نے بلوا کر کہا تم اسے گالی کیوں دیتے ہو عرض کی اس سے پوچھو کہ میں اسے کون سی گالی دیتا ہوں۔ وہابی نے کہا مجھے دیکھ کر کہتا ہے یا رسول اللہ۔ افسر ضلع نے وہابی کو دھکے دے کر کچہری سے باہر نکال دیا۔

لطیفہ

جب ہم اہل سنت نے یا رسول اللہ کی کثرت کی تو مخالفین نے کہنا شروع کیا کہ ہم نے یا رسول اللہ ﷺ نہیں کہنا کسی نے انہیں کہا ادھر تو پہلے خود کہتے ہو یا رسول اللہ پھر کہتے ہو یا رسول اللہ نہیں کہنا۔ یہ اعتراض تمہارے اُٹھنے کا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ منکر نے سو بار یا رسول اللہ کہنے سے انکار کیا لیکن قدرت نے اسے کہلوا کے چھوڑا دیگر اوقات میں نہ سہی تو نمازوں میں لازماً۔

نکتہ

عوام فرائض نمازوں کی ادائیگی سے محروم ہیں یہ ان کی بد قسمتی ہے لیکن یہی کہا جائے گا کہ وہ مجرم ہیں انہیں گستاخ و بے ادب کوئی نہ کہے گا۔ اس کے باوجود وہ اپنے رسول ﷺ کو دکھ درد کے وقت کہتے ہیں ”یا رسول اللہ“ لیکن مخالفین انہیں مشرک و کافر گردانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کو بھی یا نبی یا نبی کہلوا دیا اور وہ ایک بار نہیں بلکہ بار بار اس طرح کہ ان کو نماز کا عاشق بنا دیا اور فرائض کے علاوہ نوافل بھی بکثرت پڑھنے لگے تاکہ بہشت اور حوروں کے مزے اُڑائیں۔ اس طرح سے وہ اپنی ہر نماز میں التحیات میں پڑھیں ”السلام علیک ایہا النبی“ کا دوسرا مفہوم وہی ہے جو اہل سنت کا منشور ہے

بیٹھے اُٹھتے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

ازالہ وہم

یہاں سے یہ سمجھنا کہ یہ نعرہ یا رسول اللہ امام احمد رضا قدس سرہ کا ایجاد کردہ ہے بلکہ یہ تو خود حضور اکرم ﷺ کے دور میں صحابہ کرام کا پھر تابعین اور تبع تابعین ہر صدی میں تھا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ”ندائے یا رسول اللہ“ اور بحمد اللہ جس نے بھی پکارا یا رسول اللہ اس کی ہر تکلیف دور ہوئی۔

بخار تل گیا

محمد بن محمود علیہ الرحمۃ کو بخار ہو جاتا تھا انہوں نے ایک دن کتاب الشفاء سینے پر رکھ کر عرض کی
تحسبت بک یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول میں نے آپ پر بھروسہ کیا
 یکدم بخار اتر گیا۔ (حجۃ اللہ ص ۲۲۰)

تکڑا مانگنے والے بھشت مانگو

ایک صالح نے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی
یا رسول اللہ انی جائع اے اللہ کے رسول میں بھوکا ہوں
 وہیں پر ایک سید صاحب آئے اے اپنے ساتھ لے گئے کھانا کھلایا پھر فرمایا
اخی لو طلبت الجنة او المغفرة او الرضا (حجۃ اللہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۸)

اے برادر شہنشاہ رسالت سے پارہ نان مانگنا کم ہمتی ہے اگر تم آپ سے جنت مغفرت اور رضا الہی مانگتے تو بہتر ہوتا۔

ہر مقصد میں کامیابی

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے کہا جو شخص ستر مرتبہ **صلی اللہ علیک یا رسول اللہ** پڑھتا ہے تو اللہ کا فرشتہ اسے پکار کر
 کہتا ہے تجھ پر اللہ کا درود ہو آج تیری ہر مراد پوری ہوگی۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۴۳۰، انوار المحمدیہ صفحہ ۶۰۱)

مہمان نوازی

حضرت یاسین بن ابی محمد یہ علیہ الرحمۃ نے کہا ہم مدینہ طیبہ سے ”وادی القراء“ پہنچے۔ بھوک نے سخت ستایا تو ایک
 ساتھی نے عرض کی

یا رسول اللہ نحن جیاع ونحن فی ضیافتک یا رسول اللہ ہم بھوکے ہیں آپ کے مہمان ہیں۔
 فی الفور مدینہ طیبہ کی روٹیاں دستیاب ہو گئیں۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۴۲۹)

یا رسول اللہ وہائی آپ کی
 گوشمال اہل بدعت کیجئے

حل لغات

دوہائی، فریاد، بچاؤ، پناہ۔ گوشمال، کان اینٹھنے کی سزا، کان اینٹھنا۔ اہل بدعت، منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ جیسے
 نجدی وہابی، دیوبندی و دیگر جملہ گمراہ فرقے جیسے نیچری، منکرین حدیث اور روافض، مرزائی وغیرہ وغیرہ۔

شرح

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی دہائی پناہ اور آپ سے فریاد ہے تشریف لا کر تمام اہل بدعت کے کان کھینچے تاکہ یہ نامراد اپنے غلط عزائم میں کامیاب نہ ہوں بلکہ معتزلہ کی طرح مرثیں۔

اہل بدعت کون ہیں

وہ فرقے جو اہل سنت کے عقائد کے خلاف ہیں سابق دور میں جبریہ، قدریہ، مجسمہ، خوارج، معتزلہ، سلفیہ، رافضیہ دورِ حاضرہ میں مرزاسیہ، روافض، وہابیہ، دیوبندیہ، نیچریہ، پرویزیہ وغیرہ وغیرہ۔

حضور اکرم ﷺ سے اس لئے عرض کیا گیا ہے کہ آپ اس وقت بھی جسے جیسے سزا دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔

غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے
زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے

شرح

اے جملہ عالم کے غوثِ جیلانی محبوبِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے فریاد ہے آپ ہی تشریف لا کر اپنے دور کی طرح پھر دین و ملت کو جملہ بدنذاہب کو پاک فرما کر دین کو نئی زندگی بخشیں اس لئے کہ آپ نے پہلے بھی اپنی ظاہری زندگی میں دین کو زندہ فرمایا تھا اس لئے آپ کا لقب محی الدین ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا

آنکہ زوگشت زندہ دین متین قطبِ اقطاب شیخِ محی الدین

آپ قطبِ الاقطاب ہیں اور لقبِ مبارک محی الدین ہے آپ ہی کی بدولت دین اسلام کو دوبارہ زندگی عطا ہوئی۔ آپ کی سوانحِ عمری میں یہ واقعہ بہت مشہور ہے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں جب کسی نے آپ سے پوچھا کہ محی الدین آپ کا لقب کس وجہ سے ہوا فرمایا کہ میں ایک دفعہ سفر سے بغداد کو ننگے پاؤں واپس آ رہا تھا کہ ایک مریض (جس کا رنگ زرد اور بدن نہایت نحیف تھا) ملا اور کہا کہ براہِ مہربانی سہارا دے کر مجھے بٹھا دیجئے کیونکہ مجھ میں بیٹھنے کی طاقت نہیں میں نے اسے سہارا دے کر بٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ وہ بالکل شفاء یاب ہو گیا وہ ضعف نہ رہا اور نہ زردی وہ ایک قوی ہیکل خوبصورت جوان نظر آتا تھا اس نے پوچھا کہ آپ نے مجھے پہچانا میں نے کہا نہیں فرمایا میں دین ہوں نہایت خستہ حال غریب الغریب تھا جیسے آپ نے دیکھا اب آپ کی برکت سے خدا تعالیٰ نے مجھے زندہ کر دیا۔

اس کے بعد جامع مسجد میں گیا تو ایک شخص مجھے ننگے پاؤں دیکھ کر جوتا لایا اور سیدی محی الدین کہہ کر پکارا جب میں

نماز سے فارغ ہوا تو چاروں طرف سے لوگ محی الدین کہتے ہوئے میرے ہاتھ پر بوسہ دینے کے لئے دوڑے حالانکہ اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا اور یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ یہی میرا نام بن گیا (تکملہ امام یا فعی) قصیدہ غوثیہ شریف میں خود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اعلامی علی راسی الجبال

انا الجبلی محی الدین اسمی

میں جبلی (گیلاں کا رہنے والا ہوں) اور محی الدین میرا نام ہے میرے نشانات پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

سوال

زندہ کرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے پھر یہ کام غیر اللہ کے لئے شرک ہے۔

جواب

واقعی زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن یہاں مجازاً کہا گیا ہے بوجہ اس سبب کے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں دین کو ایک نئی زندگی ملی اور مجادات کلام عرب میں عام ہیں مثلاً کہا جاتا ہے ”انبت الربیع البقل“ بہار نے سبزہ اُگایا حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ سبزہ اُگانا، پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن بہار چونکہ اس کے اُگنے کا سبب ہے اسی لئے اس کی طرف اُگنے کی نسبت مجازاً کی گئی ہے۔ ایسے ہی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھے کہ آپ خادم دین ہیں جس طرح درخت کو پانی سرسبز کرتا ہے اسی طرح دین کی اشاعت دین کو زندہ رکھتی ہے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح اشاعت دین فرمائی وہ آپ ہی کا حصہ ہے اس کی تفصیل فقیر کی حدائق بخشش کی اسی شرح کی جلد اول میں ملاحظہ ہو۔

یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہی
اولیاء کو حکم نصرت کیجئے

حل لغات

منتہی، اسم مفعول لیکن یہاں مصدر کے معنی میں ہے

شرح

اے اللہ کریم (جل جلالہ) تجھ تک تو ہی تمام انبیاء و اولیاء کا انتہا ہے فلہذا تو ہی اولیائے کرام کو حکم فرما کہ وہ ہماری مدد فرمائیں۔

اس شعر میں وہابیوں سے ان تمام واہبات و تہانات کا قلع قمع فرمایا ہے جس میں وہ صاف کہتے ہیں کہ اہل سنت انبیاء و اولیاء کو سب کچھ مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کا درمیان میں کوئی واسطہ نہیں حالانکہ یہ اہل سنت کا عقیدہ نہیں یہ وہابیوں و یوں بند یوں کا گھڑا ہوا ہے۔ ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کی جملہ شانیں اور فضائل و کمالات اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں اور اسی کے اذن سے انبیاء و اولیاء تصرف فرماتے ہیں جیسا کہ امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ما اعطیکم ولا اضعکم انا قاسم اضع حیث امرت۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳)

میں نہ تمہیں دیتا ہوں نہ چھوڑتا ہوں میں تو بانٹنے والا ہوں وہیں رکھتا ہوں۔

امام مسلم نے حدیث ”انما انا قاسم“ روایت کی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں معناه أن المعطى حقيقة هو الله تعالى ولست أنا معطيا وانما أنا خازن على ما عندی ثم أقسم ما أمرت بقسمته على حسب ما أمرت به فالأمر کلها بمشيئة الله تعالى وتقديره والانسان مصرف مربوب۔ (شرح مسلم شریف کتاب الزکوٰۃ، صفحہ ۳۳۳)

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ دینے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے میں دینے والا نہیں ہوں خدا نے مجھے خازن بنایا ہے میں اسی کے حکم کے ماتحت اس کی تقسیم کرتا ہوں سب معاملے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہیں۔ یہی کیفیت جملہ انبیاء و اولیاء کی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نکالنا بھی غلط ہے کہ وہ حضرات عام ماذون و مختار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نبوت و ولایت کی عطا پر عام اختیار و تصوف کی بھی اجازت بخشا ہے۔ تفصیل کے لئے فقیر کی تصنیف ”التصرفات“ کا مطالعہ کیجئے۔

میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

شرح

میرے آقا حضرت سیدی اچھے میاں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آپ کا مرید اور غلام رضا (اہل سنت) اچھا ہوا اس کے لئے کوئی اچھی تدبیر بنائیے۔

اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جیسا کہ بار بار عرض کیا گیا ہے سیدنا اچھے میاں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جد طریقت سیدنا شاہ آل احمد ہیں اور اچھے میاں آپ کا لقب مبارک ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا انہیں اپنے اچھے ہونے کی استدعا کی ہے اور یہ عقیدہ اہل سنت کے عین مطابق ہے بلکہ صوفیہ کرام کی اصطلاح پر ہر شیخ طریقت اپنے مریدین کی روحانی ہر کیفیت سے باخبر اور آگاہ ہے اور یہ عقیدہ فضلاء دیوبند کے مشائخ اور ان کے مرشدان طریقت کا ہے۔

نعت

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

دل لغات

زمین، وہ خاک کی کرہ جس پر ہم رہتے ہیں، دھرتی، دنیا، خطہ، ملک، خاک، بنیاد، تہ، غزل کی ردیف، قافیہ یا وزن، بحر، کپڑے یا کاغذ کارنگ یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ زمان، وقت، عرصہ، رُت۔ مکین، مکان میں رہنے والا۔ مکان، رہنے کی جگہ، گھر۔ چنیں و چناں، ایسی ایسی باتیں۔ دو جہاں، دنیا و آخرت کے جہان لیکن یہاں مطلق جہان مراد ہیں یعنی جملہ عوالم ہر ذرہ ہزار یا اس سے کم و بیش۔

شرح

زمین کے متعلق حتمی فیصلہ نہیں کہ وہ سات ہوں کیونکہ قرآن مجید میں ”مٹکھن“ ہے اس سے قطعیت ثابت نہیں ہوتی ظلیات سے ہے لیکن یہ ظلیات بھی یقیناً کی طرح ہے اسی لئے جمہور اہل اسلام کا مذہب ہے کہ یہ سات طبقے ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں۔ ہر طبقہ کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر طبقہ میں مخلوق ہے۔ ضحاک نے اختلاف کیا ہے لیکن امام قرطبی نے فرمایا کہ جمہور کا مذہب حق اور صحیح ہے۔ احادیث مبارکہ کی تائید اسی کو حاصل ہے یہ شعر بلکہ ساری غزل حدیث لولاک کی تفصیل ہے۔ فقیر اویسی غفرلہ نے اس حدیث شریف کی تحقیق میں رسالہ ”شرح حدیث لولاک“ لکھا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی ایک تصنیف مبارک ہے بنام ”تلا لا الا فلاک“

بجلا ل حدیث لولاک ”المجمل علی کل حدیث“ (عربی، اردو) مسودہ ”حدیث لولاک کا ثبوت“ فقیر اس کی زیارت سے محروم ہے۔ اس حدیث شریف کے متعلق جملہ اہل اسلام اسلاف صالحین متفق ہیں کہ یہ معنوا

منفہوماً صحیح ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جملہ عوالم کے ایجاد کا سبب بنایا ہے جس پر بے شمار شواہد احادیث و اقوال سلف و خلف موجود ہیں۔ ادوار سابقہ میں خوارج و غیر ہم نے فضائل و کمالات کا انکار کر ڈالا اب ان کے تصورات کو زندہ کرنے کے لئے اکثر کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کا جدید فرقہ ”وہابی نجدی، دیوبندی غیر مقلدین اور مودودی وغیرہا“ کو انکار ہے حدیث لولاک بھی اسی زد میں ہے بلکہ ان کے جہلاء نے علمی رعب جھٹاتے ہوئے کہہ دیا کہ سرے سے لفظ افلاک ہے ہی غیر فصیح وغیرہ وغیرہ حالانکہ اس کا اطلاق قرآن مجید کی آیات میں بھی آیا ہے اور یہ اسماء و سموات کا غیر اور یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں چنانچہ قاموس میں ہے

**الفلك متحرکة مدار النجوم والجمع افلاک والمنجمون يقولون انه سبعة اطواق دون السماء و
کذا فی تاج العروس**

فلک ستاروں کے مدار کو کہتے ہیں اور اس کی جمع افلاک ہے اور اہل نجوم کہتے ہیں کہ فلک آسمان کے نیچے سات چکر ہیں اور اسی طرح تاج العروس میں بھی ہے۔

یہ کتب لغت ہیں مفسرین کے اقوال بھی اہل لغت کی تائید میں ہیں چنانچہ تفسیر قرطبی میں ہے

قال الحسن الشمس والقمر والنجوم فی فلك بین السماء والارض

سورج، چاند اور ستارے فلک میں ہیں جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

مزید حوالہ جات و تحقیق فقیر کے رسالہ مذکورہ میں ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۖ (پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۲۹)

وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔

یعنی کانیں، سبزے جانور، دریا، پہاڑ جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے دینی و دنیوی نفع کے لئے بنائے دینی نفع اس طرح کہ زمین کے عجائبات دیکھ کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت کی معرفت ہو اور دنیوی منافع یہ کہ کھاؤ پیو آرام کرو اپنے کاموں میں لاؤ۔

فائدہ

اس آیت سے ثابت ہوا کہ زمین و ما فیہا بندوں کے لئے پیدا فرمایا تو اس قاعدہ پر کہ اگر کہہ دیا جائے کہ جملہ عالمین اپنے محبوب ﷺ کے لئے پیدا فرمایا تو کون سا حرج ہے جبکہ آیات مبارکہ میں اس کی تصریح بھی ہے۔ علاوہ ازیں

آیاتِ تنخیر، **سرخ** لام تخصیص یا نفع کی ہے سے بھی یہی مقصد ہے اور علم کلام کا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال معلومہ بالا غراض والعلل سے منزہ ہیں تو جب اللہ تعالیٰ کو تخلیق عوالم سے اپنا کوئی فائدہ اور غرض ہے کیونکہ وہ نفع و غرض سے منزہ ہے تسلیم کرنا پڑے گا کہ عالمین کی تخلیق کسی کے لئے ہے اور وہ اس کا حبیب ﷺ ہے اس لئے علماء کرام نے فرمایا عالمین کی تخلیق کی علت نمائی حضور اکرم ﷺ ہیں۔

فیصلہ

اللہ تعالیٰ کو کسی شے کی ضرورت نہیں نہ ہی وہ کسی عبادت وغیرہ کا منتظر ہے (معاذ اللہ) کوئی ہو تو وہ بھی خدا (تعالیٰ) ہے اور کوئی نہ ہو تو تب بھی وہ خدا (تعالیٰ) ہے۔ حدیث شریف میں ہے

وكان الله ولم يكن معه شيء واحد ن كما كان

اللہ تعالیٰ تھا اس کے ساتھ کوئی شے نہیں اور اب بھی اسی طرح ہے جیسے تھا یعنی تخلیق کائنات سے پہلے بھی وہی تھا اب بھی وہی ہے تو ثابت ہوا کہ جملہ عالمین اپنے لئے نظارہ حبیب ﷺ کے لئے پیدا فرمائے جیسا کہ احادیث میں ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے

لولاك ما خلقت الجنة ولولاك ما خلقت النار

(۲) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ”لولاك ما خلقت الدنيا“ ہے چنانچہ دوسری اور چوتھی تفسیریں میں دونوں روایتیں مذکور ہوئیں۔

فائدہ

حضرت مولانا انوار اللہ حیدر آبادی خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمہما اللہ تعالیٰ یہ دونوں حدیثیں لکھ کر فرماتے ہیں یہاں معلوم کرنا چاہیے کہ آج کل جو غل مچ رہا ہے کہ ”لولاك لما خلقت الافلاك“ موضوع ہے یہ تسلیم بھی کیا جاوے تو اہل جرح کو اس سے فائدہ کیا۔ زمین، دریا، جنت، دوزخ، ثواب، عقاب جملہ آدمیوں کے جد بزرگوار بلکہ ساری دنیا جب بدولت آنحضرت ﷺ کے پیدا ہوئی تو افلاک کیا چیز ہے۔ دیکھ لو جنت، دوزخ بدولت حضرت محمد ﷺ کے پیدا ہونے کی حدیث کو حاکم، دیلمی، نسکی، ہلقینی نے روایت کیا ہے اور زمین و دریا پیدا ہونے کی حدیث کو ابن سعید اور

عزنی نے اور دنیا طفیلی ہونے کی حدیث کو ابن عساکر نے اور ثواب و عقاب کی حدیث کو ابن سبیع و عرفی نے اور خلق آدم علیہ السلام کی حدیث کو طبرانی، حاکم، بیہقی، ابن عساکر کو ابو نعیم ابو الشیخ بلقینی سبکی نے چنانچہ دوسری اور چوتھی تسلیس میں ان احادیث کا ذکر ہو چکا اور خصائص کبریٰ میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے

اخرج الحاکم والبیہقی والطبرانی فی الصغیر وأبو نعیم وابن عساکر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لما اقترف آدم الخطیئة قال یا رب بحق محمد لما غفرت لی قال وکیف عرفت محمد ا قال لأنک لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوباً لا إله إلا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضيف إلی اسمک إلا أحب الخلق إلیک قال صدقت یا آدم ولولا محمد ما خلقتک

روایت کیا حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب آدم علیہ السلام مرتکب خطا ہوئے عرض کی یا رب بحق محمد ﷺ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے ارشاد ہوا کہ تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا۔ عرض کیا جب تو نے مجھے پیدا کیا اور اپنی روح مجھ میں پھونکی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا کہ عرش پر ”لا إله إلا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا ہے اس سے میں سمجھ گیا کہ اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام تو نے ملایا ہوگا جو محبوب ترین خلق تیرے پاس ہے۔ ارشاد ہوا اے آدم علیہ السلام تم سچ کہتے ہو اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو نہ پیدا کرتا۔ انتہی

الحاصل ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ تمام عالم کا وجود آنحضرت ﷺ کا طفیلی ہے۔ اب کہئے افلاک اس سے کہاں نکل سکیں گے بلکہ خود افلاک کا نام بھی صراحۃً علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روایت میں آپ کا ہے جو دوسری تسلیس میں مذکور ہے اب باقی رہی یہ بات کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ موضوع ہے سو یہ بحث علمی ہے۔ اعتراض کرنے والے سب ایسے نہیں ہیں کہ اباحت علمیہ سے واقف ہوں بلکہ اکثر تو ایسے ہوں گے کہ لفظ حدیث کے معنی تک نہ جانتے ہوں گے ایسے لوگوں کا ایسے موقع میں مقصود کچھ اور ہی ہوتا ہے خیر الغیب عند اللہ۔ ابن جوزی نے تو اس حدیث کو موضوعات کی کتاب الفصائل میں ذکر نہیں کیا باوجودیکہ کمال تشدد ان کا ظاہر ہے کہ اکثر احادیث ضعیفہ کو بھی داخل موضوعات کر دیا ہے ہاں ملا علی قاری نے موضوعات الحدیث میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ ضعیفی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ معنی اس کے صحیح ہیں کیونکہ دیلمی کی روایت میں ”لولاک ما خلقت الجنة و

لولاک ما خلقت النار اور ابن عسا کر کی روایت میں ”لولاک ما خلقت الدنيا“ ہے۔

الحاصل

حدیث لولاک صحیح ہے گو الفاظ میں کسی قدر ضعف ہو۔

بنے دو جہان تیرے لئے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے **انوار احمدی** صفحہ ۳۵ تا ۳۸ میں لکھا کہ بعض روایات میں ہے حق جلّالہ اپنے حبیب کریم ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے

يا محمد انت نور نوري وسر سري و كنوز هدايتي و خزائن معرفتي جعلت فدا لك ملكي من العرش الى ما تحت الارضين كلهم يطلبون رضاي وانا اطلب رضاك يا محمد (تجلی الیقین)

اے محمد ﷺ تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کاراز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قربان کر دیا۔ عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ اے محمد ﷺ

زمین وزماں تمہارے لئے

امام ابن سبع وعلامہ عزفی سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ناقل ہیں

ان الله تعالى قال لنبيه من اجلك اسطح البطحاء واموج المروج وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا میں تیرے لئے بچھاتا ہوں زمین اور موجزن کرتا ہوں دریا اور بلند کرتا ہوں آسمان اور مقرر کرتا ہوں جزا و سزا۔ (ذکرہ الزرقانی فی الشرح)

ان سب روایات کا حاصل وہی ہے کہ تمام کائنات نے خلعت وجود حضور سید اکائنات ﷺ کے صدقہ میں پایا۔ اسی کو دوسری جگہ فرمایا

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

مکین و مکان تمہارے لئے

شرح بخاری حضرت امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں حدیث نقل فرماتے ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کی

الہی تو نے میری کنیت ابو محمد کس لئے رکھی؟ حکم ہوا اے آدم اپنا سر اٹھا۔ آدم علیہ السلام نے سر اٹھایا پردہ عرش میں محمد ﷺ کا نور نظر آیا عرض کی الہی یہ نور کیسا ہے فرمایا

هذا نور نبی من ذریعتک اسمہ فی السماء أحمد، وفي الأرض محمد، لولاه ما خلقتک

ولا خلقت السماء ولا أرضا

یہ نور اس نبی کا ہے جو تیری ذریت یعنی اولاد سے ہوگا اس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ آسمان و زمین کو پیدا کرتا۔

نیز اسی مواہب لدنیہ میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے باہر آئے ساقی عرش اور ہر مقام بہشت میں نام پاک محمد ﷺ کا نام الہی سے ملا ہوا لکھا دیکھا عرض کی الہی اس بیٹے کی حرمت سے اس باپ پر رحم فرما۔ ارشاد ہوا اے آدم اگر تو محمد ﷺ کے وسیلہ سے تمام اہل آسمان و زمین کی شفاعت کرتا ہم قبول فرماتے۔

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے

ہم آئے یہاں تمہارے لئے اُنھیں بھی وہاں تمہارے لئے

دل لغات

دہن (فارسی) منہ، وہاں کا مخفف، مکھ، زخم، چھید۔

شرح

جملہ مخلوق کی زبانیں (اے حبیب خدا ﷺ) آپ کے لئے ہیں اور سب کی جانیں بھی آپ کے لئے ہیں اور ہم یہاں دنیا میں آئے ہیں تو آپ کے لئے اور قیامت بھی اُٹھنا ہوگا تو آپ کے لئے۔

شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا

ثنائے محمد بود دل پذیر (ﷺ)

زباں تابود دردھن جائے گیر

مولانا نور محمد ایمن آبادی مرحوم کہتے ہیں

کھلے آنکھ صل علی کہتے کہتے

میں سو جاؤں مصطفیٰ کہتے کہتے

لطیفہ

چونکہ دیوبندیوں و ہابیوں نے اہل سنت کے امام احمد رضا فاضل بریلوی کو بدنام کرنے کی سعی میں ہر طرح کا حربہ

استعمال کیا ہے خواہ افتراء کر کے یا سومن جھوٹ بول کر۔ ایک کتاب دھماکہ شائع کی اس میں لکھا کہ بریلویوں کے مشہور نعت خواں نور محمد امین آبادی اپنے مجموعہ کلام میں لکھتے ہیں

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علی کہتے کہتے
حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے
خدا مل گیا مصطفیٰ کہتے کہتے

تردید دھماکہ

اس کے رد میں مولانا حسن علی رضوی میلی مدظلہ نے قہر خداوندی بردھماکہ دیوبندی میں لکھا کہ ان اشعار کے اندراج اور مولانا نور محمد کے نام منسوب کرنے میں کس قدر بے ایمانی کی گئی اس کا انکشاف تب ہوا جب ہم نے شیخ غلام حسین کتب فروش کشمیری بازار لاہور کا شائع کردہ کتابچہ ”نعت نور محمد“ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مصنف دھماکہ کی خیانتیں ملاحظہ ہوں نہ تو مولانا نور محمد صاحب مرحوم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے مرید ہیں نہ شیخ غلام حسین کے شائع کردہ کتابچہ پر مولانا نور محمد امین آبادی کا نام مذکور ہے البتہ

حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے

ضرور لکھا ہے جو سراسر غلط ہے مگر اس کی ذمہ داری اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر کیونکر آگئی؟ یا دوسرے بریلویوں کو کس طرح مورد الزام ٹھہرایا جاسکتا ہے اس نظم کا یہ مصرعہ اس طرح ہے

حبیب خدا کو مجتبیٰ کہتے کہتے

جو کسی غیر ذمہ دار یا بد عقیدہ کاتب کی غلطی یا بد عقیدگی کے باعث ”حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے“ لکھا گیا۔ اس مصرعہ میں حبیب خدا کا لفظ ہی بتا رہا ہے کہ شاعر حبیب خدا کا قائل ہے حبیب خدا کو خدا کہنے کا قائل نہیں ورنہ حبیب نہ کہتا لہذا ماننا پڑے گا کہ یہ مصرعہ حقیقتاً اس طرح ہے

حبیب خدا کو مجتبیٰ کہتے کہتے

ہر زبان پر ذکر مصطفیٰ ﷺ

ابو نعیم انس بن مالک اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ”دلائل النبوة“ میں راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

لما فرغت مما أمرني الله به من أمر السموات قلت يا رب إنه لم يكن نبي قبلي إلا وقد أكرمته

جعلت إبراهيم خليلًا وموسى كليمًا وسخرت لداود الجبال ولسليمان الريح والشياطين وأحييت
لعيسى الموتى فما جعلت لى قال أو ليس قد اعطيت افضل من ذلك كله لا اذكر الا ذكرت
معى. (الحديث)

جب میں حسب ارشاد الہی سیر سموت سے فارغ ہوا اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے رب میرے مجھ سے پہلے جتنے انبیاء تھے
سب کو تو نے فضائل بخشے ابراہیم کو خلیل کیا، موسیٰ کو کَلِیم، داؤد کے لئے پہاڑ مسخر کئے، سلیمان کے لئے ہوا اور شیاطین، عیسیٰ
کے لئے مُردے جلانے، میرے لئے کیا کیا؟ ارشاد ہوا میں نے تجھے ان سے افضل بزرگی عطا نہ کی کہ میری یاد نہ ہو جب
تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا جائے۔

اور اس کے سوا اور فضائل ذکر فرمائے۔ یہ لفظ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے یوں ہے۔ رب جلالہ نے فرمایا

ما أعطيتك خير من ذلك أعطيتك الكوثر وجعلت اسمك مع اسمي ينادى به في جوف السموات
(الى ان قال) وخبات شفاعتك ولم أخبأها للنبي غيرك

یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ کیا کہ
جوف آسمان میں اس کی ندا ہوتی ہے اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔

فائدہ

یہ مضمون مطابق آیت قرآن مجید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پارہ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔

احادیث مبارکہ

امام ابو نعیم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ سید عالم، نور مجسم ﷺ نے جبریل امین سے اس
آیت کے متعلق استفسار فرمایا یعنی یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ذکر کیسے بلند فرمایا جبریل امین نے عرض کی

اذا ذكرت ذكرت معى. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا بھی ذکر ہوگا۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ جہاں ذکر خدا ہے وہاں ذکر مصطفیٰ بھی ہے ذکر خدا ذکر مصطفیٰ کے بغیر بیکار ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ذکر عین ذکر الہی ہے اگر کوئی ذکر الوہیت کے ساتھ اقرار رسالت نہ کرے تو کافر ہے۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجد یو واللہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے
حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

رفع اللہ ذکرہ فی الدنیا والآخرة فلیس خطیب ولا متشهد ولا صاحب صلاة إلا ینادی أشهد أن لا
إله إلا اللہ وأشهد أن محمدا رسول اللہ. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

اللہ عز وجل نے حضور کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند فرمایا ہے۔ کوئی خطیب کوئی کلمہ پڑھنے والا اور نماز ادا کرنے والا ایسا نہیں ہے جو شہادت الوہیت کے ساتھ شہادت رسالت ادا نہ کرے۔

خطبات میں کلموں میں اقامت میں اذان میں ہے نام الہی سے ملا نام محمد ﷺ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل نے آکر عرض کی کہ رب جل و علا فرماتا ہے

قربت اسمک مع اسمی فلا اذکر فی موضع حتی تذکر معی

ہم نے آپ کے نام نامی کو اپنے نام سے ملایا پس نہ ذکر کئے جائیں گے ہم کسی جگہ یہاں تک کہ آپ ہمارے ساتھ ذکر کئے جائیں۔

چنانچہ یہی دونوں جہان میں معمول فرمایا گیا کہ جہاں اللہ کا نام ہے وہاں اس کے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کا نام ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اس کے پیارے حبیب کا ذکر ہوتا ہے کوئی کلمہ گو کوئی مصلیٰ کوئی متشهد کوئی موزن و خطیب ایسا نہیں جو اللہ کے نام اور اللہ کے ذکر کے ساتھ اس کے پیارے حبیب کا ذکر نہ کرتا ہو۔ پنج وقتہ اذان و اقامت و نماز و کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت و خطبہ وغیرہ اشیاء میں سوائے تین مقام عطسہ و ذبیحہ و آخر اذان کے سب جگہ برابر اللہ کے نام کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا نام پکارا جاتا ہے اور اللہ کے ذکر کے ہمراہ حضور کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خطبوں میں نمازوں میں اقامت میں اذان میں ہے نام الہی سے ملا نام محمد ﷺ

تمام آسمان حتیٰ کہ عرش معلیٰ اور تمام جنتیں اور ان کی اشیاء و حور و غلمان، اشجار و اثمار درو دیوار سب پر حضور کا نام نامی و اسم گرامی منقوش و کندہ ہے گویا یہ دلیل اس امر کی ہے کہ یہ سب اشیاء ملک محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور حضور سب کے مالک

و مختار ہیں بزار ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے جب میں آسمان پر بلایا گیا تو میں کسی آسمان پر نہ گزرا مگر اُس پر کلمہ طیبہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

منقوش پایا۔

طبرانی وغیرہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی کہ میری خطا کو صدقہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے بخش دے فرمایا تو نے محمد کو کیسے پہچانا عرض کی کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا

فرايت على قوائم العرش وفي رواية في كل موضع من الجنة مكتوباً لا اله الا الله محمد رسول

الله فعلمت انه كرم خلقك عليك

تو عرش کے پایوں پر اور جنت کے ہر گوشہ پر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ“ جان لیا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔

فرشتے خدم رسول حشم تمام امم غلام کرم

وجود و عدم حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

حل لغات

فرشتے (فرشتہ کی جمع / بکسرتین) دراصل سین سے تھا از فرستادن مفعول سین کو شمین سے تبدیل کیا گیا۔ ملک کا ترجمہ (غیاث) اس لفظ کو فتح الفاء پڑھنا صحیح نہ ہوا۔ خدم (بفتح شین) خادم کی جمع (غیاث) حشم بفتح شین نوکران چاکراں اور وہ خدمت گار جو اپنے مخدوم کی خاطر دوسروں پر غضبناک ہو جائیں (غیاث) امم، امت کی جمع۔ حدوث، نئی پیدائش۔ قدم، بکسر القاف و فتح الدال (دیرینہ و قدیم ہونا) عیاں بکسر اول آنکھ سے دیکھنا و مجازاً بمعنی ظاہر اسے بفتح العین پڑھنا غلط ہے۔ (غیاث)

شرح

(اے حبیب خدا ﷺ) ملائکہ آپ کے خدام اور رسل کرام علیہم السلام آپ کے ہوا خواہ اور خدمت گزار تمام امتیں آپ کے کرم کی غلام ہیں عالم وجود ہو یا عدم عالم حادث یا قدم جملہ جہاں میں جو بھی ظاہر ہے سب کو آپ کے لئے ہے۔

خدام فرشتے

حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت کے لئے بے شمار فرشتے مقرر ہیں چند نمونے حاضر ہیں۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابو جہل نے کفارِ قریش سے کہا کہ لوگو کیا تمہارے سامنے (حضرت) محمد (ﷺ) نماز پڑھتے ہیں سجدہ کرتے ہیں۔ کہا ہاں، ابو جہل نے کہالات و عزی کی قسم اگر میں اس کو ایسا کرتا دیکھوں گا تو اس کو سخت اذیت پہنچاؤں گا اور ابو جہل جوشِ انتقام میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا یہ عجیب اتفاق تھا کہ اس وقت حضور اکرم ﷺ نماز ہی میں مشغول تھے۔ ادھر حضور اکرم ﷺ نے سر سجدہ میں رکھا ادھر ابو جہل پر شیطان سوار ہوا اور یہ سفاک اس خیال سے آگے بڑھا کہ (نصیب دشمن) حضور اکرم ﷺ کی گردن مبارک پر قدم رکھ کر حضور کو اذیت پہنچائے قریب پہنچ کر قدم بڑھانا ہی چاہتا تھا کہ یکا یک وحشت زدہ ہو کر ایڑیوں کے بل واپس ہوا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زور زور سے ہلانے لگا جیسے کوئی آدمی آگ میں جل رہا ہے اور وہ آگ سے بچنے کی کوشش میں ہاتھ ہلائے۔ ابو جہل لعین کے ساتھیوں نے جو جرات و جسارت دیکھنے کے لئے آئے تھے دریافت کیا ابو جہل تجھ پر کیا آفت آئی اس طرح کیوں پیچھے بھاگ رہا ہے اس سے زیادہ مناسب موقع اور کب مل سکتا ہے۔ اس وقت تو حضرت محمد ﷺ بالکل تنہا ہیں کیوں بہادری نہیں دکھاتا۔

ابو جہل کہنے لگا کیا کہوں میں آپ کی جانب قدم بڑھانا ہی چاہتا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان ایک خندق ہے جو دہکتی ہوئی آگ سے بھری ہوئی ہے جس سے اونچے اونچے شعلے اٹھ رہے ہیں اور فرشتے حضور کی حفاظت کر رہے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر ابو جہل میرے قریب پہنچ جاتا تو آگ کے فرشتے اس کے جسم کا ایک ایک ٹکڑا کر کے اسے جہنم میں پہنچا دیتے۔ (مسلم)

جبرائیل و میکائیل

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوہٴ احد میں حضور اکرم ﷺ کے دائیں بائیں دو سفید پوش دیکھے کہ خوب جنگ لڑ رہے تھے میں نے پہلے انہیں نہیں دیکھا اس کے بعد بھی نہیں دیکھا اور وہ جبرائیل و میکائیل علیہم السلام تھے۔

فائدہ

اللہ تعالیٰ نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لئے اکثر غزوات میں فرشتوں کو بھیجا چنانچہ جنگِ بدر میں پانچ

ہزار فرشتے مدد کو آئے تھے اور یہ واقعہ کلام اللہ میں مذکور ہے اور جنگ حنین میں بھی فرشتے مدد کو آئے تھے اور جنگ اُحد میں بھی فرشتوں نے مدد کی چنانچہ جبرائیل و میکائیل کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے مشاہدہ کیا تو یہ درحقیقت رسول اللہ ﷺ کا معجزہ اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کیونکہ دنیا میں ایسے مشاہدات ناممکن اور خرقِ عادت اور ہر وہ امر جو بطورِ خرقِ عادت واقع ہو وہ معجزہ یا کرامت ہے۔

بہشتی گھوڑا

صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بروزِ بدرا ایک مسلمان ایک مشرک کے پیچھے دوڑتا تھا کہ ناگاہ اس نے ایک کوڑے مارنے کی آواز سنی۔ اُس نے بڑھائے جیڑ دم پھر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک آگے چپٹ پڑا ہے اور اس کی ناک ٹوٹ گئی اور منہ پھٹ گیا۔ کوڑے کی مار سخت تھی اور وہ تمام جگہ سبز ہو گئی جہاں میں نے فرشتے کو دیکھا تھا آنحضرت ﷺ کو واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے یہ فرشتہ تیسرے آسمان سے اتر کر ہماری مدد کے لئے حاضر ہوا تھا۔ (الکلام المبین)

رسولِ حشم

ہر رسول اور ہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اکرم ﷺ کا نیاز مند اور مدح سرا ہے جیسا کہ آیتِ میثاق کی نصِ صریح سے ثابت ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ . (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جس قدر انبیاء بھیجے سب سے سرکارِ اقدس ﷺ کے بارے میں یہ عہد لیا کہ تمہاری زندگی میں اگر محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو جائیں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا یونہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت آئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس آیتِ کریمہ میں اس عہد کو کس قدر مہتمم بالشان ٹھہرایا ہے کہ اس سے زائد اہتمام متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں ان سے حکمِ الہی کے خلاف عمل ہی نہیں ہو سکتا لیکن صرف اس پر اکتفا نہ کیا گیا کہ وہ تمہارے پاس آئے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا بلکہ اس عہد کو ”لام قسم“ سے مؤکد کیا جاتا ہے کہ ”لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ“ پھر اس پر

”نون تاکید“ لائے اور وہ بھی ”ثقیلہ“ کہ تاکید میں بھی زیادتی پیدا کرے پھر کمالِ اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں کہ ”ء اَقْرَرْتُمْ“ کہ تم نے اقرار بھی کیا؟ پھر اس پر بھی بس نہیں بلکہ فرماتے کہ ”اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِيْكُمْ اِلهٰى بَہارى ذمہ لو پھر ”عَلٰی هٰذَا“ کا فی تھا لیکن ”عَلٰی ذٰلِكُمْ“ کہ بعد اشارت دلیلِ عظمت ہے عرض کیا ہم نے اقرار کیا پھر اس اقرار کو بھی قوت دی جاتی ہے کہ ”فَاَشْهَدُوْنِیْ“ آپس میں ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور اس پر بھی بس نہیں فرمایا جاتا ہے ”وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّٰهِدِيْنَ“ یعنی یہ بھی یاد رکھنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ ٹھکانا ہے تاکیدات کا؟ پھر اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد بھی ان معصومین حضرات کو سخت تہدید اور فرمادی گئی کہ

فَمَنْ تَوَلٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۸۲)

تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

اس عہدِ ربانی کے مطابق ہمیشہ حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی پاک و مبارک مجالس میں حضور کے مناقب کا ذکر کرتے اور امت سے حضور پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد لیتے رہے۔ یہاں تک کہ پچھلے رسول سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ”و مَبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ اَخِمْسَةُ تَشْرِيفُ لَائے جس کا ذکر قرآن میں فرمایا چنانچہ قدیم سے سب امتیں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتے اور حضور اکرم ﷺ کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح کی دعائیں کرتے رہے جس کی تصدیق قرآن کریم فرماتا ہے

وَ كَاٰنُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ الْاٰیَةَ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۸۹)

اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

پھر جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو وہ منکر ہو گئے۔

فائدہ

اس آیت کی تشریح میں ایک مستقل تصنیف ”التعظیم والمنہ جواہر البحار“ میں تفصیل شامل کر دی گئی ہے۔

نبی اور رسول میں فرق

جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ اصطلاح شریعت رسول اس کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے جدید کتاب یا جدید شریعت لے کر آیا ہو اور نبی وہ ہے جو بذریعہ وحی احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا ہو۔ نبی کے لئے

جدید کتاب اور جدید شریعت کا ہونا شرط نہیں

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ا يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۴۴)

بیشک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار نبی۔

یہ آیت انبیاء بنی اسرائیل کے بارے میں اتری جو کہ توریت اور شریعت موسویہ کے مطابق حکم دیتے تھے نبی تھے مگر ان کے پاس نہ کوئی مستقل کتاب تھی اور نہ مستقل ہے شریعت۔ خلاصہ یہ کہ رسول خاص ہے اور نبی عام ہے اور حضور انبیاء و رسول کل کے کل کے آقا و مولیٰ ہیں۔ (ﷺ)

اس ارشادِ ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم السلام سرورِ عالم ﷺ کے مناقب جلیلہ و مناصب رفیعہ کی نشر و اشاعت کرتے رہے اور اپنی پاک و مبارک مجالس و محافل میں حضور کی یاد و مدح کرتے اور اپنی امتوں سے حضور پر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے رہے چنانچہ حضرت علی فرماتے ہیں

لَمْ يَبْعَثِ اللَّهُ نَبِيًّا مِنْ آدَمَ فَمَنْ دُونَهُ إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْعَهْدَ فِي مُحَمَّدٍ ﷺ لَنْ يَبْعَثَ وَهُوَ حَيٌّ لِيَوْمِنَ بِهِ

وَلْيَنْصِرْنَهُ وَيَأْخُذُوا بِالْعَهْدِ بِذَلِكَ عَلَى قَوْمِهِ

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔

تمام اہم

اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پارہ ۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

عالم ماسوا اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء، ملائکہ، جنات، انسان، شجر و حجر، صحرا و دریا، میسوں قسم کے عوالم ہیں اور اس

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سب پر رحمت ہیں چنانچہ حضرت شاہ صاحب محدث علیہ الرحمۃ نے اپنی اس بیت میں اشارہ فرمایا ہے فرماتے ہیں

وانک مفتاح کنز المواہب

فاشهد ان الله راحم خلقه

یعنی کہ میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرنے والا ہے اور اس کی (شہادت دیتا ہوں) کہ حضور نعمتوں اور بخششوں کے خزانے ہیں۔

غلامِ کرم

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ آپ جملہ عالمین کے لئے رحمت ہیں تو ایسے ہی سب کے لئے نعمت بھی آپ کا اسم گرامی نعمۃ اللہ بھی ہے۔

صاحب دلائل الخیرات شریف نے اپنی آیات میں جہاں اسم ”رحمۃ اللہ“ سے حضور کو خطاب کیا ہے وہاں آپ نے اسم ”نعمت اللہ“ سے بھی یاد کیا ہے وہ فرماتے ہیں

یا رحمة الله انی خائف وجد یا نعمة الله انی مفلس عانی

یعنی اے اللہ کی رحمت بیشک میں ڈر رہا ہوں ہرز رہا ہوں۔ اے خدا کی نعمت بے شبہ میں محتاج و عاجز ہوں۔ آگے چل کر فرماتے ہیں

ولیس فی عمل القی العلیم بہ سوی محبتک العظمی وایمانی

یعنی حضور میرے لئے امان اور پناہ ہو جائیں زندگی اور موت کی برائی سے اور میرے بدن کے جلنے سے۔

وکن غنی الذی ما بعدہ فلس وکن فکانی من اغلال عصیانی

یعنی اور حضور میرے حق میں ایسی غنا اور لاپرواہی ہو جائیں جس کے بعد پھر محتاجی نہ ہو اور حضور میرے گناہوں کے طوقوں سے چھٹکارے کا باعث ہو جائیں۔

وجود و عدم

عالم وجود تو آپ کے لئے لیکن عدم تو عدم ہی ہے وہ آپ کے لئے کیسے تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ عالم ظاہر وجود کا نام اور عالم باطن اگر چہ فی نفسہ موجود ہے لیکن بہ نسبت ہمارے عدم ہے تو آیتہ **رحمة للعلمین و نذیر**

العلمین کے عموم کے مقتضا پر آپ عالم بطون کے بھی نذیر اور رحمۃ ہیں ﷺ

حدوث و قدم

حدوث کے لئے احادیث لولا کہ ہی دلیل کافی ہیں اور قدم بھی حضور اکرم ﷺ کے لئے ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ سے فرمایا۔

کلیم و نجی مسیح و صفی خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق و وصی غنی و علی ثا کی زباں تمہارے لئے

حل لغات

کلیم، بات کرنے والا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب، خدا تعالیٰ سے باتیں کرنے والا۔ نجی، نوح علیہ السلام کا لقب ہے۔ مسیح، عیسیٰ علیہ السلام۔ صفی، آدم علیہ السلام۔ رضی، ہر پسندیدہ شخصیت۔ عتیق، برگزیدہ، بزرگ، آزاد، پرانا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب۔ وصی، جسے وصیت کی گئی ہو، سربراہ، جانشین۔ غنی، دولت مند، امیر، دھنی، بے پرواہ۔

شرح

موسیٰ علیہ السلام، نوح علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، آدم علیہ السلام اور جملہ پسندیدہ و برگزیدہ لوگ ایسے ہی تمام رسل کرام اور انبیاء علیہم السلام اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کی زبانوں پر مدح و ثناء ہے تو آپ کی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام

حضرت علامہ فاسی نے شرح دلائل الخیرات میں چند آیات تورات سے نقل فرمائیں جن میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اے موسیٰ میری حمد بجالا جبکہ میں نے تجھ سے احسان کیا کہ اپنی ہمکلامی کے ساتھ تجھے احمد پر ایمان عطا فرمایا اور اگر احمد پر ایمان لانا نہ مانتا میرے گھر میں مجھ سے قرب نہ پاتا نہ میری جنت میں چین کرتا۔ اے موسیٰ تمام مرسلین سے جو کوئی احمد پر ایمان نہ لائے اور اس کی تصدیق نہ کرے اور اس کا مشتاق نہ ہو اس کی نیکیاں مردود ہوں گی اور اسے حکمت کے حفظ سے روک دوں گا اور اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ ڈالوں گا اور اس کا نام دفتر انبیاء سے مٹا دوں گا۔ اے موسیٰ جو احمد پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی وہی ہیں مراد کو بچنے اور میری تمام مخلوق میں جس نے احمد سے انکار اور اس کی تکذیب کی وہی ہیں زیاں کار وہی ہیں پشیمان وہی ہیں بے خبر۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات)

ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں

اوحی اللہ الی بنی اسرائیل انه من لم یقن باحمد ادخلته النار الی اخره

یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو خبر دے دو کہ جو احمد کو نہ مانے گا اُسے دوزخ میں داخل کر دوں گا۔

عرض کیا احمد کون ہے؟ فرمایا کہ میں نے کسی مخلوق کو اس سے زیادہ عزت والا اپنی بارگاہ میں نہیں بنایا۔ میں نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اور جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ لے جنت کو اپنی تمام مخلوق پر حرام کیا۔ عرض کیا اس کی امت کون ہے؟ فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی ہے اور دوسری صفاتِ جلیلہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائیں۔ عرض کیا کہ الہی مجھے اس امت کا نبی فرمادے فرمایا ان کا نبی انہی میں سے ہوگا۔ عرض کیا مجھے اس کی امت میں داخل فرما فرمایا تو زمانے میں مقدم ہے اور وہ بعد میں آنے والا ہے مگر گھبراؤ نہیں بیہوشی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کروں گا۔

علامہ فاسی **مطالع المسرات** (شرح دلائل الخیرات) میں تورات کی چند آیات نقل فرماتے ہیں جن میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یا موسیٰ! احمد فی اذا مننت علیک مع کلامی ایاک بالایمان باحمد ولو لم تقبل الایمان باحمد ما جاورتنی فی داری (الی اخره)

اے موسیٰ! میری حمد بجالا کہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ اپنی ہمسکلامی کے ساتھ تجھے احمد پر ایمان عطا فرمایا اور اگر تو احمد پر ایمان نہ لاتا تو میرے گھر میں مجھ سے قربت بھی نہ پاتا نہ میری جنت میں چین کرتا۔

نوح نجی اللہ علیہ السلام

تفاسیر میں ہے کہ چالیس دن تک باراں طوفان آسمان سے گرا اور پانی چشموں زمیں سے نکلا۔ تمام کافر اور ان کی عمارات اور سب باغات غرق ہوئے تمام عالم اور روئے زمین دریا ہوا اور پانی سب درختوں اور پہاڑوں سے چالیس گز بالا ہوا۔ اہل کشتی شدتِ باد اور کثرتِ امواج سے بدحواس ہوئے اور خوف غرق اور اندھیری رات کے سبب زندگی سے بے آس ہوئے حکم الہی ہوا کہ ”بسم اللہ مجریہا“ **و مہکونی ہدیۃ بان** کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کی سب مشکلات آسان کرے اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم کی برکت سے ان کو ڈوبنے سے بچایا اور معارج النبوۃ میں ہے طوفان سے نجات کا موجب حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک بنا۔ اس کی تائید قصیدہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہوتی ہے تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”شہد سے ٹیٹھا نام محمد“

مسیح روح اللہ

آپ تو مستقل طور پر امتی بن کر تشریف لائیں گے انہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی نبوت کے دوران بھی اللہ تعالیٰ نے

وحی بھیج کر اپنے حبیب پاک ﷺ کے کمالات و فضائل سے بھی متنبہ فرمایا مثلاً حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے

اوحی اللہ تعالیٰ ان امن بمحمد و امر من ادرک من امتک ان یومنوا به فلولاً محمد ما خلقت آدم

ولا الجنة ولا النار

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ محمد ﷺ پر ایمان لا اور تیری امت میں سے جو لوگ اس کا زمانہ نہ پائیں انہیں حکم فرما کہ اس پر ایمان لائیں اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت و دوزخ کو۔

آدم صلی اللہ علیہ السلام

سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں تو گویا شب و روز محافل نعت مصطفیٰ ﷺ منعقد رہیں۔ متعدد روایات اس بارے میں منقول ہیں چند روایات یہاں نقل کرنا خالی از دلچسپی نہیں۔

احادیث لولا کہ میں متعدد روایات میں حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا گیا کہ اگر محمد ﷺ اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں نہ جنت و دوزخ کو پیدا کرتا نہ سورج اور چاند کو نہ دن اور رات کو نہ کسی مقرب فرشتے اور نہ نبی و مرسل کو اور نہ تجھے پیدا کرتا۔

سب کچھ تمہارے لئے پیدا کیا گیا

تو نہ ہوتا تو نہ ہوتا دو جہاں کا انتظام

علامہ یوسف بہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ان آدم جميع المخلوقات خلقوا لاجله. (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰)

بیشک حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مخلوقات آپ ہی کے لئے پیدا کی گئی۔

معلوم ہونا کہ دنیا میں پیغمبروں اور رسولوں کا مبعوث ہونا، اولیاء کرام، غوث، قطب، اوتاد اور ابدال کا ہونا، زمین اور اس کی سرسبز و شاداب وادیوں کی رونق، یہ فلک بوس پہاڑوں کا وجود، دریاؤں کی روانی، ہواؤں کی تیزی، سمندروں کا عمق، آسمان کا افق، موتی کی دمک، پھول کی مہک، بلبل کی چہک، ستاروں کی چمک، چاند کی دلربا چاندنی، آفتاب کی ہفت رنگ کرنیں، جن و انسان، حور و غلمان، جنت و رضوان یہ دونوں جہان صرف اور صرف اس لئے معرض وجود میں آئے کہ

ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

آدم علیہ السلام کا بیان

مروی ہے کہ جب روح آدم علیہ السلام کے جسم میں داخل فرمائی گئی تو انہوں نے سر اٹھایا تو ساقی عرش پر نامِ نامی اسمِ گرامی آنحضرت ﷺ کا منقوش پایا جناب باری تعالیٰ میں عرض کی خداوند اہ کس عالیجاہ کا نام ہے کہ تیرے نام کے ساتھ سطور ہے۔ ارشاد ہوا اے آدم یہ نام تیرے ایک فرزند کا ہے اس کا میم اول سے کنایہ از مُلک اور حاء سے حکم سے اور میم ثانی سے مجھ اور د سے دین مراد ہے۔ قسم ہے مجھے اپنے ملک اور حکم اور دین اسلام کی کہ جو کوئی اس کی پیروی کرے گا بہشت میں داخل ہوگا۔ اس روایت کی تائید صحیح روایت مرویہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتی ہے جسے ہم تھوڑا سا آگے چل کر نقل کریں گے۔

حضور اکرم ﷺ سے حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ آپ کب سے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کو بنایا اور عرش پیدا کیا تو عرش کے کنارے پر لکھا تھا ”محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء“ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بہشت پیدا فرما کر اس میں آدم و حوا کو ٹھہرایا تو اس میں میرا نام لکھا۔ (وفا الوفاء سمودی)

صاحبزادگانِ آدم علیہ السلام کا جھگڑا

سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اولادِ آدم علیہ السلام کا آپس میں جھگڑا ہوا کہ خلقِ خدا میں اللہ تعالیٰ کے ہاں کون مکرم ترین ہیں کسی نے کہا ابا آدم علیہ السلام ہیں اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ہاتھ سے بنایا اور ملائکہ کا سجدہ بنایا، ان میں بعض نے کہا کہ ملائکہ مکرم ترین ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ آپس میں فیصلہ کیا کہ ابا آدم علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں جو کچھ وہ فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرما کر میرے اندر روح پھونکی اور وہ ابھی میرے قدموں تک پہنچی ہی تھی کہ میں نے آنکھ اٹھائی تو سب سے پہلے مجھے عرشِ الہی نظر آیا تو اس میں لکھا تھا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس سے خود سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا مکرم ترین بندہ کون ہے۔ (سیرۃ حلویہ جلد ۱ صفحہ ۳۵۵)

حدیث شریف میں ہے کہ

عن عمر قال قال رسول الله ﷺ لما أذنب آدم الذنب الذي أذنبه رفع رأسه إلى السماء فقال أسألك بحق محمد إلا غفرت لي فأوحى الله إليه ومن محمد فقال تبارك اسمك لما خلقتني رفعت رأسي إلى عرشك ، فإذا فيه مكتوب لا إله إلا الله ، محمد رسول الله فعلمت أنه ليس أحد أعظم عندك قدرا ممن جعلت اسمه مع اسمك فأوحى الله إليه يا آدم إنه آخر النبيين من ذريتك ، ولولا هو ما خلقتك .

حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) سے جب وہ خطا صا در ہو گئی (جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دعا و استغفار کرتے رہتے تھے ایک مرتبہ) آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں وحی نازل ہوئی محمد کون ہیں (جن کے واسطے تم نے استغفار کی) عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ تھا کہ محمد (ﷺ) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں تمہاری اولاد میں سے ہیں لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے ۔

فوائد

مولوی زکریا سہارنپوری نے مذکور حدیث لکھ کر اس کی سند یوں بیان کی

اخرجه الطبرانی فی الصغير والحاكم وابونعيم والبيهقي كلاهما فی الدلائل وابن عساكر فی الدرر فی مجمع الزوائد رواه الطبرانی فی الاوسط والصغير وفيه من لم اعرفهم قلت ويؤيد الاخر الحديث المشهور لولاك لما خلقت الافلاك قال القاري فی الموضوعات الكبير موضوع لكن معناه صحيح و فی التشريف معناه ثابت ويؤيد الاول ما ورد في غير رواية من انه مكتوب على العرش واوراق الجنة ”لا اله الا الله محمد رسول الله“ كما وبسط طرقه السيوطي في مناقب اللالي في غير موض وبسط له شواهد ايضا في سورة الم نشرح .

(فضائل ذکر صفحہ ۱۱۱، دیوبندی و ہابی فرقہ کا تبلیغی نصاب صفحہ ۵۸۹)

حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت کیا کیا دعائیں اور کس کس طرح سے گزر گزرائے اس بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں اور ان میں کوئی تعارض بھی نہیں جس پر مالک کی ناراضگی ، آقا کی جفائی ہوئی ہو وہی

جانتا ہے ان بے حقیقت آقاؤں کی ناراضگی کی وجہ سے نوکروں اور خادموں پر کیا کچھ گزر جاتا ہے اور وہاں تو مالک الملک رزاقِ عالم اور مختصر یہ کہ خدا کا عتاب تھا اور گذر کس پر رہی تھی اس شخص پر جس کو فرشتوں سے سجدہ کرایا، اپنا مقرب بنایا۔ جو شخص جتنا ہی مقرب ہوتا ہے اتنا ہی عتاب کا اس پر اثر ہوتا ہے بشرطیکہ کمینہ نہ ہو اور وہ توبہ نہ کرتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے ہیں کہ تمام دنیا کے آدمیوں کا رونا اگر جمع کیا جائے تو اُن کے برابر نہیں ہو سکتا۔ چالیس برس تک سر اوپر نہیں اُٹھایا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام ایک روئے کا تمام دنیا کے روئے سے مقابلہ کیا جائے تو ان کا رونا بڑھ جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر ان کے آنسوؤں کو ان کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے وزن کیا جائے تو اُن کے آنسو بڑھ جائیں گے۔ ایسی حالت میں کس کس طرح زاری فرمائی ہوگی۔ ظاہر ہے

یاں لب پہ لاکھ لاکھ نغمہ اضطراب میں وہاں ایک خامشی مری سب کے جواب میں

اس لئے جو روایات میں ذکر کیا گیا اُن سب کے مجموعہ میں کوئی اشکال نہیں۔ منجملہ اُن کے یہ بھی ہے کہ حضور کا وسیلہ اختیار فرمایا۔ دوسرا مضمون عرش پر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ہونا یہ اور بھی بہت سی مختلف روایتوں میں آیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس کی دونوں جانبوں میں تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں۔ پہلی سطر میں ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ دوسری سطر میں ”ما قدمنا وجدنا وما اکلنا وبحنا وما خسرنا“ (جو ہم نے آگے بھیج دیا یعنی صدقہ وغیرہ کر دیا وہ پالیا اور جو دنیا میں کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان رہا) تیسری سطر میں تھا ”امۃ مذنبۃ ورب غفور“ (امت گناہ گار اور مالک بخشنے والا) ایک بزرگ کہتے ہیں میں ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ ہوتے ہیں اس کے دو چھلکے ہوتے ہیں جب ان کو توڑا جاتا ہے تو ان کے اندر سے ایک سبز پتہ لپٹا ہوا نکلتا ہے جب اس کو کھولا جاتا ہے تو سُرخ سی ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا ملتا ہے۔

اس قصہ کو ابو یعقوب نے ذکر کیا انہوں نے فرمایا تعجب کی بات نہیں میں نے ویلہ میں ایک مچھلی شکار کی تھی اس کے ایک کان پر ”لا الہ الا اللہ“ اور دوسرے پر ”محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا تھا۔

فائدہ

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر آیہ شریف ”فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ تَحْتَ

لکھتے ہیں کہ

الطبرانی فی المعجم الصغير و الحاکم و ابونعیم و البيهقی كلاهما فی الدلائل و ابن عساکر عن
عمر بن خطاب قال قال رسول الله ﷺ لما أذنّب آدم الذنب الذي أذنّبہ رفع رأسه إلى السماء
فقال أسألك بحق محمد إلا غفرت لی فأوحى الله إليه ومن محمد فقال تبارک اسمک لما خلقتنی
رفعت رأسی إلى عرشک ، فإذا فیہ مکتوب لا إله إلا الله ، محمد رسول الله فعلمت أنه ليس أحده
أعظم عندک قدرا ممن جعلت اسمه مع اسمک فأوحى الله إليه یا آدم إنه آخر النبیین من ذریعتک ،
ولولا هو ما خلقتک (درمنثور للسيوطی)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب آدم علیہ السلام سے وہ خطا صادر ہوئی تو عرش کی طرف سر اٹھا کر دعا کی کہ الہی بحق محمد
ﷺ مجھے بخش دے ان پر وحی ہوئی کہ محمد کون؟ عرض کی کہ الہی جب پیدا کیا تو نے مجھ کو تو میں نے عرش کی طرف سر اٹھا کر
دیکھا تو لکھا ہوا ہے ”لا إله إلا الله محمد رسول الله“ اس سے میں نے جانا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ
لکھا ہے اس سے زیادہ کسی شخص کا مرتبہ تیرے پاس نہ ہوگا۔ وحی آئی کہ اے آدم وہ نبیوں سے آخر ہوں گے تمہاری اولاد
میں

یعنی اگر نہ ہوتے وہ تو نہ پیدا کرتا میں تم کو

ولا هو ما خلقتک

فوائد

ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی کتاب الوفاء بفہما کل المصطفیٰ ﷺ میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔
سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے لکھا کہ ان سب روایات کا حاصل وہی ہے کہ تمام کائنات نے خلعت وجود
حضور اکرم ﷺ کے صدقے میں پایا

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

حدیث شریف

مواہب لدنیہ میں ہے کہ

وروی أنه لما خرج آدم من الجنة رأى مكتوبا على ساق العرش وعلى كل موضع في الجنة اسم

محمد ﷺ مقرون باسْمِ اللہ تعالیٰ فقال یا رب هذا محمد من هو؟ فقال اللہ هذا ولدک الذی لولاه ما خلقتک فقال یا رب بحرمة هذا الولد ارحم هذا الوالد، فنودی یا آدم، لو تشفعت إلینا بمحمد

فی اهل السماوات والأرض لشفعناک

جب آدم علیہ السلام جنت سے نکلے دیکھا کہ ساقی عرش پر اور جنت میں ہر جگہ نام محمد ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ عرض کیا یا رب یہ محمد (ﷺ) کون ہیں۔ ارشاد ”هذا ولدک الذی لولاه ما خلقتک“ یہاں تک کہ ہمارے فرزند ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ عرض کیا یا رب بحرمت اس فرزند کے اس والد پر رحم کر۔ ندا آئی کہ اے آدم علیہ السلام اگر تم محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے کل زمین و آسمان والوں کے حق میں سفارش کرتے تو بھی ہم قبول کرتے۔

فائدہ

یہاں اعلیٰ حضرت نے سوال اٹھا کر جواب لکھا ہے کہ سوال تو یہ تھا کہ پیدائش کے وقت حضور اکرم ﷺ سے پورے طور پر متعارف ہو چکے پھر اب کا سوال کا کیا معنی اس کے جواب میں لکھا کہ جب سے باہر آنا اور خوفِ الہی کے عظیم پہاڑوں کا دل مبارک پر دفعۃً ٹوٹ پڑنا پھر اپنی لغزش کی یاد اور اس پر ندامت اور اللہ جل جلالہ سے حیا و خجالت آدم علیہ السلام پر اس وقت کی حالت تقریر و تحریر میں نہیں آسکتی ایسے حال میں اگر آدمی اگلی پہچانی سے ذہول کرے تو اصلاً جائے تعجب نہیں ہے۔

خلیل ابراہیم علیہ السلام

سیدنا ابراہیم علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ

(پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۹)

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستر افرمادے۔

فائدہ

بظاہر تو یہ دعا بعثت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک دعا ہے لیکن غور کیا جائے تو ابراہیم علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کے متعلق بہت سی دعائیں مانگیں جو رب تعالیٰ نے لفظ بلفظ قبول فرمائیں۔ حضور مومن جماعت میں پیدا

ہوں، حضور مکہ معظمہ میں ہی پیدا ہوں، حضور صاحب کتاب رسل مرسل ہوں، حضور کو کتاب کے علاوہ حکمت بھی عطا ہوئی یعنی حدیث، حضور تمام جہان کے معلم ہوں کہ سب ان سے سیکھیں، وہ بجز پروردگار کسی سے نہ سیکھیں، حضور کے پاس بیٹھنے والے سب پاک مومن ہوں کوئی فاسق و فاجر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص صحابہ کو فاسق و فاجر کہے وہ ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کا منکر ہے جس خوش نصیب جماعت کو حضور جیسا مز کی اور پاک و صاف فرمانے والا معلم ملے وہ جماعت کیسی پاک ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ قبولیت دعا کی جگہ ہے یہ بھی علم ہوا کہ ہر نیک کام کر کے قبولیت کی دعا کرنی چاہیے۔ (نور العرفان)

رضی ہر پسندیدہ بزرگ

ادوار سابقہ میں ہر نیک بزرگ حضور سرور عالم ﷺ کی دعا کرتے رہے اور آپ کی مدح و ثناء میں۔ معروف تفصیل فقیر کی تصنیف ”چرا محمد ﷺ کا“ پڑھیے۔
خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

خليفة اول سيدنا ابوبكر صديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عشق کی داستان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو سب سے پہلے تو حید پر ایک تقریر کی کفار نے سن کر ان پر حملہ کیا اور اس قدر مارا کہ حضرت ابوبکر کے قبیلہ بنو تمیم کو ان کی موت کا یقین آ گیا اور وہ ان کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے گئے۔ شام کے وقت ہوش آیا آنکھ کھلی تو بجائے اس کے کہ اپنی تکلیف محسوس کرتے پوچھا رسول اللہ ﷺ کا حال سناؤ۔ اب خاندان کے لوگ بھی ان سے الگ ہو گئے لیکن وہ بار بار رسول اللہ ﷺ کا ہی نام لیتے رہے بالآخر لوگوں نے ان کو آنحضرت ﷺ تک پہنچا دیا آپ نے یہ دیکھی تو ان کا بوسہ لیا۔

بدر کا ساتھی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک مرتبہ لوگوں سے فرمایا کہ یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک سائبان بنایا ہم نے پوچھا کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس کون رہے گا کہ مشرکین کو آپ پر حملہ کرنے سے باز رکھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کسی شخص کو پاس نہ بٹکنے دیا اور جس کسی نے حملہ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر حملہ آور ہوئے۔

مال قربان

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس قدر میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے نفع اٹھایا ہے اتنا کسی کے مال سے مجھ کو نفع نہیں پہنچا۔ آپ نے اپنا تمام مال خدا کی راہ میں خرچ کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو بکر صدیق کو دیکھا وہ آنحضرت ﷺ کے پاس عبا پہنے ہوئے تھے اور انہوں نے کیکر کا کانٹا لگا کر اپنا سینہ ڈھانک رکھا تھا۔

فضائل

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ عالما و رذ کی تھے کوئی صحابی آپ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ آپ سب سے زیادہ فصیح تقریر کرنے والے تھے آپ رسول خدا ﷺ کو سب سے زیادہ عزیز تھے آپ ہی سب سے پہلے خلیفہ رسول اللہ ہیں، آپ آنحضرت ﷺ کے ساتھ غار ثور میں اُنیس تھے سفر ہجرت میں آپ کے ساتھ تھے۔

کارنامے

وفات نبوی کے تمام صحابہ فرط غم سے بے حال ہو رہے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے ہمت و حوصلہ سے کام لیا اور مسلمانوں کے قلوب کو تسکین بخشی، فتنہ ارتداد میں سب کی رائے یہ تھی کہ نرمی اور درگزر سے کام لیا جائے لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حالت میں کہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف اور سوا تمام عرب مرتد ہو چکا تھا انتہائی جرات و شجاعت سے کام لیا اور لشکر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی روانہ کیا آپ کی اس ہمت و شجاعت کا نتیجہ اسلام کے لئے بے حد مفید اور بابرکت نکلا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ ہونے کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ دیا وہ یہ تھا کہ ”مجھے آپ لوگوں نے اپنا امیر بنایا ہے حالانکہ میں اس قابل نہیں ہوں اگر میں کوئی بھلائی کرو تو تم میری مدد کرو اگر کوئی بُرائی مجھ سے سرزد ہو تو مجھ کو سرزنش کرو بیشک صدق امانت ہے اور کذب خیانت۔ جو لوگ تم میں سے ضعیف ہیں وہ میری نظروں میں اُس وقت تک قوی ہیں کہ جب تک میں ان کا حق ان کو دلوادوں اور جو لوگ قوی ہیں وہ میرے نزدیک اُس وقت تک ضعیف ہیں کہ میں دوسروں کا حق ان سے نہ لے دوں جس قوم نے جہاد کو چھوڑ دیا اُس کو خدا نے ذلت میں ڈال دیا اور جس قوم میں بدکاری پھیلی اُس کو خدا نے بلا میں مبتلا کر دیا جب تک میں خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کروں تم میری اطاعت کرو اور جب مجھے دیکھو کہ میں نافرمانی کرتا ہوں تو میری فرمانبرداری تم پر واجب نہ رہے گی“

مرتدین سے مقابلہ

آپ نے نجد کے قریب مرتدین عرب کو شکست فاش دی۔ آپ کے زمانہ میں مسلمہ کذاب مارا گیا۔ شام اور بصرہ وغیرہ کا اکثر علاقہ آپ ہی کے زمانہ میں فتح ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام ملک عرب اور شام وغیرہ کے بادشاہ تھے لیکن آپ کی سادہ زندگی کا اس طرح اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایک دن کپڑوں کا بھجہ لئے بازار کی طرف جا رہے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راستے میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں فرمایا کہ بازار۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب آپ یہ کام چھوڑ دیجئے کیونکہ آپ مسلمانوں کے امیر ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ وجہ معاش کے لئے کوئی کام کرنا بھی ضروری ہے آخر میں اور میرے اہل و عیال کہاں سے کھائیں۔ بالآخر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کے اور آپ کے کنبہ کے لئے آدھی بکری کا گوشت اور تن ڈھانکنے کے لئے قابل کپڑے بیت المال سے مقرر کر دیئے گئے۔ کپڑوں میں شرط یہ تھی کہ جب پرانے ہو جائیں تو ان کو بیت المال میں واپس کر کے نئے لے لیا کریں۔ آپ کے خلیفہ ہونے کے بعد بھی محلہ کی لڑکیاں اپنی بکریاں لے آتیں اور آپ اُن کا دودھ دودھ دیا کرتے آپ صرف دو سال سات مہینے خلیفہ رہے آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ملک عرب کے مشہور پہلوانوں میں سے تھے آپ جس روز اسلام میں داخل ہوئے تو مشرکین نے کہا کہ مسلمانوں نے آج ہم سے سارا بدلہ لے لیا۔ آپ کے اسلام لانے کے بعد مکہ میں اسلام عام طور پر ظاہر ہو گیا جب آپ حضور ﷺ کے حکم کے موافق ہجرت پر آمادہ ہوئے تو آپ نے ایک ہاتھ میں ننگی تلوار لی اور دوسری تیر، کمان کو اپنی پیٹھ پر لگایا اور خانہ کعبہ میں تشریف لائے اور ایک ایک سے کہا کہ تمہارے منہ کا لے ہوں جو شخص اپنی ماں کو بے فرزند اور بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہو وہ مجھ سے آکر مقابلہ کرے۔ کسی کی مجال نہ ہوئی کہ آپ کا سدراہ ہوتا آپ ہر ایک جنگ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارادہ کی پختگی، ہوشمندی اور دلیری سے پُر ہیں۔ مجاہد فرماتے ہیں کہ ہم اکثر یہ ذکر کیا کرتے تھے کہ حضرت عمر کی خلافت میں شیطان قید میں رہے اور آپ کے انتقال کے بعد آزاد ہو گئے۔ ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے ایک چھوکری گزری لوگوں نے کہا کہ یہ امیر المومنین کی باندی ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیسی باندی؟ امیر المومنین کو خدا کے مال میں سے باندی رکھنی حلال نہیں ہے ہم نے پوچھا کیا حلال ہے آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دو جوڑی کپڑے جاڑے اور گرمی کے جو متوسط درجے کے ہوں حلال ہیں اور اپنے اہل و عیال کا متوسط درجہ کا کھانا اس کے علاوہ میری وہی حیثیت ہے جو عام مسلمانوں کی ہے۔ جب آپ کسی شخص کو کسی صوبہ کا گورنر بنا کر بھیجتے تو یہ شرط کر دیتے تھے کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو، عمدہ اور لذیذ کھانا نہ کھائیے، باریک کپڑا نہ پہنے۔ اگر ایسا کرے گا تو سزا کا مستحق ہوگا۔ ایک مرتبہ خشک سالی ہوئی تو آپ نے گوشت اور گھی کھانا چھوڑ دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو زمانہ خلافت میں دیکھا کہ آپ صوف کا ایک پٹھا ہوا کرتے پہنے ہوئے ہیں جس میں بعض پیوند چمڑے کے لگے ہوئے تھے، آپ درہ لئے ہوئے لوگوں کے گھروں میں اسی حالت سے تشریف لے جاتے اور اُن کا کام کاج کراآتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرتے کو دیکھا جس کے مونڈھوں پر چار پیوند لگے ہوئے تھے، ابو عثمان کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے چا جامہ میں پیوند لگے دیکھے تھے، عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کیا آپ منزل پر پہنچ کر کوئی خیمہ وغیرہ کھڑا نہ کرتے تھے بلکہ یوں ہی کوئی کپڑا درخت پر تان کر اس کے سایہ میں بیٹھ جاتے تھے۔ محمد بن سیرین نے لکھا ہے کہ آپ کے خسر نے چاہا کہ آپ بیت المال سے کچھ اُن کو دے دیں آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ خیانت کنندہ بادشاہوں میں شمار کرے پھر آپ نے اپنے ذاتی مال میں سے اُن کو بہت سے درہم عطا کئے۔ نخعی کہتے ہیں کہ آپ بحالت خلافت تجارت بھی کیا کرتے تھے، آپ راتوں کو گلی کو چوں میں گشت کیا کرتے اور رعایا کی حالت سے باخبر رہتے تھے، بیت المال کے اونٹوں کو بھی کبھی خود چراگاہ میں پہنچانے چلے جاتے، بیت المقدس کے سفر میں آپ نے اپنے غلام کے ساتھ ایک اونٹ پر سفر کیا اس طرح کہ جتنی دور آپ سوار ہوتے اور غلام پیدل چلتا اتنی ہی دور غلام سوار ہوتا اور پیدل چلتے، انتظام سلطنت، فتوحات ملکی، عدل و انصاف، زہد و عبادت، رعب و ہیبت وغیرہ تمام صفات شاہانہ میں آپ روئے زمین کے تمام بادشاہوں میں ممتاز ہیں اور آپ کی اس فضیلت کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ دنیا کی دوسری اقوام کے لوگوں بھی بلا اختلاف تسلیم کیا ہے ایک بار حضرت عتبہ بن فرقہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نہایت تکلف کے ساتھ ایک لذیذ غذا بھیجی فرمایا کُل مسلمان یہی غذا کھاتے ہیں جواب ملا نہیں بولے پھر مجھے بھی نہیں چاہیے۔ اس کے بعد اُن کو لکھا یہ تمہارے اور تمہارے باپ کی کمائی نہیں ہے تمام مسلمانوں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور عیش پرستی سے بچو۔ ایک مرتبہ ایلہ کو گئے تو اونٹ پر

بیٹھے بیٹھے گاڑھے کی قمیص پھٹ گئی اس لئے وہاں کے پادری کودی کہ اس کو دھو کر پیوند لگا دو۔ وہ قمیص میں پیوند لگا کر لایا تو اس کے ساتھ خود اپنی طرف سے ایک نئی قمیص بھی پیش کی لیکن آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دی کہ میری قمیص پسینہ خوب جذب کرتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر سخت اصرار تھا کہ امراء و عمال عیش و تنعم میں مبتلا نہ ہونے پائیں، حاکم و محکوم میں مساوات قائم رہے، غیر قوموں کی عادتیں ان میں سرایت نہ کرنے پائیں۔ اسی لئے جب کسی کو عامل مقرر فرماتے تو اس سے یہ معاہدہ لیتے کہ باریک کپڑے نہ پہنے گا، اہل حاجت کے لئے دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا وغیرہ وغیرہ۔ آپ کے زمانہ میں ایران، شام، ایشیائے کوچک، مصر وغیرہ ممالک فتح ہو کر لوائے اسلام کے سایہ میں آچکے تھے ایسا عظیم الشان فتح مندر شہنشاہ اور اس کی وہ سادہ زندگی جو اوپر مذکور ہوئی خوب غور کرو اور کچھ سوچو۔

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے فضائل اور مناقب اور رسول اللہ ﷺ پر جان ناریاں بے شمار ہیں۔ یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

خلافت سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شام سے ایک تجارتی قافلہ آتا ہے۔ یہ قافلہ روغن زیتون اور منقہ سے لدے ہوئے ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل ہے یہ وہ زمانہ ہے جب قحط کی وجہ سے مسلمانوں کے سخت دن گذر رہے تھے بہت سے تاجر آپ کے پاس آ کر کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کی ضرورت سے پوری طرف واقف ہیں آپ یہ مال ہمیں فروخت کر دیجئے۔ آپ فرماتے ہیں بڑی خوشی کے ساتھ لیکن.....

وہ بولے لیکن کیا؟ ہم آپ کو دو گنا نفع دینے کو تیار ہیں۔ آپ فرماتے ہیں مجھے تو اس سے زیادہ کی پیش کش ہو چکی ہے۔ وہ لوگ حیران رہ جاتے اور پوچھتے ہیں اے ابو عمرو مدینہ کے سارے تاجر تو اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہیں کوئی دوسرا آدمی ہم سے پہلے آپ سے ملا بھی نہیں آخر وہ کون ہے جس نے یہ پیش کش کی ہے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ کتنی پیش کش ہو چکی ہے۔ آپ جواب دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے مجھے ایک کے دس دینے کا وعدہ کیا ہے کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں تو۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسی وقت اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر اعلان کیا میرا مال اللہ کی راہ میں فقراء و مساکین کے لئے صدقہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے گھر والوں کے پاس ایک دن سنتو کی بنی ہوئی تین روٹیوں کے سوا کچھ نہیں

ان روٹیوں میں سے انہوں نے ایک مسکین کو، ایک یتیم کو اور ایک قیدی پر صدقہ کر دیں۔ مسکین، یتیم اور قیدی تو شکم سیر ہو کر سو گئے لیکن یہ گھرانہ خود فاقے سے سو گیا۔

اے کاش اس دور کا مسلمان اپنی تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھے کہ وہ کس گرووں کا ٹوٹا ہوا تارا ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے اس پر عیاں ہو گا کہ ایک مسلمان تو کجا شہنشاہ وقت کو اپنے غریب ہمسائے کے حق کا کس قدر پاس اور احساس ہوتا تھا۔ ہشام بن عبدالرحمن تخت اندلس پر تیس سال کی عمر میں بیٹھا اس نے رعایا کی فارغ البالی اور خوشحالی کو ہی اپنا مقصد زندگی بنالیا تھا۔ وہ اپنی ذات پر غریبوں کو ترجیح دیتا تھا، رات بھر گلیوں اور کوچوں میں پھر کر لوگوں کی ضروریات معلوم کر کے ان کی حاجت روائی کرتا حتیٰ کہ اس کے ملک میں کوئی مفلس نہ رہا اور نہ کوئی محتاج، مظلوم اور بے کس رہا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات بھی بے شمار ہیں لیکن یاد رہے کہ فضائل سے خلافت بلا فصل نہیں ہوتی اس کے لئے اور دلائل ہیں ہاں فضائل و کمالات میں خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیچھے نہیں ہاں بعض فضائل مخصوصہ بعض دوسرے میں ہوں تو بھی افضلیت ثابت نہیں ہوتی ایسے ہی انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق ہے سوائے ہمارے نبی پاک ﷺ کے کہ آپ علی الاطلاق من کل الوجوہ جملہ مخلوق سے افضل ہیں۔

فاتح خیبر

جنگ خیبر کے موقع پر بڑے بڑے بہادر صحابہ کرام پر چم اسلام لے کر قلعہ قنوس پر حملہ آور ہوئے لیکن اسے فتح نہ کر سکے۔ آخر کار تحریر صادق، سرکارِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا

لا عطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله. (بخاری صفحہ ۵۲۵)

کل میں جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا کہ جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔

دوسری جگہ ہے

ويحبه الله ورسوله. (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۳)

اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتا ہے۔

فرمانِ رسول سننے کے بعد ہر ایک صحابی کی تمنا تھی کہ صبح یہ جھنڈا مجھے مل جائے اور اس فتح کا فخر و شرف مجھے حاصل

ہو شب انتظار میں گزری صبح ہوئی تو امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ

این علی ابن ابی طالب علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں آپ نے فرمایا انہیں بلاؤ تو جناب شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہو گئے۔ طیب دو جہاں امام مرسلان ﷺ نے اپنا لعاب دہن مولا مشکل کشا کی آنکھوں میں ڈال دیا آنکھیں فوراً درست ہو گئیں پھر امام الانبیاء نے امام الاولیاء کو جھنڈا عطا کیا اور فرمایا اے علی لشکر اسلام کے ساتھ خیبر کی طرف جاؤ۔

آپ کی فتح و نصرت کی خبر تو آپ ﷺ پہلے ہی دے چکے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چم اسلام اس شان سے ہاتھ میں لئے چلے کہ ایک ہاتھ میں پرچم اسلام اور دل میں حب خدا اور عشق خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے ہاتھ میں شمشیر، زباں پہ نعرہ تکبیر آخر کار اپنی بے مثال شجاعت سے اسلام کا جھنڈا قلعہ خیبر پر گاڑ دیا۔

خیبر کے قلعہ قموص کا محافظ اور دنیائے کفر و شرک کو زبردست پہلوان، زور آور جوان مرحب تھا، لوہے میں سرتاپا غرق، اہنی گرزوں سے مسلح، آپ کے مقابلے میں بڑے غرور و تکبر کے ساتھ نکلا۔ جناب شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے مرحب!

سمیتنی امی حیدر میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

پھر دونوں دلیروں کا مقابلہ ہوا۔ پہلے مرحب نے آپ پر وار کیا آپ نے ڈھال پر روکا پھر حیدر کرار نے اپنی تلوار کا وار کیا مرحب نے آگے ڈھال کی۔ ذوالفقار حیدری اس پر قہر خدا بن کر ایسی برسی کہ ڈھال کے دو ٹکڑے ہو گئے اور خود کو ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہوئی سر کو کاٹا اور حلق تک جا پہنچی پھر حلق سے گزری تو اس دشمن خدا کے دو ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔

فائدہ

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا گیا ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے پہلے ہی بتا دیا کہ کل جھنڈا اُس کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ لشکر اسلام کو فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ دوسرا یہ کہ وہ اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہو گا تو زبانِ نبوت سے یہ بھی ارشاد ہوا کہ حیدر کرار اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں اور محبوبِ پاک سے بھی عشق کامل رکھتے ہیں۔

فاتح خندق

جنگ خندق دنیائے اسلام کی وہ عظیم جنگ ہے جس میں دشمنانِ اسلام تیس ہزار کا لشکر جرار لے کر اس نیت سے آئے تھے کہ مسلمانوں سے ایک ایسی فیصلہ کن جنگ کی جائے جس سے اسلام کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے چنانچہ جب یہ جنگ شروع ہوئی تو ان پرستارانِ باطل میں ایک شہزادہ عمر ابن ودعہ جیسے ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا اس درندہ صفت انسان نے میدانِ جنگ میں پہنچ کر لاکارا

ہل من مبارز ہے کوئی مسلمان جو میرے مقابلے میں آئے

حضور اکرم ﷺ نے لشکرِ اسلام میں نظر دوڑائی تمام لوگ دم بخود تھے۔ اس نے پھر لاکارا ہے کوئی مسلمان جو میرے مقابلے کے لئے آئے مگر مسلمانوں میں سے کوئی بھی اس کے مقابلے کے لئے نہ نکلا جب اس نے تیسری مرتبہ لاکارا تو جناب شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکلی والے آقا کے قدم چوم کر عرض کی حضور مجھے اجازت مرحمت فرمائی جائے تاکہ اس دشمنِ خدا کا مقابلہ کروں؟ مکلی والے آقا خوش ہو گئے اور اپنا عمامہ ان کے سر پر باندھا، ہاتھ میں تلوار دی اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا علی جاؤ اس دشمن خدا کو تیرے حوالے کیا اور تجھے خدا تعالیٰ کے حوالے کیا

پے تعظیم جھک کر اور ہادی کی رضا لے کر
چلا میدان میں شیر خدا نام خدا لے کر
نہ سینے پہ زرہ تھی اور نہ سر پر خود پہنا تھا
فقط تلوار ہی تلوار ہی مردوں کا گہنا تھا

شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں پہنچے اور عمر ابن ود کو لاکارا وہ بھی مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ ابن ود مشرکین کا سردار تھا اور ادھر مولا علی سید المرسلین کا اطاعت گزار تھا۔

لڑائی شروع ہوئی دونوں شہزادوں کی تلواریں لہرائیں اس منظر کو محبوبِ خدا ﷺ نے دیکھا تو فرمایا
.....الایمان کلہ مع الکفر
مکمل ایمان کفر سے لڑ رہا ہے۔

شیر خدا نے ضربِ حیدری کا وار کیا اور عمر ابن ود کو زمین پر ڈھیر کر دیا خدا والوں نے یہ منظر دیکھا تو صدائے توحید بلند کی۔

فائدہ

یہ محبتِ خدا ہی تھی جس نے شیر خدا کو میدانِ جنگ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے کا دلولہ دیا اور بڑے بڑے زور آور پہلوانوں کو پچھاڑنے کا حوصلہ بخشا۔

فائدہ

مولانا علی مشکل کشارضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ علی المرتضیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا

من كنت مولاه فعلي مولاه (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵)

جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں

علی من وانا منه وهو ولی کل مومن. (مشکوٰۃ ۲۶۴)

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

انتباہ

ان حدیثوں سے بھی خلافتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا فصل ثابت نہیں ہوتی کیونکہ یہ اخبار واحدہ ہیں اور خلافتِ نصوص سے ثابت ہوتی یا اجماع سے۔ علاوہ ازیں یہاں مولیٰ ولی بمعنی دوست ہے اور ”منی و منی“ آپس کی محبت و قربت مراد ہے جیسے علومِ شرعیہ کے قواعد ہیں۔

اخبر رسول

رحمتِ دو عالم ﷺ نے جب مدینہ منورہ میں جلوہ گری فرمائی تو ایک دن آپ نے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارے کا تعلق قائم کر دیا یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا آپس میں برادرانہ تعلقات استوار کرادیئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت اقدس میں روتے ہوئے آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا ہے مگر مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا اے علی انت اخي والدنيا والاخرة. (بخاری)

تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

انتباہ

حضور اکرم ﷺ کا تواضعاً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھائی کہنے سے لازم نہیں آتا کہ ہم بھی آپ کو بھائی کہیں یا مانیں۔

فانهم ولائكن من الوهابیت

حدیث شریف میں ہے

قال رسول الله ﷺ لعلي انت مني وانا منك (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۴)

فرمایا نبی کریم ﷺ نے علی سے کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔

علی مع القرآن والقرآن مع علی. (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۳) علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ۔

علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ، صاحب قرآن علی کے ساتھ اور علی صاحب قرآن کے ساتھ، وہ

نبیوں کے شہنشاہ یہودیوں کے بادشاہ، وہ امام الانبیاء ہیں یہ سرتاج الاولیاء ہیں۔

اجمالی جواب

اشعار مذکورہ میں بعض امور اسی وجہ سے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اجمالی نعمت کبریٰ ہیں (ﷺ) اور ان احادیث قدسیہ

کی وجہ سے جن میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ حدیث پاک میں ہے کہ خالق عالم جل مجدہ نے اس مقصد تخلیق کو آپ کو

مخاطب فرماتے ہوئے یوں بیان فرمایا

ما خلقت خلقا احب الی ولا اکرم لدی منک بک اعطی وبک اخذ وبک اثیب وبک اعاقب

دیکھو

سیدنا محی الدین خاتم فص الولایة المحمدیة محمد بن علی طائی (ابن عربی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وارضاه عنا کی تفسیر جلد اول صفحہ ۲

یعنی میں نے آپ ﷺ کو محبوب ترین محبوب بنایا آپ ﷺ ہی کو اپنے تمام خلق میں مکرم تر گردانا، آپ ﷺ ہی کی خاطر

لینا ہوں، آپ ﷺ ہی کی خاطر دیتا ہوں، آپ ہی کے لئے ثواب سے نوازا کرتا ہوں، آپ ہی کے لئے سزا و عقاب دیتا

ہوں۔

فائدہ

اس حدیث پاک کے سیاق و سباق و کلمات سے دو اہم ترین نکات پر حکمت و برکات نبوت برآمد ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ خالق عالم نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی اپنے اس محبوب سراپاؤ دے کے برابر و ہمسر نہیں بنایا چہ جائیکہ آپ سے

زیادہ محبوب یہ نکتہ کلمات حدیث بالا کے کلمہ ”ملاؤ“ ”خلق سے استفادہ ہے کہ کلمہ ”خلق نکرما“ ہے اور کلمہ

”معر ف نفی اصل وقاعدہ یہ کہ جب نکرہ نفی کے ماتحت آجائے پس یہ نفی عام ہو جاتی ہے اور عموم و استغراق کا افادہ کرتی

ہے۔ یہ نفی اس وقت اسم نکرہ کے سارے افراد کو اپنے حکم نفی میں گھیر لیتی ہے اور اسے کلمہ حصر کہا جاتا ہے۔ دوسرا نکتہ یہ کہ

کلمہ ”بک“ کو حدیث شریف میں فعل ”اعطی، اخذ، اثیب اور“ ”اعاقب“ سے پہلے ذکر فرما کر بھی حصر ہی کے

افادہ کے لئے استعمال فرمادیا ہے اس افادہ حصر کے لئے اردو زبان میں کلمہ ”ہی“ کام میں لایا جاتا ہے یہی کلمہ ”ہی“ نفی و اثبات کو ظاہر کرتا ہے۔ حدیث مذکورہ کے ترجمہ میں ان قواعد و اصول کا خیال کیا گیا ہے۔ (عمید میلاد النبی کا بنیادی مقدمہ)

یاد رہے کہ ”حدیث لولاک“ ہی اس غزل شریف کی بنیادی ماخذ ہے اور وہ حدیث ہمارے نزدیک معنیاً صحیح ہے اور بعض سندات کے لحاظ سے متناً بھی صحیح ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ”شرح حدیث لولاک“ (مطبوعہ)

اصالتِ کُل امامتِ کُل سیادتِ کُل امارتِ کُل
حکومتِ کُل ولایتِ کُل خدا کے یہاں تمہارے لئے

دل لغات

اصالت، اصلیت، خاصیت۔ سیادت، سرداری، پیشوائی، بادشاہی۔ امارت، امیری، سرداری۔ ولایت، ملک، راج، سلطنت، اقرب خداوندی۔

شرح

جملہ اصالت اور کُل کائنات کی امامت اور سرداری اور جملہ ملک راج اور جملہ حکومت اور اللہ تعالیٰ کی ہر ولایت و سلطنت آپ کے لئے ہے۔

اصالتِ کُل

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ذاتِ حق ہے باقی سب اسی کے پر تو وجود سے موجودیوں ہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذاتِ مصطفیٰ ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیض موجود۔ مرتبہ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب اور سارا جہان اس کے آئینے۔

وفی هذا اقول خالق کل الوری ربک لا غیرہ نورک الوری غیرک لم یس لن ای لم یوجد
ولیس موجوداً۔ ولن یوجد ابداً

نور محمدی ﷺ کا جس طرح عالم اپنی ابتداء وجود میں محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا کچھ نہ بنتا یوں ہی ہر شی اپنی بقاء میں اس کی دست نگر ہے آج اس کا قدم در میان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فناً محض ہو جائے۔

وہ جو تھے تو کچھ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

امامتِ کل

امامتِ صغریٰ ہو یا کبریٰ دراصل آپ کے لائق ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی موجودگی میں کسی کی امامت جائز نہ تھی یہی ایک وجہ اس بی بی صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوبارہ اس کی قبر پر نمازِ جنازہ کی بھی تھی کہ وہ راتِ کوفت ہوئیں تو کسی نے نمازِ جنازہ پڑھا دی۔ اس کی تفصیل و تحقیق فقیر کے رسالہ ”القول المؤید“ میں ہے یہی راز پنہاں تھا کہ شبِ معراج آپ نے تمام انبیاء و ملائکہ کی امامت فرمائی جیسا کہ روح البیان و سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ جب معراج کا دولہا (ﷺ) مسجد اقصیٰ میں جلوہ افروز ہوا تو وہاں پر از آدم تا عیسیٰ علیہم السلام کو استقبال کے لئے موجود پایا۔ پھر اذان و تکبیر ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے تمام انبیاء و ملائکہ کی امامت فرمائی

نمازِ اسریٰ میں تھا یہی سرعیاں ہو معنی اول آخر کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آخر کر گئے تھے

حضراتِ انبیاء و مرسلین کی سات صفیں تھیں تین انبیاء و مرسلین اور باقی چار انبیاء کی۔ ابراہیم علیہ السلام آپ کے بالکل پیچھے اسمعیل علیہ السلام دوسری داہنی طرف۔

سیادتِ کل

وہ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائبِ اعظم اور علی الاطلاق خلیفہ معظم ہیں اسی لئے کل جہان کی سرداری بھی آپ کو بخشی ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا سید الناس یوم القیمة وھل تدرون مماد لک یجمع اللہ اولین و الاخرین فی صعید واحد

الحديث بطوله

میں روزِ قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ہموار میدان میں جمع کرے گا پھر حدیثِ طویل شفاعت ارشاد فرمائی۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور ﷺ کے لئے ثرید و گوشت حاضر ہوا حضور اکرم ﷺ نے دستِ گوسفند کو ایک بار دندانِ اقدس سے شرف کیا اور فرمایا

میں قیامت کے دن سردارِ مردم ہوں

انا سید الناس یوم القیمة

پھر دوبارہ اس گوشت سے قدرے تناول کیا اور فرمایا

میں قیامت کے دن سردارِ جہانیاں ہوں

انا سید الناس یوم القیمۃ

جب حضور اکرم ﷺ نے دیکھا مکرر فرمانے پر بھی صحابہ وجہ نہیں پوچھتے فرمایا

پوچھتے نہیں کہ یہ کیونکر ہے؟

الا تقولون کیف

صحابہ نے عرض کی

ہاں اے اللہ کے رسول یہ کیونکر ہے

کیف ہو یا رسول اللہ

فرمایا

لوگ رب العلمین کے حضور کھڑے ہوں گے

يقوم الناس لرب العلمین

پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی۔

فائدہ

چونکہ صحابہ کو اجمالاً حضور اکرم ﷺ کی سیادتِ مطلقہ معلوم تھی معہذا چونکہ جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے چون و چرا کی کیا مجال! لہذا وجہ نہ پوچھی مگر نہ جانا کہ حضور اکرم ﷺ اس وقت تفصیلاً اپنی سیادتِ کبریٰ کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہوتا کہ اوقع فی انفس ہو۔ آخر جب صحابہ مقصود والا کو نہ سمجھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو متنبہ فرمایا کہ سوال کیا اور جواب ارشاد فرمایا۔ (تجلی الیقین مع حاشیہ ۵۲)

تمہاری چمک تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری مہک

زمین و فلک سماک و سمک میں سکے نشان تمہارے لئے

حل لغات

چمک، روشنی، جھلک، بھر۔ دمک، چمک، متمتاہٹ۔ مہک، خوشبو۔ سماک بالکسر نام ستارہ، منازلِ قمر میں وہ چودہویں منزل ہے سمک، بفتختمین، مچھلی۔ سکے، ڈھلا ہوا سونا، چاندی جو ملک میں چلے، قاعدہ، حکم۔

شرح

آپ کی چمک و دمک اور آپ کی جھلک و مہک آسمان و زمین کے چپے چپے پر ہے اور تحت الثریٰ سے عرشِ معلٰی تک آپ کا حکم نافذ ہے۔

اس شعر میں تین امور خصوصیت سے مذکور ہیں۔

(۱) عالم کائنات میں صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کی چمک دمک ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

لنا شمس و للافاق شمس و شمسی فرق من شمس السمائی

و شمس السماء تطلع بعد فجر و شمسی تطلع بعد العشاء

ایک ہمارا آفتاب (رسالت) اور ایک کائنات کا آفتاب ہے لیکن آسمان کے آفتاب سے ہمارے آفتاب کو برتری و فوقیت حاصل ہے۔ اس لئے کہ آسمان کا آفتاب تو طلوع فجر کے بعد آتا ہے لیکن میرا آفتاب عشاء کے طلوع کے طلوع کرتا ہے۔

مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۹۵ علامہ شیخ بدرالدین زرکشی محدث مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہ

رسالت میں اپنی عقیدت و محبت کا نذرانہ یوں پیش کرتے ہیں

کا البدر من ای النواحی جنتہ یهدی الی عینیک نوراً ثاقباً

آپ ﷺ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہیں جس سمت سے بھی تو زیارت کرے گا تیری آنکھیں چمکتے ہوئے نور سے فیض یاب ہوں گی

کا الشمس فی کبد السماء وضوءھا یغشی البلاد مشارقاً و مغارباً

حضور اکرم ﷺ آسمانی آفتاب کی طرح نور ہیں اور آفتاب کی طرف آپ کا نور بھی دنیا کے مشرق و مغرب کو روشن کر رہا ہے۔

زرقانی شریف شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۸۰ میں ہے کہ حضرت امام ابن الحارثی محدث بارگاہ رسول ﷺ میں

اظہار عقیدت فرماتے ہیں

بقولون یحکمی البد ر فی الحسن وجہہ و بدر الدجی عن ذلک الحسن یخط

عام لوگ حضور اکرم ﷺ کے چہرہ انور کو بدر منیر سے حکایت کرتے ہیں حالانکہ خود بدر منیر آفتاب نبوت کے حسن سے مستیز ہے۔

تیری مہک

یہ کمال اسے سمجھ آئے گا جو آپ کے دیدار پُر انوار سے ہر وقت سرشار ہے وہ آپ کی مہک ہر وقت محسوس کرتا ہے۔

احادیث مبارکہ

حضرت جابر و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

كان رسول الله ﷺ اذا مر في طريق من طرق المدينة وجدوا منه رائحة الطيب وقالوا مر رسول الله ﷺ من هذا الطريق

(دارمی، بیہقی، ابونعیم، بزار، ابویعلیٰ، دلائل النبوة صفحہ ۳۸۰، خصائص جلد ۱ صفحہ ۶۷، زرقانی جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

کہ حضور اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ کی کسی گلی میں سے گزرتے تو لوگ اس گلی سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس گلی میں حضور ﷺ کا گزر ہوا ہے۔

عبرز میں عبیر ہوا مشک تر غبار ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگزر کی ہے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور اکرم ﷺ کو غسل دیا تو

سقطت منه ریح طيبة لم نجد مثلها قط۔ (شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۴۱)

آپ سے ایسی پاکیزہ خوشبو پھیلی کہ ہم نے اس کی مثل کبھی نہیں پائی۔

عقیدہ اہل سنت کا مشاہدہ

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اب بھی اسی طرح زندہ بحیۃ حسی حقیقی ہیں۔ اس کی دلیل ایک یہ بھی ہے

کہ اب بھی مدینہ منورہ کے درود یوار اور وہاں کی خاک مبارک سے خوشبوئیں آرہی ہیں جنہیں مہبان و عاشقان جناب محمد مصطفیٰ ﷺ شامہ محبت سے محسوس کرتے ہیں۔

ابن بطال کا قول ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں رہتا ہے وہ اس کی خاک مبارک اور درود یوار سے خوشبو محسوس کرتا

ہے۔ (وفاء الوفاء شیخ الاسلام السہودی)

اور یاقوت نے کہا کہ من جملہ خصائص مدینہ اس کی ہوا کا خوشبو دار ہونا ہے اور وہاں کی بارش میں بوئے خوش

ہوتی ہے جو کسی اور جگہ کی بارش میں نہیں ہوتی۔

حضرت ابو عبید اللہ عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا فما المسک والکافور والصندل الرطب

رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے مدینہ منورہ کی ہوا خوشبودار ہوگئی پس کیا ہے کستوری اور کافور اور کیا ہے عطر صندل تر و تازہ۔

سکہ نشان

کُل عالم پر قبضہ کیوں نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام خزانوں کی چابیاں آپ کو عطا فرمائیں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

من یرد اللہ بہ خیر یفقہہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی۔ (متفق علیہ)

کہ جس شخص کے حق میں اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ رکھتا ہے اسے دین میں سمجھ دے دیتا ہے (یعنی اسے شریعت و طریقت و حقیقت

کا عالم بنا دیتا ہے اور سوائے اس کے نہیں) میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا۔

اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا دینے والا ہے اور رسول اللہ ﷺ اس کی تقسیم کرنے والے ہیں پس

جو کچھ کسی کو اللہ تعالیٰ دیتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی تقسیم سے ملتا ہے یہاں معطی کا مفعول مذکور نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ

ہر چیز جس کا دینے والا خدا ہے اس کے تقسیم کرنے والے رسول کریم ﷺ ہیں۔

انتباہ

اس حدیث شریف کے عموم سے حضور اکرم ﷺ کے کُل جملہ عالم کے بے عطاء خدا تعالیٰ شہنشاہ ہیں جیسا کہ اس

حدیث کی تحقیق فقیر اسی شرح حدائق بخشش جلد دوم میں لکھ چکا ہے۔ اب خزانوں پر قبضہ کی تصریح بھی ملاحظہ ہو

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال بعثت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب و بینا انا نائم رأیتنی

أتیت بمفاتیح خزائن الأرض فوضعت فی یدی۔ (متفق علیہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا یعنی مجھے کلماتِ جامع عطا کئے گئے جن کے الفاظ

تھوڑے اور معانی بہت ہیں اور رعب کے ساتھ مدد کیا گیا اور میں سویا ہوا تھا کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میرے پاس

زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۴)

اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہیں۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”خزان اللہ فی ید حبیب اللہ“ کا مطالعہ کریں۔

وہ کنز نہاں یہ نورِ فشاں وہ کن سے عیاں یہ بزمِ فکان
یہ ہر تن و جاں یہ باغِ جناں یہ سارا سماں تمہارے لئے

حل لغات

کنز نہاں، پوشیدہ خزانہ۔ نورِ فشاں، نور پھیلا نے والا۔ کن، وہ ارادہ ربانی جو حوادث کے پیدا کرنے سے متعلق ہوا۔ بزم، مجلس۔ فکان مجازاً بمعنی مخلوق۔ جناں، بہشت۔ سماں، زمانہ، وقت، موقعہ، محل، لطف، اچھی فصل، جو بن۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ خزانہ مخفی آپ کے لئے ہے تو یہ نور پھیلا نے نوری مخلوق آپ کے لئے اور کن سے جو اشیاء ظاہر ہوئیں وہ بھی آپ کے لئے اور جنتوں کے باغات آپ کے لئے اور یہ جملہ کائنات کی بزمِ آپ، ہر جسم اور ہر جان آپ کے لئے بلکہ سارا زمانہ ہی آپ کے لئے ہے۔
حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا محمد انت نور نوری و سرسری و کنور ہدایتی و خزائن معرفتی جعلت فذلک ملکی من العرش
الیٰ ما تحت الارضین کلہم یطلبون رضائی و انا اطلب رضاک یا محمد (بخاری المصنوع صفحہ ۵۱)

اے محمد! تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کاراز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الارضیٰ تک تجھ پر قربان کر دیا عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

ظہور نہاں قیام جہاں رکوع مہاں سجود شہاں
نیازیں یہاں نمازیں وہاں یہ کس کے لئے تمہارے لئے

حل لغات

ظہور، ظاہر ہونا۔ نہاں، پوشیدہ۔ قیام، کھڑا ہونا۔ مہاں، منہ کی جمع بمعنی سردار، افسر۔ ہاں بمعنی نعم یہ کس لئے ہے

اس کا جواب ہاں (نعم) ہے۔

شرح

عدم سے ظہور ہوا تو اے محبوب خدا ﷺ آپ کے لئے اور جملہ جہانوں کا قائم ہونا آپ کے لئے ہے سرداروں کی نیاز مندی آپ کے لئے، بادشاہوں کا سر تسلیم خم ہونا آپ کے لئے، ہم یہاں عجز و نیاز سے زندگی بسر کر رہے ہیں تو آپ کے لئے اور وہاں کی نمازیں کس لئے آپ کے لئے۔

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر و برگ و ثمر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لئے

دل لغات

سپر، ڈھالی۔ کمر، جسم کا درمیانی حصہ، پیٹھ، پیٹی، محراب، فوج کا پہلو وغیرہ۔

شرح

اے حبیب کبریا ﷺ شمس و قمر، شام و سحر سب آپ کے لئے ہیں، درختوں کے پتے اور خود جملہ اشجار آپ کے لئے، یہ باغات اور ان کے پھل آپ کے لئے، یہ تلواریں اور ڈھالیں اور شاہوں کے تاج اور کمر بند سب آپ کے لئے بلکہ جملہ عالم کی حکمرانی آپ کے لئے ہے۔

یہ فیض دیئے وہ جو دے کئے کہ نام لئے زمانہ ہے
جہاں نے لئے تمہارے دیئے یہ اکرمیاں تمہارے لئے

دل لغات

اکرمیاں، عطائیں، بخششیں۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے طفیل فیض و عطا ہوئے اور جو دو سخا نصیب ہوئے آپ نے نام مبارک کی برکت سے زمانہ بھر زندہ ہے آپ کے طفیل سے عطائیں فرمائیں زمانہ بھر نے حاصل کیں یہ تمام بخششیں آپ ہی کا صدقہ ہے۔

سحابِ کرم روانہ کئے کہ آپ نعم زمانہ ہے
جو رکھتے تھے ہم وہ چاک پیئے یہ ستر بداں تمہارے لئے

دل لغات

سحاب، بادل۔ نعم (بکسر النون وفتح العین) نعمتیں، نعمت کی جمع۔ چاک، کٹا ہوا، پھٹا ہوا۔ سینے از سینا۔ ستر، وہ جگہ جس کا مرد و عورت کو چھپانا ضروری ہے۔ بداں، بد (برا) کی جمع ہے۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کے صدقے اللہ تعالیٰ نے بادل رحمت کے بھیجے تاکہ سرازمانہ نعمتوں کے پانی پئے جو چاک ہم رکھتے تھے وہ آپ نے سینے اور بروں کی سرعیو بیان آپ کے طفیل ہوئیں۔

شاکا نشان وہ نور نشان کہ مہر و نشان با آہمہ شان
بسایہ کشا مواکب شاں یہ نام و نشان تمہارے لئے

دل لغات

و نشان، وش کی جمع ہے بمعنی مانند، مثل۔ مواکب، مواکب کی جمع، لشکر، فوج۔

شرح

شاکا نشان ہو یا نور پھیلائے والے یا مہر و ماہ جیسے محبوب ہوں یا کوئی ہو باوجود اس کے کہ ان کی شان ارفع و اعلیٰ ہے لیکن وہ حضور اکرم ﷺ کی سواری کے لشکر سایہ کی طرح قدموں میں گرتے پڑتے بھاگتے پھرتے ہیں بلکہ یہ تمام نام و نشان سب حضور اکرم ﷺ آپ کے لئے تو ہے۔

عطاءے ارب جلائے کرب فیوض عجب بغیر طلب
یہ رحمت رب ہے کس کے سبب برت جہاں تمہارے لئے

دل لغات

ارب، سو کروڑ۔ جلا، بکسر الجیم۔ کرب، دکھ، درد۔ تکلیف، بے چینی، اب معنی ہوا دکھ درد دور کرنا، ہٹانا۔ برت، آمدنی، جاگیر، حق۔

شرح

بے شمار عطائیں مخلوق کے دکھ درد دور کرنے کے لئے ہیں اور یہ فیوض بھی عجیب ہیں کہ بغیر طلب کے عطا ہو رہے ہیں۔ یہ سب رب تعالیٰ کی رحمت ہے یہ جہان کی تمام نعمتیں ہمارے لئے کس کے سبب اور طفیل ہیں۔ اے حبیب

خدا ﷻ یہ سب آپ کے صدقے ہیں۔

ذُنب فنا عیوب ہبا قلوب صفا خطوب روا
یہ خوب عطا کردب زواپئے دل وجان تمہارے لئے

دل لغات

ہبا بفتح غبار و گرد ہوا کہ سورج کی روشنی سے درپچوں میں نظر آتی ہے اور مجازاً بمعنی حقیر و ذلیل و ناچیز۔ خطوب،
ضمین جمع خطب بفتح الحاء و سکون دوم بمعنی کار، بزرگ (بڑا سخت امر) زوار، امر اب مرکب فاعلی ہے بمعنی دکھ درد دور
کرنے والی۔ پئے، برائے، واسطے، لئے۔

شرح

گناہوں کا معاف کر کے ختم کر دینا اور عیبوں کا چھپ جانا اور محبوبانِ خدا کے قلوب کی صاف و شفاف ہونا اور
بہترین عطائیں جو دکھ درد ہٹانے والی ہیں یہ صرف اور صرف آپ کے خوش کرنے کے لئے ہیں۔

نہ جن و بشر کہ آٹھ پہر ملائکہ در پہ بستہ کمر
نہ جبہ و سر کہ قلب و جگر ہیں سجدہ کنناں تمہارے لئے

دل لغات

جبہ، ماتھا۔

شرح

اے حبیبِ کبریا، شہ ہر دوسرا ﷻ نہ صرف جن و بشر بلکہ آٹھوں پہر ملائکہ کرام کمر بستہ ہو کر آپ کے درِ اقدس پر
نہ صرف پیشانی اور سر گرڑ رہے ہیں بلکہ قلب و جگر سے آپ کو سجدہ ریز ہیں۔

ان تمام کی خدمت گاری کو فقیر نے اسی شرح حدائق بخشش کی جلد پنجم میں تفصیل سے عرض کر دیا ہے۔

نہ روح امین نہ عرش بریں نہ لوحِ ممیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لئے

شرح

اے حبیب کریم ﷺ نہ صرف روح الامین اور نہ صرف عرش بریں اور نہ صرف لوح محفوظ بلکہ کوئی کہیں ہو کسی کو خبر نہیں جو آپ پر ازل میں پوشیدہ اسرار و رموز آپ پر کھلے۔

جبریل علیہ السلام کا عجز و انکسار اور حضور اکرم ﷺ کی بلند پرواز کی تفصیل فقیر نے اسی شرح حدائق میں تفصیل سے لکھی مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ”معراج المصطفیٰ“ میں پڑھیے۔

جناں میں چمن چمن میں سمن سمن میں پھن پھن میں دولہن
سزائے محن پہ ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لئے

دل لغات

چمن، چھوٹا باغ، سبز کیاری۔ سمن، چنبلی۔ پھن، سجاوٹ، خوبصورتی، زیبائش۔ محن، بکسر المہم و بفتح الحاء محنت کی جمع، رنج، دکھ، مشقت۔ منن بکسر المہم و بفتح النون۔ منت کی جمع احسان۔

شرح

جنت میں سرسبز باغ اور باغ میں چنبلی اور چنبلی میں خوب سجاوٹ اور یہ سجاوٹ و خوبصورتی بھی دولہن والی یہ سب کچھ امت کو نصیب ہوگا لیکن تعجب یہ ہے کہ یہ امت (اکثریت) تو سزاؤں اور مشقت میں ڈالنے کے لائق تھی لیکن اس کے بجائے امن و اماں نصیب ہوا تو اے حبیب خدا ﷺ آپ ہی کا صدقہ ہے۔

یہ طور کجا سپہر تو کیا کہ عرشِ علا بھی دور رہا
جہت سے ورا وصال ملا یہ رفعت شاں تمہارے لئے

دل لغات

طور، پہاڑ۔ سپہر، آسمان۔ علا، بلند، غیاث میں ہے بضم اول و فتح نیز بلند و بزرگی۔ ورا، پیچھے، سوا، علاوہ۔ رفعت بالکسر بلندی۔

شرح

یہ طور کیا شے ہے اور آسمان بھی کچھ نہیں بلکہ عرشِ علا بھی دور رہ گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا وصال با کمال نصب ہوا اے حبیب کریم ﷺ یہ رفعت شان صرف اور صرف آپ کے لئے ہے۔

کمال مہان جلال شہاں جمال حسان میں تم ہو عیاں

کہ سارے جہاں میں روزِ فکاں ظلِ آئینہ ساں تمہارے لئے

حل لغات

مہاں، سردار۔ حسان، خوبصورت۔

شرح

جملہ کائنات کے سرداروں کا کمال اور تمام بادشاہوں کا جلال اور تمام حسینوں کا حسن و جمال اے حبیبِ خدا ﷺ

آپ میں ہے کیونکہ سارے جہاں میں کائنات کا دن جو آئینے جیسا سایہ ہے یہ سب آپ کے لئے ہے۔

خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی

یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

شرح

اس حدیث شفاعت کبریٰ کی طرف اشارہ ہے جس میں ہے جملہ بنو آدم (عوام) میدانِ حشر میں پریشان ہو کر

انبیاء علیہم السلام کو شفاعت کا عرض کریں گے تو سب جواب دے دیں گے لیکن حضور اکرم ﷺ خود بلائیں گے اور بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر ان کی شفاعت فرمائیں گے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ تجلی الیقین صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں کہ شفاعت کی حدیثیں خود متواتر ہیں اور یہ

بھی ہر مسلمان صحیح الایمان کو معلوم کہ یہ قبائے کرامت اس مبارک اقامتِ شیان امامت سزاوارِ زعامت کے سوا کسی

قدو بالا پر راست نہ آئی، نہ کسی نے بارگاہِ الہی میں ان کے سوا یہ وجاہت عظمیٰ و محبوبیت کبریٰ و اذن سفارش و اختیار

گزارش کی دولت پائی تو وہ سب حدیثیں تفضیل جمیل محبوب جلیل صلوات اللہ وسلامہ علیہ پر دلیل۔ مگر میں صرف وہ چند

احادیث نقل کرتا ہوں جن میں تصریحاً سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عجز اور حضور ﷺ کی قدرت بیان فرمائی۔

سوال

انبیاء علیہم السلام کا عجز اور حضور اکرم ﷺ کی قدرت کے ذکر اپنے نبی علیہ السلام کو بڑھانا اور دوسروں کو گھٹانا لازم

آتا ہے یہ تو مناسب ہے اس کا جواب حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کے قلم سے پڑھیے۔

صواب است کہ ہمہ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین از در آمدن دریں مقام و اقدام بریں کا

رعاجز وقاصر اندیجز سید المرسلین و امام النبیین کہ بہ نہایت قرب و عزت و مکانت مخصوص است

و محمود و محبوب حضرت اوست۔ (شرح مشکوٰۃ حاشیہ تجلی الیقین)

درست بات یہ ہے تمام انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین اس مقام پر جلوہ افروز ہو کر اقدام شفاعت سے عاجز و قاصر ہیں سوائے رسولوں کے سردار اور نبیوں کے امام کے جو کہ انتہائی قرب، عزت اور رفعت مکانی کے ساتھ مختص ہیں اور بارگاہ الہی میں محبوب و محمود ہیں۔

تفصیل حدیث شفاعت کبریٰ

امام احمد رضا نے تجلی الیقین میں نہایت ہی جامع و مختصر الفاظ میں طویل مضمون کو تحریر فرمایا ہے انہی کے قلم مبارک سے حدیث شفاعت کبریٰ سے بہرہ ہوں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا مضمون تجلی الیقین میں یوں ہے۔

ارشاد بست و ہشتم

حدیث موقف مفصل مطوّل احمد و بخاری و مسلم و ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے انس اور ترمذی و ابن خزیمہ نے ابوسعید خدری اور احمد و بزار و ابن حبان و ابویعلیٰ نے صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور احمد و ابویعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعاً الی سید المرسلین ﷺ اور عبد اللہ بن مبارک و ابن ابی شیبہ و ابن ابی عاصم و طبرانی نے بسند صحیح سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی۔ ان سب کے الفاظ جدا جدا نقل کرنے میں طویل کثیر ہے لہذا میں ان کے منظم لفظوں کو ایک منظم سلسلہ میں یکجا کر کے اس جانفزا قصہ کی تلخیص کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

روز قیامت ۲ (۱) اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان وسیع و ہموار میں جمع کرے گا کہ سب دیکھنے والے کے

۱۔ آپ نے اس روایت میں جو اشارے فرمائے ہیں ان کی تفصیل خود بتائی ہے۔

۲۔ ہر چند یہ چھ صحابہ سے چھ حدیثیں ہیں مگر صرف دو ہی شمار میں آئیں کہ حدیث ابو ہریرہ اسی کا تتمہ ہے جو ارشاد اول میں گزری اور حدیث ابوسعید اگرچہ ترمذی نے فضائل میں اسی قدر مختصر روایت کی جتنی ارشاد سوم میں گزری مگر تفسیر میں بعض سند مطوّل لائے جس کی وجہ سے یہ حدیث اس کا تتمہ ہے اور حدیث صدیق اکبر یعنی حدیث ارشاد ہفتم ہے اور حدیث ابن عباس حدیث ارشاد بیجد ہم لہذا ان چار کا مکرر شمار نہ ہوا اور صرف حدیث انس و حدیث سلمان تعداد میں آئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

فائدہ:۔ یہ حروف بحساب اسجد الف سے واؤ تک انہیں چھ حدیثوں کی طرف اشارہ ہیں کہ میں نے حدیث اول کو کہ میرے مطلب میں زیادہ مفصل ہے اصل کیا اور باقی پانچ میں جو زیادتیاں ہیں با اشارہ حروف انہیں متمیز کر دیا۔ ۱۲ منہ

پیش نظر ہوں اور پکارنے والے کی آوازیں سنیں۔ (۵) دن طویل ہوگا۔ (۶) اور آفتاب کو اس روز دس برس کی گرمی دیں گے۔ پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کرینگے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائے گا، پسینے آنے شروع ہوں گے۔ آدم پسینہ تو زمین جذب ہو جائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں گے اور غرپ غرپ کرینگے جیسے کوئی ڈبکیاں لیتا ہے۔ (۱) قرب آفتاب سے غم و کرب اس درجہ کو پہنچے گا کہ طاقت طاق ہوگی تاب تحمل نہ رہے گی۔ (۲) رہ رہ کر تین گھبراٹیں لوگوں کو اٹھیں گی۔ (۱) آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں ہو، کس حال کو پہنچے، کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب کے پاس شفاعت کرے۔ (ب) کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے (۱) پھر خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے باپ ہیں ان کے پاس چلنا چاہیے بس آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائینگے۔ (۲) اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے۔ (۱) عرض کریں گے (۲) اے باپ ہمارے (۱) اے آدم آپ ابوالبشر ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا (ب) اور سب چیزوں کے نام سکھائے (۲) اور آپ کو اپنا صنفی کیا۔ (۱) آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے (ب) کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے (۱) آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

(ب) **لست هنا کم (۵) انه لم يهمني اليوم الا ان ربى قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن**

يغضب بعده مثله نفسى نفسى اذهبوا الى غيرى

میں اس قابل نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا خوف ہے، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

(۵) عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے (۲) اپنے پدر ثانی (۱) نوح کے پاس جاؤ (ب) کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا وہ خدا کے شاگرد بنے ہیں۔ (۱) لوگ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے نوح و اے نبی اللہ (۱) آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں اللہ نے عبد شکور آپ کا نام رکھا (۲) اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کا فرمان نشان نہ رکھا۔ (۱) آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچے آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے (۵) کہ ہمارا فیصلہ

کر دے۔ (۱) نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

(ب) لست هناکم د لیس ذاکم عندی (۵) انه لایہمنی الیوم الا نفسی (۱) ان ربی غضب الیوم

غضبالم یغضب قبلہ مثله ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی اذہبوا الی غیری

میں اس قابل نہیں یہ کام مجھے سے نہ نکلے گا، آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں۔ میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

(۵) عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے (ب) خلیل الرحمن (۱) ابراہیم کے پاس جاؤ (د) کہ اللہ نے انہیں اپنا دوست کیا ہے۔ (۱) لوگ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کریں گے (۵) اے خلیل الرحمن، اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں اس کے خلیل ہیں آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے (۵) کہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ (۱) آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

(ب) لست هناکم (د) لیس ذاکم عندی (۵) لایہمنی الیوم الا نفسی (۱) ان ربی قد غضب الیوم غضباً

لم یغضب قبلہ مثله ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی اذہبوا الی غیری

میں اس قابل نہیں، یہ کام میرے کرنے کا نہیں، آج مجھے اپنی جان کا تردد ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ (۵) عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے (۱) تم موسیٰ کے پاس جاؤ (ب) وہ بندہ جسے خدا نے توریت دی اور اس سے کلام فرمایا اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ کیا۔ (۱) لوگ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی، اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے، آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس صدمہ میں ہیں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

(ب) لست هناکم (د) لیس ذاکم عندی (۵) انه لایہمنی الیوم الا نفسی (۱) ان ربی قد غضب الیوم

غضباً لم یغضب قبلہ مثله . ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی اذہبوا الی غیری

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا، مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے

کہ ایسا نہ کبھی کیا تھا اور نہ کبھی کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا خیال ہے، مجھے اپنا جان کا خطرہ ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

(و) عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے (۱) تم عیسیٰ کے پاس جاؤ (ب) وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کی روح (د) کہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مُردے چلاتے تھے۔ (۱) لوگ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے اے عیسیٰ آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القاء فرمایا اور اس کی طرف کی روح ہیں، آپ نے گہوارے میں کلام کیا، اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس اندوہ میں ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچے۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

(ب) لست ہانکم (د) لیس ذاکم عندی (ہ) انه لایہمنی الیوم الا نفسی (۱) ان ربی قد غضب الیوم

غضباً لم یغضب قبلہ مثله . ولن یغضب بعدہ مثله نفسی نفسی اذہبوا الی غیری

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا، مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں، میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے نہ کبھی ایسا کیا نہ کرے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا سوچ ہے، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

(و) عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے

(۱) یتوا عبدا فتح اللہ علی یدیہ ویجئی فی ہذا الیوم امنا (د) انطلقوا الی سید ولد آدم فانہ اول من

تدشق عنہ الارض یوم القیامۃ (ب) یتوا محمداہ ان کل متاع فی وعاء مختوم علیہ (۱) کان یقدر

علی مافی جوفہ حتی یفرض الخاتم

تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ نے فتح رکھی ہے، اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے، اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے، تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ بھلا کسی سر بھر ظرف میں کوئی متاع ہو، اس کے اندر کی چیز بے مہر اٹھائے مل سکتی ہے، لوگ عرض کریں گے، نہ۔ فرمائیں گے

ان محمداً ﷺ خاتم النبیین وقد حضر الیوم (۱) اذہبوا الی محمد (د) فلیشفع لکم الی ربکم

یعنی اسی طرح محمد ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں (تو جب تک وہ باب فتح نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کر سکتا) اور آج وہ یہاں تشریف

فرما ہیں تم انہیں کے پاس جاؤ چاہئے کہ وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کریں اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے، مصیبت کے مارے، ہاتھ پاؤں چھوڑے، چار طرف سے امیدیں توڑے، بارگاہ عرش جاہ، بیکس پناہ، خاتم دورہ رسالت، فاتح باب شفاعت، محبوب لہ باوجاہت، مطلوب بلند عزت، بجاء عاجزان، ماوائے بیکساں، مولائے دو جہان، حضور پر نور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ وازکی تحیات واللہ و انمی برکات اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ و عیالہ میں حاضر آئے اور ہزار ہزار ان ہزار نا لہائے زار و دل بیقرار و چشم اشکبار یوں عرض کرتے ہیں

(۱) یا محمد (و) یا نبی اللہ انت الذی فتح اللہ بک وجئت فی هذا الیوم امناً انت رسول اللہ و خاتم

الانبیاء اشفع لنا الی ربک (۱) فلیقض بیننا (۱) الا ترای الی مانحن فیہ الا ترای ما قد بلغنا۔

اے محمد اے اللہ کے نبی آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا اور آج آپ آمن و مطمئن تشریف لائے۔ حضور اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے، حضور نگاہ تو کریں ہم کس درد میں ہیں، حضور ملا حظہ تو فرمائیں ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔ (ب) حضور پر نور ﷺ ارشاد فرمائیں گے ”انا لہ (۱) ان صاحبکم“ شفاعت کے لئے ہوں میں تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تمام موقف میں ڈھونڈھ پھرے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بارک و شرف و مجد و کرم۔ اس کے بعد حضور نے اپنی شفاعت کی کیفیت ارشاد فرمائی۔ یہ نصف حدیث کا خلاصہ ہے۔

مسلمان اسی قدر کو بنگاہ ایمان دیکھے اور اولاً حق جل و علا کی یہ حکمت جلیلہ خیال کرے کہ کیونکر اہل محشر کے دلوں میں ترتیب و ارانبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جانا الہام فرمائے گا اور دفعۃً بارگاہ اقدس سید عالم ﷺ میں حاضر نہ لائے گا کہ حضور تو یقیناً شفیع مشفع ہیں۔ ابتداء یہیں آتے تو شفاعت پاتے مگر اولین و آخرین و موافقین و

۱۔ بلفظ اس سنیہ کے رد میں ہیں جو شفاعت بالوجاہت و شفاعت بالحبیۃ کو نہیں مانتا حالانکہ ہیئتہ اسباب شفاعت یہی ہیں اور ان کے جو معنی اس نے تراشے وہ اس کی نری زبان و رازیاں ہیں پھر شفاعت بالاذن کا جو مطلب گھڑا محض باطل اور اللہ تعالیٰ کی جانب میں بے ادبی پر مشتمل۔ جیسا کہ حضرت والد قدس سرہ الماجد نے تزکیۃ الایقان اور دیگر علمائے اہل سنت نے اپنی تصانیف میں تحقیق فرمایا۔ پھر احادیث کثیرہ کو اہ ہیں کہ اس کے گھڑے ہوئے معنی ہرگز واقع نہ ہوں گے تو اس نے اس پر دے میں اصل شفاعت سے انکار کیا کہ جو مانتا ہے وہ ہوگی نہیں اور جو ہوگی اسے مانتا نہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ میں وجود انسان کا منکر نہیں مگر لوگ جسے انسان کہتے ہیں وہ معدوم ہے۔ موجود یہ ہے کہ اس کے پانچ ہاتھ ہوں اور بائیس کان ہوں اور ستائیس ناکیں اور پینتالیس منہ اور پہاڑ پر چڑھ کر پیڑ پر بسیرا لیتا ہو۔ ہر عاقل جانے گا کہ یہ احمق سرے سے انسان ہی کا منکر ہے اگرچہ براہ عیاری لفظ انسان کا مقرر ہے۔

مخالفین خلق اللہ جمیع پر کیونکر کھلتا کہ یہ منصب افسانہ خدائی پیدا کر مولا نے اعظم ﷺ کا حصہ خاصہ ہے جس کا دامن رفیع جلیل و منبع تمام انبیاء و مرسلین کے دست ہمت سے بلند و بالا ہے۔ پھر خیال کیجئے کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں کان اس حدیث سے آشنا اور بے شمار بندے اس حال کے شناسا عرصات محشر میں صحابہ و تابعین و ائمہ و محدثین و اولیائے کاملین و علمائے عالمین سبھی موجود ہوں گے پھر کیونکر یہ جانی پہچانی بات دلوں سے ایسی بھلا دی جائے گی کہ اتنی کثیر جماعتوں میں ان طویل مدتوں تک کسی کو اصلاً یاد نہ آئے گی۔ پھر نوبت بہ نوبت حضرات انبیاء سے جواب سنتے جائیں گے۔ جب مطلق دھیان نہ آئے گا کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سچے منبر نے پہلے ہی بتایا ہے۔ پھر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھئے وہ بھی یکے بعد دیگرے انبیائے مابعد کے پاس بھیجتے جائیں گے۔ یہ کوئی نہ فرمائے گا کہ کیوں بیکار پھر رہے ہو تمہارا مطلوب اس پیارے محبوب ﷺ کے پاس ہے۔ یہ سارے سامان اسی اظہار عظمت و اشتہار و جاہلیت محبوب با شوکت کی خاطر ہیں۔ (تجلی الیقین صفحہ ۴۹ تا صفحہ ۵۵ مطبوعہ بریلی شریف)

بفور صد اسماں یہ بندہا یہ سدرۃ اُٹھا وہ عرش جھکا
صفوف سماں نے سجدہ کیا ہوئی جو ازاں تمہارے لئے

شرح

شب معراج صداؤں کا شور و غل کا یہ سماں تھا کہ مقام سدرہ استقبال کے لئے کھڑا تھا، عرش معلیٰ نیاز مندی سے سر جھکا رہا تھا، آسمان کے ملکوتی لوگ سجدہ ریز تھے، یہ اُس وقت کی بات ہے جب اعلان ہوا کہ حضور سرورِ کائنات، ہر تاج شش جہات زمین سے آسمانوں کی طرف تشریف لارہے ہیں اسے نہایت مفصل فقیر نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے قصیدہ معراجیہ کی شرح میں لکھا ہے۔

یہ مرحمتیں کہ کچی متیں نچھوڑیں لتیں نہ اپنی گنتیں
قصور کریں اور ان سے بھریں قصورِ جنان تمہارے لئے

حل لغات

مرحمتیں، مرحمت کی جمع بمعنی رحم، مہربانی۔ متیں، مت کی جمع، ہوش، عقل رائے۔ لتیں، لت کی جمع، بُری عادت لپکا، علت۔ گنتیں، گنت کی جمع، چال، حال، ریت، علم، تدبیر، علاج، کریا کرم کی نجات، مار پیٹ کے تان، ڈھنگ، وضع ناپنے کا انداز۔ بھریں، حاصل کریں۔ قصور، قصر کی جمع محل جنان بہشت۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کی نوازشات کا کیا کہنا لیکن یہ بے عقل لوگ اپنی عادات کو ترک نہ کریں نہ ہی اپنی نجات کا کوئی چارہ کریں بلکہ تصور ہی تصور میں لگے رہیں لیکن آپ ہیں کہ ایسے نالائقوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے جنت کے محلات حاصل کریں اور اب ان کو جو کچھ نصیب ہوگا سارا آپ کا صدقہ ہوگا۔

فنا بدرت بقا بمرت زہر دو جہت بگر ومرت
ہے مرکزیت تمہاری صفت کہ دونوں کماں تمہارے لئے

حل لغات

فنا بدرت، مقام فنا، آپ کے در اقدس پر۔ بقا بمرت، مقام بقا آپ کے پہلو میں ہر دو جہتیں (جملہ عوالم) آپ کے سر مبارک کے گرد اگر یعنی تابع امر۔ مرکزیت (مرکز ہونا) آپ کی صفت ہے۔ دونوں کماں، دنیا و آخرت آپ کے لئے ہیں۔

فائدہ

علامہ شمس بریلوی (مدظلہ) کے نسخہ میں پرت ہے قدیم نسخوں میں بمرت ہے مطلب ایک ہے۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ فنا کی پناہ آپ کا در اقدس بقاء کا وجود آپ کے پہلو میں ہر دو جہت سے ہر امر آپ کے سر اقدس کے ارد گرد گھوم رہا ہے مرکز ہونا آپ کی صفت ہے اور دونوں جہانوں کی کمائیں آپ کے لئے ہی ہیں۔

اشارے سے چاند چیز دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے

حل لغات

خور، سورج۔ تاب و تواں، طاقت، قدرت۔

شرح

اس شعر میں تین معجزات کا ذکر ہے۔ شق القمر حدیث شریف میں ہے
ایک مرتبہ مشرکین مکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ اللہ کے سچے رسول ہیں تو چاند کے

دو ٹکڑے کر کے دکھاؤ آپ نے فرمایا کیا پھر تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے انہوں نے کہا ہاں! اگر آپ چاند کو دو ٹکڑے فرما دیں تو ہم آپ کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں گے چنانچہ اس رات چاند کی چودہ تاریخ تھی چاند اپنے پورے شباب کے ساتھ چمک رہا تھا جو نبی سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی انگشتِ مبارکہ سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

انشق القمر علی عهد رسول اللہ ﷺ فرقتین فرقة فوق الجبل وفرقة دونہ فقال رسول اللہ ﷺ
اشہدوا۔ (بخاری شریف جلد ۲)

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا جس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا پہاڑ کی دوسری جانب تھا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ گواہ ہو جاؤ۔

فائدہ

تحقیق شق القمر فقیر کی تصنیف اس موضوع میں خوب ہے۔ مودودی جیسے دوسرے مدعیانِ اسلام کے انکار اور ان کے غلط استدالات کے تحقیقی جوابات درج کئے گئے ہیں۔

چھپے ہوئے خور

یہ اس معجزے کی اشارہ ہے جو معراج کی واپسی پر وقوع پذیر ہوا۔ روح البیان پارہ ۱۵ میں ہے کہ جب کفار کو یقین ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس کو دیکھا ”لیکن ضد اور ہٹ دھرمی کا کیا علاج، ڈوبے کو تینکے کا سہارا“ بالآخر ایک اور اعتراض مل گیا کہ اے نبی ﷺ اگر آپ واقعی ہمارے قافلے کو دیکھ کر چلے ہیں تو

ہمارے قافلے کی خبر دیجئے کہ وہ کہاں ہے

فاخبر عن غیرنا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

مردت بھافی التنعیم میں ان کو تنعیم پر چھوڑ آیا ہوں۔

فائدہ

تنعیم ایک مقام ہے جو کہ مکہ کے قریب ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں بیت المقدس سے واپس آ رہا تھا تو میں نے تمہارے قافلے کو تنعیم کے مقام پر دیکھا اور آپ نے انہیں قافلے کے اونٹوں کی گنتی اور ان کی چند علامات بھی بتائیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا

انہا تقدم مع طلوع الشمس يتقدمها جمل اوراق

وہ طلوع شمس کے وقت آجائے گا ان کے آگے خاکستری رنگ کا اونٹ ہے۔

اور

عليه غراتان احدهما سوداء والاخرى برفاء

یعنی اس اونٹ پر دو بوریاں ہیں ایک سیاہ ہے اور دوسری دھاری دار

یعنی اس کے بعض دھاگے سفید اور بعض سفید و سیاہ ہیں۔

دشمن عیب کا متلاشی

یہ سن کر کفار مکہ پہاڑوں پر چڑھ گئے کہ دیکھیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بات کہاں تک صحیح ہے چنانچہ جونہی

سورج نکلا تو ایک کافر چنچا

بخدا وہ دیکھو سورج نکل آیا ہے۔

هذه والله الشمس قد اشرقت

دوسرا کافر بے ساختہ ہو کر بولا

هذه والله البعير قد اقبلت يتقدمها اوراق كما قال محمد عليه الغراتان

بخدا یہ قافلہ جس کے آگے خاکستری رنگ کا اونٹ آرہا ہے اور اس پر دو بوریاں بھی ہیں۔

یہ معجزہ دیکھ کر جو لوگ معراج کا سن کر مرتد ہو گئے تھے وہ شرمسار ہو کر تجدید اسلام کرنے لگے اور مشرکین نے نہ مانا

بلکہ کہا کہ یہ تو جادوگر ہے۔ (معاذ اللہ)

معجزہ حبس الشمس

بعض روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک لیا تھا جب تک کہ قافلہ وہاں تک نہ پہنچا جہاں حضور ﷺ

نے فرمایا تھا یعنی سورج کو حرکت کرنے سے بالکل روک دیا تھا یا اس کی رفتار کم کر دی گئی یا اسے وہاں سے دوسرے علاقے

میں پھیر دیا گیا۔

سوال

سورج کو روکنا یا کسی اور جگہ پر منتقل کرنا ناممکن ہے اس لئے علم الفلکیات کا قاعدہ ہے کہ سورج کو کسی مختلف علاقے

میں بدلا جائے یا اسے روکا تو افلاک میں رد و بدل ہوگا اور ان میں اگر ذرہ برابر رد و بدل ہو تو نظام کائنات درہم برہم ہو

جائے گا۔

جواب

ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ رد شمس یا جس شمس حضور اکرم ﷺ کا معجزہ تھا اور وہ امور جو خرقِ عادت کے طور پر ہوا ہوا اس میں قیاس آرائی گمراہی ہے۔

گئے ہوئے دن کو عصر کیا

اس مصرعہ میں حدیث رد الشمس کی طرف اشارہ ہے اور حدیث رد الشمس نہ صرف مشہور عام ہے بلکہ بہ اصطلاح محدثین صحیح اور مرفوع ہے۔ حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ

عن أسماء بنت عمیس من طریقین أن النبی ﷺ كان یوحی إلیہ ورأسہ فی حجر علی فلم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال رسول اللہ ﷺ أصليت یا علی قال لا فقال اللهم إنه كان فی طاعتک وطاعة رسولک فاردد علیہ الشمس قالت أسماء فرأيتها غربت ثم رأيتها طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبال والأرض وذلك بالصہباء فی خیبر (شفاء قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۲۸۴)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ صہباء کے مقام پر سید دو عالم ﷺ حضرت امیر المومنین مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ رسول خدا سید الانبیاء پر وحی نازل ہو رہی تھی سورج غروب ہو گیا اور سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نماز عصر نہیں پڑھی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے پیارے علی ابھی نماز نہیں پڑھی عرض کیا نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی یا اللہ یہ پیارے علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہذا سورج واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر سورج واپس آیا اور پہاڑوں اور زمین پر دھوپ چمکی۔

کرتے ہیں مہر و ماہ اطاعت رسول کی (ﷺ) جاری ہے دو جہاں میں حکومت رسول کی (ﷺ)

انتباہ

اس معجزہ رد الشمس کے بارے میں مودودی اور سپاہ صحابہ دیوبندی کے بعض جہلاء نے انکار پر خوب ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں فقیر نے دونوں کے رد میں کتاب لکھی ہے ”معجزہ رد الشمس“ قابل مطالعہ تصنیف ہے۔

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے

لواکے تلے شا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

دل لغات

صبا، پروا، ہوا، پچھلی رات کی ہوا۔ لواء، جھنڈا، نیزہ، یہاں لواء الحمد مراد ہے۔

شرح

ایسی بادِ صبا چلے کہ جس سے ہمارے باغات پھل پھول لائیں اور پھل پھول ایسے کھلیں کہ ہمارے دن بھلے ہو جائیں یعنی بہرہ وری نصیب ہو اور قیامت میں حضور اکرم ﷺ کے لواء الحمد کے نیچے ہماری زباں کھل جائیں اور ہم آقائے کونین ﷺ کی مدح سرائی کے مزے لوٹیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ سرور کونین ﷺ کی ثناء خوانی دنیا میں کرنے کے ساتھ یوم النشور میں بھی کرنے کے خواہش مند ہیں۔ روزِ محشر جو پچاس ہزار برس کے برابر کا دن ہوگا کسی قسم کی بھی عبادت وغیرہ کا اہتمام نہیں ہوگا۔ ہر کوئی اپنے نامہ اعمال کے تولے جانے کا منتظر ہوگا۔ اس دوران اہل عشاق یقیناً اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی مدح سرائی کے ساتھ وقت گزاریں گے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ بھی اسی مدح سرائی کے آرزو مند نظر آتے ہیں کہ اے کاش لواء الحمد کے نیچے جب ہم سب جمع ہوں تو اس وقت بھی ہماری زباں سے اسی نعمت کبریٰ اور اللہ کے احسانِ عظیم کا چرچا جاری رہے۔

نہ صرف اعلیٰ حضرت روزِ محشر حضور ﷺ کی ثناء خوانی کریں گے بلکہ ہم سب بلکہ ہم کیا وہاں تو تمام انبیاء و رسل صحابہ و اولیاء سب کا یہی مشغلہ ہوگا اور سب کی زبان پر بس اپ ﷺ کا ذکر خیر جاری ہوگا۔

ازالۃ الؤہام

منکرینِ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ اس نعت سے تا حال حیران ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں بار بار فرمایا ہے کہ سب کچھ میرے لئے ہے اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے لئے ثابت کر دیا۔ اگرچہ منکرینِ مصطفیٰ تا قیامت ہمارے موقف کو نہیں مانیں گے کیونکہ انہوں نے ”میں نہ مانوں“ کی قسم اٹھا رکھی ہے لیکن ہماری زیر بحث تحریر عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے ایمان کو تازگی اور قلب کو ٹھنڈک بخشنے کی مگر وہ اس بحث کو ذہن میں محفوظ رکھیں گے تو منکرین کے دجل و فریب سے بھی بچ جائیں گے۔

تمہید

جب مسلم ہے کہ ”محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا“ اور خود اللہ تعالیٰ نے بھی لولاک کا تاج بھی محبوب ﷺ کے سر

مبارک پر سجایا ہے تو پھر شک و شبہ کیسا۔ اس کے باوجود سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت انسان کی پیدائش اور دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد بتاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ (پارہ ۲۷، سورہ الذریت، آیت ۵۶)

اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسان کے علاوہ فرشتے بھی پیدا فرمائے ہیں جو مسلسل اس کی بندگی میں مصروف عمل ہیں ان کو قیامت تک نہ موت ہے اور نہ ہی وہ بندگی میں کوئی کوتاہی کرتے ہیں۔ فرشتوں کو جن و انس کے مقابل کوئی اور مزید ذمہ داری بھی نہیں سونپی گئی مگر جن و انس کو تمام اقسام کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اپنی بندگی کا حکم بھی دیا اگرچہ بندہ کا ہر کام جو اللہ کی اطاعت کے مطابق انجام دیتا ہے بندگی ہی کہلاتا ہے۔ انسان بندگی اپنے جسم کے تمام اعضاء کے ساتھ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ہر عضو سے وہ بندگی کرتا ہے مثلاً زبان سے قرآن پاک کی تلاوت اور صاحب قرآن ﷺ کا ذکر سننا بندگی ہے، آنکھوں سے ماں باپ کے چہرے کو تمکنا بندگی ہے مگر ان ہی آنکھوں سے فحش اور لغو کام نہ دیکھنا بھی بندگی ہے، اسی طرح ہاتھوں سے اپنے کنبے کے لئے حلال روزی کمانا ایک طرف بندگی ہے تو دوسری طرف ان ہی ہاتھوں سے دوسرے مسلمان بھائی کو ایذا نہ دینا بھی بندگی ہے گویا اللہ تعالیٰ کے احکام امر بالمعروف و نہی عن المنکر بندگی کا راز ہیں۔ کوئی عمل اس کی رضا کے لئے کرنا اور اسی کی رضا کے لئے نہ کرنا بندگی کہلاتا ہے اس لحاظ سے حضرت انسان کے تمام اعضاء اس کے لئے بڑی نعمت ہیں کیونکہ جس کے ہر عضو سے اس کی بندگی کی جاتی ہے ان تمام اعضاء میں زبان ایک اہم نعمت ہے اللہ تعالیٰ اس کے صحیح استعمال کی طرف نشاندہی فرماتا ہے۔

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (پارہ ۳۰، سورہ الضحیٰ، آیت ۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

یہاں اللہ تعالیٰ ایک خاص نعمت کا ذکر کر کے ارشاد فرما رہا ہے کہ ہماری دی ہوئی خاص نعمت کا خوب اہتمام کے ساتھ اپنی زبان سے چرچا کرو مگر اس جگہ اللہ تعالیٰ نے نہ خاص نعمت کی نشاندہی فرمائی اور نہ ہی چرچا کرنے کا طریقہ، وقت، تعداد، کلمات وغیرہ کا ذکر کیا کہ اس نعمت کا کن الفاظ میں چرچا کیا جائے یہ نہیں بتایا البتہ اسی سورۃ کی پچھلی دس آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کر رہا ہے جس کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے مذکورہ اشعار میں خوب پرویا ہے جن کی شرح فقیر نے اپنی استطاعت پر عرض کر دی ہے۔

نعمت خداوندی

عاشقانِ رسول ﷺ تو حضور سرورِ عالم ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں بلکہ عشقِ والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر نعمت حضور اکرم ﷺ کے صدقے نصیب ہے یہاں تک عرفانِ حق تعالیٰ بھی نصیب ہے آپ کے صدقے سے ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ منی لولاک والے صاحبی تیرے گھر کی ہے

لیکن منکرین کے انکار سے بعض عشاق کے قلوب متزلزل ہونے لگ جاتے ہیں ان کے قلوب کے ڈھارس کے لئے عرض ہے کہ آیت مذکورہ میں مفسرین نے حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس مراد لی ہے اگرچہ مفسرین نے ساتھ ہی قرآن جیسی نعمت کا بھی فرمایا ہے چنانچہ امام مجاہد کا یہ قول نقل کرتے ہیں

قال مجاهد تلك النعمة هي القرآن ، فان القرآن اعظم ما انعم الله به على محمد عليه
امام مجاہد فرماتے ہیں کہ یہاں نعمت سے مراد قرآن ہے اور قرآن وہ عظیم نعمت ہے جو صرف اور صرف حضور ﷺ کو عطا ہوئی۔

لیکن دوسری آیت میں صرف اور صرف ذاتِ رسول اکرم ﷺ کو نعمت بنا کر اہل ایمان پر احسان بتلایا ہے۔
چنانچہ فرمایا

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے۔

اس سے پتہ چلا کہ تمام دینی و دنیاوی نعمتوں کے سرچشمہ آپ ہیں ﷺ

انتباہ

ایز و متعال نے عالمِ انسانیت کو ان گنت و بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جن میں یہ ارض یہ آسمان، یہ پھلوں کی شیرینی، گلوں کی رنگینی، حسین و دلکش پھولوں کی مسکراہٹ، خوش آواز طیور کی چچہاہٹ، خوبصورت ستاروں کی جھللاہٹ ہواؤں کی سرسراہٹ، بہار کی شادابی، کوہسار کی آبادی، گھنگور گھٹائیں، رواں دواں ندیاں، جاری و ساری چشمے، زخار سمندر، بادِ نسیم کے ہلکے ہلکے جھونکے، موسموں کے تغیر و تبدل الغرض

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۚ (پارہ ۱۴، سورہ النحل، آیت ۱۸)

اور اگر اللہ کی نعمتیں گنوتو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔

پراحسان نہیں جتایا اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سب سے افضل و اعلیٰ اور سب سے اکمل و مکمل نعمت عظمیٰ حضور پر نور، شافع یوم النشور، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت ہے۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے وجود مسعود کو امت کے لئے احسانِ عظیم بتا رہا ہے اللہ تعالیٰ جس نعمت کے دیئے جانے کو احسان تعبیر فرما رہا ہے یقیناً امت کے لئے آپ کی ذات نعمت کبریٰ ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت

نظراک چمن سے دو چار ہے نہ چمن چمن بھی ثار ہے
عجب اس کے گل کی بہار ہے کہ بہار بلبل زار ہے

دل لغات

دو چار ہے، سامنے ہے یعنی اس کی محبت میں مبتلا ہے۔

شرح

نگاہ اس چمن (حبیب خدا) ﷺ کی محبت و عشق میں مبتلا ہو گئی ہے وہ عام چمن (باغ) نہیں بلکہ ایسا باغ ہے کہ دارین کے چمن اس پر قربان ہیں اور ان کے گل کی بہار عجب ہے کہ جو دونوں جہانوں کی بہاریں اس کی بلبل زار یعنی عاشق

ودیوانی ہیں۔ اس شعر میں دو مضمون ہیں

(۱) حضور اکرم ﷺ کی محبت و عشق اور وارفتگی کی انتہائی منزل کا اظہار ہے کہ اب ایسی وارفتگی ہے کہ دونوں جہانوں سے بے پروا ہی ہو چکی ہے۔

(۲) حضور اکرم ﷺ کے حسن و جمال کا بیان کہ حسینانِ عالم آپ کے حسن و جمال کے پروانے دیوانے ہیں۔

اس ثانی مضمون کو متعدد مقامات پر لکھ چکا ہوں مضمون اول کی مختصر گزارش کر دوں۔

پہلے مصرعہ کے پہلے جملہ میں منتہی عشاق کی علامت بتائی ہے کہ منتہی عاشق وہ ہے جو سوائے اپنے محبوب کے کسی کا دل میں تصور نہ ہو اور یہی کمال عشق امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ میں بطریق اتم تھا جو اکابر دیوبند بھی تسلیم کر چکے ہیں۔

عظیم تاریخی اعتراف

میں نے درس بخاری مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے لیا ہے مولانا فرمایا کرتے مولانا احمد رضا کی بخشش تو انہی (علماء دیوبند کے خلاف) فتوؤں کے سبب ہو جائے گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا احمد رضا خاں تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے عالموں کو بھی تو نے معاف نہیں کیا تم نے سمجھا کہ انہوں نے تو ہیں رسول کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔

کم و بیش اسی انداز کا ایک اور واقعہ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا فرمایا کہ جب حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی وفات ہوئی تو مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع دی مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے تو ہیں رسول کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (ایک ہمہ جہت شخصیت صفحہ ۸۰۷، کوثر نیازی)

تھانوی نے جس چیز کا اعتراف کیا ہے اسی کو دیوبندی مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی نے بھی تحریر کیا ہے۔ (اشد

العذاب صفحہ ۱۳)

محبت حبیب خدا علیہ وسلم

حب رسول و عشق نبی ایمان کی جان اور مغز اسلام ہے اس میں ہوا گر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے۔ اس کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں بلکہ قرآن مجید میں عام اعلان فرمایا کہ حب رسول ﷺ نصیب ہو جانے پر محبوبیت کبریائی کا بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ”فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ“ فرما کر ہمیں یہ بتا دیا کہ اتباع رسول ﷺ کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت ہے محبوب کا دشمن کبھی محبوب نہیں ہو سکتا پھر خدا کے محبوب کا دشمن خدائے قدوس کا محبوب کیونکر ہو سکتا ہے۔ ثابت ہوا کہ اس آیت مبارکہ میں اتباع کے معنی یہ ہیں کہ حبیب خدا ﷺ کی محبت کے نشہ میں مخمور اور ان کے جذبات الفت سے مجبور ہو کر بتقاضائے الفت و محبت ان کی اداؤں کے سانچے میں ڈھل جاؤ یہ اتباع قطعاً حضور اکرم ﷺ کی محبت کی دلیل ہے مگر بات جہاں تک تھی وہیں رہی۔ سوال یہ ہے کہ ہمیں یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں گروہ یا فلاں شخص سید عالم ﷺ کی الفت و محبت کے ساتھ ان کی سنن کریمہ پر عمل کر رہا ہے اور فلاں آدمی بغیر محبت کے محض نقالی میں مصروف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ محبت کا صحیح معیار نہ ملنے کی وجہ سے ہم ان اشکال کو حل کرنے سے عاجز رہے۔ آئیے دین متین کی روشنی میں محبت کا صحیح معیار تلاش کریں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ادب المفرد میں سند صحیح یہ حدیث روایت کی

قال رسول الله ﷺ حبك الشئى يعمى و يصم

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت اس کو (محبوب کا عیب دیکھنے سے) اندھا اور (محبوب کا عیب سننے سے) بہرا کر دیتی ہے۔

فائدہ

اس حدیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ محبت کی ناقابل تردید دلیل اور صحیح معیار یہ ہے کہ مدعی محبت کی آنکھ اور کان محبوب کا عیب دیکھنے اور سننے سے پاک ہو۔ عقل سلیم کے نزدیک بھی محبت کا معیار یہی ہے کیونکہ محبت کا مرکز حسن و جمال ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ محبت والی آنکھ کو محبوب کی ذات میں کوئی عیب نظر آئے اور اگر کسی کو محبوب میں عیوب و نقائص نظر آتے ہیں تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے اس کا فیصلہ انسان اپنے ضمیر سے کرائے کہ وہ حبیب خدا ﷺ سے کتنی عقیدت و محبت رکھتا ہے آپ کے کمالات کی باتوں سے جی خوش ہوتا ہے یا مشرک کا ہیضہ ہونے لگ جاتا ہے۔ اس کے باوجود علمائے کرام نے علامات محبت کا ایک معیار بتایا ہے لیکن وہ معیار بھی ہر فرقہ کا اپنا اپنا ہے کیونکہ تمام اسلامی فرقے حضور اکرم ﷺ کی محبت کے مدعی ہیں محبت ایسی چیز نہیں جو ظاہر ہو اس کا تعلق دل سے ہے اور ظاہر

ہے کہ دلوں کا حال ہمیں معلوم نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورت میں ہم کس گروہ کو حضور اکرم ﷺ کا محبت قرار دے کر اسے محبت رسول مانیں اور کس فرقے کے دعویٰ محبت کو غلط قرار دیں مثلاً بعض صاحبان کا مسلک یہ ہے کہ محبت کا معیار محبوب کی اتباع اور اس کی پیروی ہے کہ

ان المحب لمن يحب مطيع یعنی محبت محبوب کا مطیع اور تابع فرمان ہوتا ہے۔

یہ صاحبان بھی استدلال اسی آیت سے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ. (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۳۱)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

فائدہ

آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ محبت کی شرط اتباع و اطاعت ہے لہذا جو گروہ قبیح سنت اور پابند شریعت ہے وہی رسول اللہ ﷺ کا محبت اور صحیح معنوں میں مومن ہے اس کے متعلق گزارش ہے کہ اتباع و اطاعت جسے معیار محبت قرار دیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کیا حضور اکرم ﷺ کے اقوال مبارکہ اور اعمال مقدسہ کے مطابق مطلقاً عمل کرنے کا نام اتباع و اطاعت ہے یا اس میں کوئی قید بھی ملحوظ ہے؟

اگر مطلق عمل یعنی حضور اکرم ﷺ کے ان اعمال مقدسہ کی صرف نقل کو اتباع و اطاعت قرار دیا جائے جس کی موافقت شرعاً مطلوب ہے تو وہ تمام منافقین اور اعدائے دین حضور اکرم ﷺ کے محبوب قرار پائیں گے جو باوجود منافق ہونے اور اپنے دل میں سرکار ابد قرار ﷺ کی عداوت رکھنے کے نماز، روزہ اور دیگر اعمال حسنہ کرتے تھے۔ قرآن وحدیث سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ منافقین کلمہ شہادت پڑھتے تھے نماز ادا کرتے تھے اور مسجد بھی تعمیر کراتے تھے، جہاد میں شریک ہوتے تھے۔

صحاح کی حدیث میں یہ تک وارد ہوا کہ ایک بے دین و گمراہ قوم آخر زمانہ میں پیدا ہوگی وہ قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ سچے اور خالص مسلمان ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اپنی نمازوں کو حقیر جانیں گے ایسی صورت میں ظاہری اتباع و اطاعت اور سنن کریمہ کی نقل کو کیوں کر معیار محبت اور دلیل ایمان قرار دیا جاسکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنن کریمہ اور آپ کے اقوال و اعمال مقدسہ کی نقل محض اتباع و اطاعت نہیں نہ یہ نقل خالص معیار محبت اور دلیل ایمان ہے۔ یہ تو نری نقالی ہے جو کسی حال میں محمود و مستحسن نہیں ہو سکتی بلکہ ایسی نقالی کو

تفحیک و تمسخر پر محمول کیا جائے تو بعید از عقل نہ ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اتباع و اطاعت کے معنی پر غور کیا جائے اور صحیح معیارِ محبت تلاش کرنے کی کوشش کی جائے۔

معیار محبت

حب رسول و عشق نبی ﷺ کا سچا معیار اور صحیح پرکھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں ان کے ہاں بھی اتباع معیارِ محبت نہیں تھی اس لئے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اتباع کے خلاف ہو جاتا تھا اور حضور اکرم ﷺ کو اس کی شکایت کی جاتی تو آپ اس صحابی کے ایمان و اخلاص پر بھی مہرِ ثبوت فرماتے اور منافقین میں اتباع کے باوجود آپ اس کے جہنمی ہونے کا اعلان فرماتے خلاصہ یہ کہ

بحر و بر در گوشہ دامن اوست

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست

بہر حال عشق کی تاثیر بڑی حیرت انگیز ہے، عشق نے بڑی بڑی مشکلات میں عقل انسانی کی راہنمائی کی ہے، عشق نے بہت سی لاعلاج بیماریوں کا کامیاب علاج کیا ہے، عشق کے کارنامے آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں جسے یہ دولت نصیب ہوئی وہ عالم کائنات میں جو ہر نایاب سمجھا گیا اور جب یہ دولت حاصل ہوئی تو جملہ خرابیاں منہ چھپا کر بھاگیں اسی لئے حضرت مولانا رومی قدس سرہ عشق کی دہائی دیتے ہوئے فرماتے ہیں

اے دوائے جملہ علتہائے ما

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما

ہاں اتباع سے بھی ہمیں انکار نہیں لیکن اتباع کو علامت تب مان سکتے ہیں جب حقیقی عشق رسول نصیب ہو ہمارا دعویٰ ہے کہ عشق رسول اگر پورے طور پر دل میں جاگزیں ہو تو اتباع رسول کا ظہور ناگزیر بن جاتا ہے، احکامِ الہی کی تعمیل اور سیرتِ نبوی کی پیروی عاشق کے رگ و ریشہ میں سما جاتی ہے، دل و دماغ اور جسم و روح پر کتاب و سنت کی حکومت قائم ہو جاتی ہے، مسلمان کی معاشرت سنور جاتی ہے آخرت نکھرتی ہے، تہذیب و ثقافت کے جلوے نکھرتے ہیں اور بے مایہ انسان میں وہ قوت رونما ہوتی ہے جس سے جہاں بینی و جہاں بانی کے جوہر کھلتے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

اسی عشق کامل کے طفیل صحابہ کرام کو دنیا میں اختیار و اقتدار اور آخرت میں عز و توقار ملا۔ یہ ان کے عشق کا کمال تھا کہ مشکل سے مشکل گھڑی اور کٹھن سے کٹھن وقت میں بھی انہیں اتباع رسول سے انحراف گوارا نہ تھا وہ ہر مرحلہ میں اپنے محبوب آقا ﷺ کا نقش پا ڈھونڈتے اور اسی کو مشعلِ راہ بنا کر جادہ یار ہتے۔ یہاں تک کہ قبر میں جانا ہو تو یہ دولت ساتھ

ہو امام احمد رضا نے فرمایا

لحد میں عشقِ رخِ شہ کا داغ لے کے چلے اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

صحابہ سے تابعین نے یہ گراں بہاد دولت حاصل کی انہوں نے صحابہ کی رفاقت و صحبت میں رہ کر عشقِ رسول سیکھا، دل میں بسایا، سیرت میں اتارا، رزم و بزم میں نکھارا اور اپنی دنیا و آخرت کو سنوارا۔

آج عشق کی یہ کو مدہم ہوتی جا رہی ہے اور نئی نسل جانِ عالم ﷺ کے بجائے کہیں اور دل لگائے بیٹھی ہے جیسے اسے خبر ہی نہ ہو کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا مرکز عشق و عقیدت کہاں ہے عقل بے مایہ، علم بے عمل، جہل بے ثمر اور لہو بے ہنر نے ہمارا کاروانِ ظفر تاراج کر رکھا ہے اور اپنی بے بسی و بے کسی کا حل بھی تو نظر نہیں آتا۔

ضرورت ہے کہ ہم صحابہ کی محفل میں چلیں، فتح و ظفر جن کے قدم چومتی تھی، عشقِ رسول جن کی متاعِ زندگی، اتباعِ رسول جن کا سرمایہٴ حیات اور جہاں بانی جن کی تقدیر بن چکی تھی۔ ہم انہیں دیکھیں کہ ذاتِ رسول سے ان کا کیسا والہانہ تعلق تھا ان کی بارگاہ میں پہنچ کر ان سے درسِ محبت حاصل کریں عشقِ صحابہ کے واقعات شرح ہذا میں متعدد مقامات پہ لکھے جا چکے ہیں بعض واقعات آنے والے شعر کی شرح میں پڑھیے۔

نہیں سر کہ سجدہ کناں نہ ہو نہ زبان کہ زمزمہ خواں نہ ہو
نہ وہ دل کہ اُس پہ تپاں نہ ہو وہ سینہ جس کو قرار ہے

دل لغات

زمزمہ، گیت، ترانہ۔ تپان، مجازاً قربان۔

شرح

وہ سر سر ہی نہیں سجدہ کناں نہ ہو نہ وہ زبان زبان ہے جو محبوب کے گیت نہ گائے اور نہ وہ دل ہی دل ہے جو محبوب پر قربان نہ ہو اور نہ ہی وہ سینہ سینہ ہے جسے محبوب کے بغیر قرار ہو۔

اس شعر میں عشق کی آخری منزل کی علامت بتائی کہ حقیقی عاشق وہی ہے جو محبوب میں محو ہو اس کے سوا اس کا کوئی

مشغلہ نہ ہو جیسے سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی محبت و عشق میں اتنا گم کہ بتیس دانت بھی خود شہید کر دیئے یہ روایت اہل علم کے نزدیک غیر مستند سہی لیکن تقاضائے عشق پر عند العشاق صحیح معلوم ہوتی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف ”ذکر اویس“

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ عشق کے موضوع کو صرف لسانی طور پر نہیں بیان فرما رہے بلکہ اس سے خود اتنے سرشار ہیں کہ آپ کے بعد جملہ عاشقان رسول ﷺ آپ کے ہی مقلد نظر آتے ہیں بلکہ عالم دنیا میں عشق رسول ﷺ کی دھوم ہے تو آپ کی تقلید میں شہر شہر اور قریہ قریہ آپ نے شمع عشق مصطفیٰ ﷺ کی وہ جوت جگائی ہے کہ دلوں کی آبادیاں صاف و شفاف آئینے کی طرح چمک اٹھی ہیں اور ہندو پاک و بنگلہ دیش، انگلینڈ و ہالینڈ اور امریکہ و افریقہ کی فضاؤں میں صبح و شام آپ کا یہ نغمہ ہزاروں بار گونجتا ہے۔

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

سچا عشق

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے سچے عشق کی علامت بتائی ہے کہ سچا عاشق وہ ہے کہ محبوب پر دل و جان سے فدا ہو بلکہ محبوب کی ہر شے پر جان دینے کو تیار ہو مثلاً حضرت خالد کا واقعہ شہادت کے لئے کافی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں روایت کی کہ غزوہ یرموک میں حضرت خالد کی ٹوپی گم ہو گئی حضرت خالد گھوڑے سے اتر کر اپنی ٹوپی تلاش کرنے لگے مسلمان فوجیوں نے حضرت خالد سے کہا کہ تیر برس رہے ہیں تلواریں چل رہی ہیں موت و حیات کا سوال ہے اور آپ گھوڑے سے اتر کر ٹوپی کی تلاش میں ہیں۔

حضرت خالد ٹوپی کی تلاش کے بعد فوجیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ میں نے ٹوپی کے لئے حرکت نہیں کی بلکہ ان گیسوئے پاک کی خاطر ایسا کیا ہے اس لئے کہ ٹوپی میں گیسوئے پاک تھے اگر ٹوپی نہ ملتی تو وہ بال کفار کے ہاتھ لگ جاتے اور ہم ان کی برکات سے محروم رہتے۔

دوسرے خالد عاشق رسول ﷺ

حضرت خالد سعدان کی صاحبزادی بی بی عبدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

ما کان خالد یاوی الی فراش إلا وهو یذکر من شوقه الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی أصحابہ من المهاجرین والأنصار یسمیہم ویقول ہم اصلی وفصلی والیہم یحن قلبی طال شوقی

إليهم فعجل رب قبضى إليك حتى يغلبه النوم (شفاء شريف جلد ۲ صفحہ ۱۸)

میرے والد حضرت خالد نہ لیٹتے مگر وہ شوقِ محبت سے حضور ﷺ آپ کے اصحاب مہاجرین و انصار میں سے ایک ایک کا نام لے کر ذکر کرتے رہتے اور فرماتے وہ اصولِ دین میں میری اصل ہیں اور فرعِ مجتہدین میں میری فرع ہیں یا وہ میرا حسب و نسب ہیں میرا دل انہی کا مشتاق ہے ان کی ملاقات و دیدار کا شوق لمبا ہو چکا اے اللہ اب مجھے جلد دنیا سے اٹھا لے بس یہی کہتے کہتے ان کو نیند آ جاتی۔

فائدہ

عشقِ رسول ایک ایسا قیمتی جوہر ہے جسے نصیب ہوا اس کا کیا کہنا۔ امام زرقانی سے سنیے۔
حضرت امام زرقانی قدس سرہ نے فرمایا کہ

قال صاحب المدارج أى مدارج السالكين اسم لشرح ابن القيم على كتاب منازل السائرين لشيخ الإسلام عبد الله بن محمد بن علي الانصارى المتوفى ٢٣١٢ هـ زرقانى هـ المنزل (المرتبة العلية) التى يتنافس فيها المتنافسون وإليها يشخص العاملون وإلى علمها شمر السابقون ومجليها توفى المحبون وبروح نسيمها بروح العابدون فهى قوت القلوب وغذاء الأرواح وقوة العيون، وهى الحيلة التى من حرمها فهو من جملة الأموات، والنور الذى من فقده فى بحار الظلمات، والشفاء الذى من عدمه حلت بقلبه جميع الأسقام، واللذة التى من لم يظفر بها فعيشه كله هموم وآلام، وهى روح الإيمان والأعمال والمقامات والأحوال التى متلى (تكملة لشيخنا زرقانى) منها فهى كالجسد الذى لا روح فيه، تحمل أثقال السائرين إلى بلد لم يكونوا إلا بشق الأنفس بالغى وتوصلهم إلى منازل لم يكونوا بدونها أبداً وأصلها، وتبوؤهم من مقاعد الصديق إلى مقامات لم يكونوا لولا هى داخلها (وفيه تلميح المعنى ان المتقين فى جنات ونهر فى مقعد صدق والتقوى بالإيمان لا تكون إلا مع محبة الرسول زرقانى) وهى مطايا القوم التى سراهم فى ظهورها دائماً إلى الحبيب وطريقهم الأقوم الذى يبلغهم إلى منازلهم الأولى (التي كانوا بها فى صلب آدم وهى الجنة) من قريب (بدون عذاب قبل دخولها للجنة) تالله لقد ذهب أهلها (المحبة) بشرف الدنيا والآخرة، إذ لهم من معية محبوبهم (المشار إليها بقوله انت مع من احببت) او فر نصيب الخ. (زرقانى على المواهب جلد ۶ صفحہ ۲۸۱، ۲۸۰)

اے مدارج السالکین ہم ابن قیم مدارج السالکین میں کہا ہے کہ ایسا بلند مرتبہ کہ اسے حاصل کرنے میں سبقت کرتے ہیں سبقت حاصل کرنے اور اس کے حاصل کرنے میں عاملین مجتہدین اپنی نظریں اٹھاتے ہیں اور اس کی معرفت کے لئے سابقین کوشش کرتے ہیں اور اسی حب مصطفیٰ کے عالی رتبہ کے حاصل کرنے میں عشاقان سید عالم ایک دوسرے سے غلبہ چاہتے ہیں اور اسی حب نبوی کی نسیم کی راحت سے عابد لوگ راحت پاتے ہیں تو یہ حب سید عالم دلوں کی خوراک و طعام ہے اور روحوں کی غذا ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہ حب محبوب خدا وہ حیات ہے جو اس سے محروم ہے وہ مردوں میں شمار ہے اور یہ وہ نور ہے کہ جس کے پاس یہ مفقود ہے تو وہ تاریکیوں (ظلمات) کے سمندروں میں غرق ہے اور یہ وہ شفاء ہے جس کے پاس یہ معدوم ہے تو اس کے دل میں تمام امراض طویلہ داخل ہو گئیں اور یہ وہ لذت ہے جو اس سے محروم رہا تو اس کا سب عیش غموں اور دردوں والا ہوا اور یہ حب حبیب خدا ایمان اعمال (صالح) مقامات (علیہ) حالات (رفیعہ) کی وہ روح ہے جب یہ چاروں اس حب نبی سے خالی ہوں تو یہ چاروں چیزیں اس حب کی طرح ہیں کہ جس میں روح نہ ہو یہ حب سرکارِ مدینہ بلد محبوب حقیقی کی طرف سیر کرنے والوں کے بوجھ اٹھاتی ہے جس تک وہ بغیر مشقت نفسوں کے نہ پہنچ سکتے اور یہ حب نبی ان کو ایسے منازل عالیہ و مقامات رفیعہ تک پہنچا دیتی ہے کہ اس حب رسول کے بغیر وہ کبھی ان منازل تک نہ پہنچ سکتے اور یہ حب محبوب خدا ان کو ملوک مقتدر کے حریم قدس میں مجالس صدق کے ایسے مقامات میں بٹھاتی ہے کہ وہ واصلیں حضرت الوہیت اس حب حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کبھی اس میں داخل نہ ہو سکتے اور یہ حب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم واصلیں الی اللہ کی وہ سواری ہے کہ ان کو اپنے ظہور اور نورانیت میں رات کے اول اور درمیانے اور آخری حصہ میں ہمیشہ محبوب حقیقی کے میدانِ قرب میں سیر کراتی ہے اور یہ وہ مضبوط راستہ ہے کہ ان کو پہلی منزل یعنی بہشت میں عنقریب بغیر دخول عذاب کے پہنچا دے گا۔ اللہ کی قسم خمیں و عاشقان سید عالم دارین کا شرف لے گئے اس لئے ان کو حب حبیب خدا کی وجہ سے معیت محبوب سے وافر حصہ ملا (اگرچہ بظاہر دور ہیں باطن ہر وقت پیش حضور ہیں)

اور بغیر ذکر نبی مردود ہے ذکر خدا

جان لو ایمان کی ہے جان حب مصطفیٰ

من نسلہ الا لحب محمد

لم یخلق الرحمن آدم والذی

خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

نبی کی محبت بڑی چیز ہے

کہ جاں دے کر اگر اک بوند مل جائے تو سستی ہے

شرابِ عشقِ احمد کی عجب پر کیف مستی ہے

وہ ہے بھینی بھینی وہاں مہک کہ بسا ہے عرش سے فرش تک

وہ ہے پیاری پیاری وہاں چمک کہ وہاں کی شب بھی نہار ہے

دل لغات

بھینی بھینی، ہلکی اور پُر لطف خوشبو۔ مہک، خوشبو۔ بسا از بسنا رہنا، آباد ہونا۔ نہار، روز، دن۔

شرح

بھینی بھینی خوشبو کا کیا کہنا کہ اس سے عرش سے فرش تک تمام عالم آباد ہے اور یہ پیاری پیاری نوری چمک کیا خوب ہے کہ جہاں کی شب بھی دن کی طرح روشن سے روشن تر ہے۔

اس شعر میں عشقِ رسول ﷺ کا حال بتایا کہ کل کائنات اس سے سرشار ہے اور جو محروم ہے وہ مردار ہے اس دعویٰ میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ تنہا نہیں آپ کے ساتھ اکابر ائمہ ہیں چنانچہ حضرت امام غزالی قدس سرہ نے لکھا کہ

ومن عرق وجهه خلق العرش والكرسى والروح والقلم والشمس والحجاب والكواكب وما كان
فى السماء. (وقائق الاخبار)

حضور اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کے پسینہ سے عرش، کرسی، لوح و قلم، سورج، حجاب اور کواکب پیدا کئے گئے۔

فائدہ

مخالفین کے لئے یک نہ شد دوشد بلکہ مرگ شد کہ وہ ظاہری پسینہ سے گلاب کی تخلیق کا انکار کرتے رہا۔ امام الثقلین حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چہرہ نورانی (عالم بطون) سے کل کائنات کے اعلیٰ ترین اجزاء کا پیدا ہونا ثابت کر دیا۔

فائدہ

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں بلکہ وہابی بھی انہیں مانتا ہے۔ ”وقائق الاخبار“ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معمولی شخصیت نہیں۔

شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کے لئے حضور اکرم ﷺ نے عالم ارواح سے امام غزالی کی روح کو بلایا۔ (روح البیان و شائم امدادیہ)

بلکہ سیدنا ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شب معراج حضور اکرم ﷺ نے امام غزالی کو سامنے

لا کر حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ کیا تمہاری امت میں بھی ایسا عالم دین ہے۔ امام غزالی کے متعلق مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ”علی الامام محمد بن الغزالی“ کا مطالعہ کریں۔

کوئی اور پھول کہاں کھلے نہ جگہ ہے جوش حسن ہے
نہ بہار اور پہ رخ کرے کہ جھپک پلک کی تو خار ہے

حل لغات

کھلے، کھانا (یکسر اکاف العجمی) کلی کا پھولنا، خوش ہونا وغیرہ۔ جھپک، حیاء، پلکوں کا بند ہونا۔

شرح

کوئی دوسرا پھول (حسین) کہاں کھلے (اپنے حسن کا مظاہرہ کرے) جب کہ حبیب خدا ﷺ کے حسن کے جلوؤں کے آگے کسی دوسرے کے حسن کے جوش کی جگہ ہی نہیں اور بہار بھی کسی دوسری طرف رخ کر سکتی ہے جب کہ حسن حبیب کبریٰ ﷺ کی جھلک دیکھ لی ہے تو اب تو اس کا یہ حال ہے کہ حسن محبوب ﷺ کی طرف ایسے تسلسل سے دیکھ رہی ہے کہ اگر لچہ بھر پلکیں بند کرے تو اسے فراق کا خار چبتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے حسن غیر منتہی کے متعلق شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا

نہ حنش غایتے دارونہ سعدی راسخن پایاں بمیر دتشنہ مستسقی دوریاہمچنان باقی

دفتر تمام گشت بیایاں رسید عمر ماہمچنان دراول وصف تو مانده ایم

علامہ عبدالرؤف منادی لکھتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے کمالات عالیہ اور شامل جمالیہ کا بیان حد تحریر و بیان سے وراء

ہے۔

باحسن ما یثنی علیہ یحاب فکل غلوفی حقہ تقصیر

اگر خموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہو گیا محدود

غرضیکہ کمالات معجزات علوم و معارف میں آپ ﷺ کا کوئی ثانی و مثل نہیں۔ اسی طرح جمال ظاہری اور حسن صوری میں بھی آپ کا کوئی ہم مثل نہیں آپ کا حسن حقیقی لاکھوں پردوں میں مخفی و پوشیدہ ہونے کے باوجود نہ ضبط تحریر میں لایا جاسکتا ہے اور نہ زبان سے بیان کیا جاسکتا ہے اور نہ ہر کسی کی آنکھ سے دیکھا جاسکتا ہے۔

یہ سمن یہ سون ویا سمن یہ بنفشہ سنبل و سترن

گل و سرو دلالہ بھرا چمن وہ ہی ایک جلوہ ہزار ہے

حل لغات

سمن، چنبیلی۔ سوسن، ایک آسمانی رنگ اور پانچ پتھڑیوں والا پھول۔ یاسمن، چنبیلی اور ایک قسم خوشبودار پھول۔
بنفشہ، ایک مشہور بوٹی۔ سنبل، ایک خوشبودار گھاس (چھڑکائی) نسترن، ایک قسم کا خوشبودار سفید پھول۔ گل (گلاب) کا
پھول، عام پھول۔ سرو، ایک سیدھے مخروطی خوشنما درخت۔ لالہ، ایک قسم سرخ رنگ کا پھول۔

شرح

سمن ہو یا سوسن یا سمن ہو یا بنفشہ، سنبل ہو یا نسترن، گلاب ہو یا سہی سرو یا لالہ یہ تمام کائنات کا باغ جو مختلف رنگوں
اور پھلوں پھولوں سے بھرا ہوا ہے یہ ایک ہی ذات کے جلوے ہیں۔

ان جملہ روایات کو ایک ہی شعر میں سمو دیا گیا ہے جن میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں اور جملہ
کائنات حضور اکرم ﷺ کے نور سے ہے روایات اسی شرح میں متعدد مقامات میں کہی جا چکی ہیں یہاں وہی ایک جلوہ
ہزار ہے کی تفصیل عرض کر دوں تاکہ واضح ہو کہ واقعی ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے ﷺ

اس موضوع میں حدیث سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت ہی موزوں ہے اسے مع شرح از قلم استاذ محترم غزالی
دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ پڑھیے۔

حضرت امام عبدالرزاق صاحب مصنف نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں
آپ مجھے خبر دیں کہ وہ پہلی چیز کون سی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا
اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت
کے موافق جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ تھا نہ فرشتہ تھا نہ آسمان وزمین
نہ سورج نہ چاند تارے نہ انسان جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم
کر دیا پہلے حصہ سے قلم بنایا دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش چوتھے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش
اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے حصہ سے باقی فرشتے پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم
کیا تو پہلے سے آسمان بنائے اور دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں

تقسیم کیا تو پہلے سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا اور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور پیدا کیا جو معرفت الہی ہے اور تیسرے سے ان کا نور انس پیدا کیا اور وہ توحید ہے جس کا خلاصہ ہے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۹، سیرت حلبیہ صفحہ ۳۰، زر قانی جلد اول صفحہ ۴۶)

یہ حدیث مصنف عبدالرزاق سے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی شارح بخاری و امام زر قانی اور امام ابن حجر مکی اور علامہ فاسی اور علامہ دیار بکری نے اپنی تصانیف جلیلہ افضل القریٰ مواہب لدنیہ مطالع مسرات خمیس اور زر قانی علی المواہب میں نقل فرما کر اس پر اعتماد کیا اور اس سے مسائل کا استنباط کیا۔

امام عبدالرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں امام احمد بن حنبل جیسے اکابر ائمہ دین کے استاد ہیں تہذیب اہمذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے

احمد بن صالح المصری قلت لا احمد بن حنبل رايت احدا احسن حديث من عبد الرزاق قال لا. (تہذیب اہمذیب جلد ۶ صفحہ ۳۴)

امام احمد بن صالح مصری کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص عبدالرزاق سے بہتر دیکھا؟ انہوں نے فرمایا نہیں امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقہ ندیہ میں اس حدیث کی تصحیح فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں

تدخلق محل شئی من نورہ ﷺ کما وردہ الحدیث الصحیح

اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی دلائل النبوة میں تقریباً اسی طرح روایت فرمایا ہے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں علامہ فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قد قال الاشعری انه تعالى نور ليس كالألوان والروح النبويه القدسيه لمعته من نورہ والملئكتہ

شور تلک الانوار وقال ﷺ اول ما خلق اللہ نوری خلق کل شئی و غیرہ ممانی معناه

یعنی عقائد اہل سنت کے امام سیدنا ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں اور حضور اکرم ﷺ کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے اور فرشتے انہی انوار سے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اس حدیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوة میں فرمایا

در حدیث صحیح وارد شد کہ اول ما خلق اللہ نوری۔ (مدارج النبوة)

پھر حدیث جابر کا مضمون بیان فرمایا کثیر التعداد جلیل القدر ائمہ کا اس حدیث کو قبول کرنا اس کی تصحیح فرمانا اس پر اعتماد کر کے اس سے مسائل کا استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے خصوصاً سیدنا عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حدیقہ ندیہ کے بحث ثانی ”نوع ستین من آفات اللسان فی مسئلہ ذم اطماعہ“ اس حدیث کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔ ان مختصر جملوں سے ان حضرات کو مطمئن کرنا مقصود ہے جو اس حدیث کی صحت میں متردد رہتے ہیں۔

اس حدیث میں نور کی اضافت بیان یہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے (زرقاتی جلد اول صفحہ ۴۶)

حدیث کے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور اکرم ﷺ کی ذات کا مادہ ہے یا نعوذ باللہ حضور کا نور اللہ کے کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے ”تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً“ واقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے اس لئے کہ ایسا پاک عقیدہ خالص کفر و شرک ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے بلکہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت کا ظہور اول تھی بغیر اس کے کہ ذات خداوندی نور محمدی کا مادہ یا حصہ اور جزو قرار پائے یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسے قرآن وحدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا البتہ نکتے اور لطیفے کے طور پر اتنا کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے لیکن آفتاب کی ذات یا اس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی اور ہمارا یہ کہنا بھی صحیح ہوتا ہے کہ شیشے کا نور آفتاب کے نور سے ہے اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینہ محمدی کو نور خداوندی سے قرار دینا صحیح ہوا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوتی شیشہ سورج سے روشن ہوا اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہو گے نہ پہلے شیشے نے آفتاب کے نور کو کم کیا نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور سے کچھ کمی کی۔ حقیقت یہ ہے کہ فیضان وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور اکرم ﷺ کو پہنچا اور حضور اکرم ﷺ کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا۔

اس کے بعد اس شبہ کو بھی دور کرتے جائیے کہ جب ساری مخلوق حضور اکرم ﷺ کے نور سے موجود ہوئی تو ناپاک خبیث اور فبیح اشیاء کی برائی اور قباحات معاذ اللہ حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہوگی جو حضور اکرم ﷺ کی شدید توہین

ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ آفتاب موجود ہیں اور کُل کائنات حضور ﷺ کے آفتاب وجود سے فیضان وجود حاصل کر رہی ہے جس طرح اس ظاہری آفتاب کی شعاعیں تمام کرۂ ارضی میں جمادات و نباتات اور کُل معدنیات جملہ موالید اور جواہر اجسام کے حقائق لطیفہ اور خواص و اوصاف مختلفہ کا احاطہ کر رہی ہیں اور کسی کی اچھی بُری خاصیت کا اثر شعاعوں پر نہیں پڑتا نہ کسی چیز کے اوصاف و اثرات سورج کے لئے قباحت یا نقصان کا موجب ہو سکتے ہیں دیکھئے زہریلی چیزوں کا زہر اور مہلک اشیاء کی یہ تاثیرات معدنیات اور نباتات وغیرہ کے ایوان طعوم و درائخ کھٹا میٹھا مزہ، اچھی بُری بوسب کچھ سورج کی شعاعوں سے برآمد ہوتی ہے لیکن ان میں سے کسی چیز کی کوئی صفت سورج کے لئے عار کا موجب نہیں کیونکہ یہ تمام حقائق آفتاب اور اس کی شعاعوں میں انتہائی لطافت کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور اس لطافت کے مرتبے میں کوئی اثر بُرا نہیں کہا جاسکتا البتہ جب وہ لطیف اثرات اور حقائق سورج اور اس کی شعاعوں سے نکل کر اس عالم اجسام میں پہنچتے ہیں اور رفتہ رفتہ ظہور پذیر ہوتے ہیں تو ان میں بعض ایسے اوصاف و خواص پائے جاتے ہیں جن کی بناء پر انہیں قبیح ناپاک اور بُرا کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان بُرائیوں کا کوئی اثر سورج یا اس کی شعاعوں پر نہیں پڑ سکتا اسی طرح عالم اجسام میں کثیف اور نجس چیزوں کا کوئی اثر حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ پاک پر نہیں پڑ سکتا۔

اس کے بعد یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ سورج کی شعاعیں ناپاک گندی چیزوں پر پڑنے سے ناپاک نہیں ہو سکتیں تو انوارِ محمدی ﷺ شعاعیں عالم موجودات کی بُرائیوں اور نجاستوں سے معاذ اللہ کیوں کر متاثر ہو سکتی ہیں نیز یہ کہ حضور اکرم ﷺ کے نور میں حقائق اشیاء پائی جاتی ہیں اور حقیقت کسی چیز کی نجس اور ناپاک نہیں ہوتی نجاستیں مٹی میں دب کر مٹی ہو جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے نجاستوں کا جو کھا دکھیتوں میں ڈالا جاتا ہے اس کے نجس اجزاء پودوں کی غذا بن کر غلہ نانج، پھول اور پھل سبزیوں اور ترکاریوں کی صورت میں ہمارے سامنے آ جاتے ہیں اور وہی اجزاء غلیظہ غلہ اور پھل بن کر ہماری غذا بن جاتے ہیں جنہیں پاک سمجھ کر ہم کھاتے ہیں اور کسی قسم کا تردد دل میں نہیں لاتے۔ ثابت ہوا کہ ناپاک کے اثرات و صورتِ تعینات پر آتے ہیں جو محض امور اعتباریہ ہیں حقیقتیں ناپاک نہیں ہوا کرتی اس لئے کُل مخلوق کا نور محمدی ﷺ سے موجود ہونا کسی اعتراض کا موجب نہیں۔

تقسیم نور

حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو بار بار تقسیم نور کا ذکر کیا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ نورِ محمدی تقسیم ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب نورِ محمدی کو پیدا فرمایا تو اس میں شعاع در شعاع بڑھاتا گیا اور وہی مزید شعاعیں تقسیم ہوتی رہیں

اس مضمون کی طرف علامہ زر قانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ارشاد فرمایا دیکھئے زر قانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۴۶ رہا یہ شبہ کہ نور محمدی سے روح محمدی مراد ہے لہذا حضور اکرم ﷺ کا نور ہونا ثابت نہ ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں ”نور نیک من نواول“ ہے جس طرح ”نوراً“ میں اضافت بیانہ ہے اور لفظ نور سے اللہ تعالیٰ مراد ہے اسی طرح ”نور نیک“ اضافت بیانہ ہے اور لفظ نور سے ذات پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مراد ہے لہذا ذات محمدی ﷺ کو لفظ نور سے تعبیر فرمایا گیا ہے اس مقام پر یہ کہنا کہ صرف روح پاک نور ہے جسم اقدس نور نہیں بے خبر پر مبنی ہے۔ جسم اقدس کی لطافت اور نورانیت پر ہم انشاء اللہ آئندہ گفتگو کریں گے۔ سر دست اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ حدیث جابر میں تمام اشیاء سے پہلے جس نور محمدی ﷺ کی خلقت کا بیان ہے وہ حضور اکرم ﷺ کی ذات پاک کا نور ہے اور وہ اس لطیف حقیقت کو بھی شامل ہے جسے وہ حضور اکرم ﷺ کے نورانی اور پاکیزہ اجزائے جسمیہ کا جو ہر لطیف کہا جاسکتا ہے اس لئے کہ وہ نور پاک آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں بطور امانت رکھا گیا ہے۔

علامہ زر قانی فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نور محمد ﷺ کو ان کی پشت مبارک میں رکھ دیا اور نور پاک ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشت آدم میں ہونے کے پیشانی آدم علیہ السلام سے چمکتا تھا اور آدم علیہ السلام کے باقی انوار پر وہ غالب ہو جاتا تھا۔ (زر قانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۴۹، مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۰)

یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ پشت آدم علیہ السلام میں ان کی تمام اولاد کے وہ لطیف اجزائے جسمیہ تھے جو انسانی پیدائش کے بعد اس کی ریڑھ کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہی اس کے اجزائے اصلیہ کہلائے جاتے ہیں نہ صرف آدم علیہ السلام بلکہ ہر باپ کے صلب میں اس کی اولاد کے لئے ایسے ہی لطیف اجزائے بدنہ موجود ہوتے ہیں جو اس سے منتقل ہو کر اس کی نسل کہلاتی ہے اور اولاد کے ان ہی اجزائے جسمیہ کا آباء کے اصلا ب میں پایا جانا باپ بیٹے کے درمیان ولدیت اور اہنیت کے رشتہ کا سنگ بنیاد اور سبب اصلی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت میں قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کے اجزائے اصلیہ رکھ دیئے یہ اجزاء روح کے اجزاء نہیں نہ روح کا کُل ہیں کیونکہ ایک بدن میں ایک ہی روح سما سکتی ہے ایک سے زیادہ ایک بدن میں روح کا پایا جانا بدلتا باطل ہے لہذا آدم علیہ السلام کی پشت میں حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک نہیں رکھی تھی بلکہ جسم اقدس کے جو ہر لطیف کی نورانی شعاعیں رکھی گئی تھیں جو نور محمد کی شعاعیں تھیں۔

ارواحِ بنی آدم کا ان کے آباء میں اصلا ب میں نہ رکھا جانا صحیحین کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ استقراء حمل سے چار مہینے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو چار باتیں لکھنے کے لئے بھیجتا ہے اور چار باتیں لکھ دیتا ہے اس کا عمل، عمر، رزق اور دوزخی یا جنتی ہونا اور پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۳)

معلوم ہوا کہ اولاد کی روحیں باپ کے صلب میں نہیں رکھی جاتیں بلکہ شکمِ مادر میں پھونکی جاتی ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

شہاد کوئی شخص اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے کہ عالمِ ارواح میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشتِ مبارک سے ان کی قیامت تک پیدا ہونے والی تمام اولاد کو باہر نکال کر ان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا تھا معلوم ہوا کہ تمام بنی آدم کی ارواح آدم علیہ السلام کی پشت میں تھیں اس کا جواب یہ ہے کہ پشتِ آدم علیہ السلام سے ان کی اولاد کی ارواح نہیں نکالی گئی تھیں بلکہ وہ اس کے اشخاصِ مثالیہ تھے جو مثالی صورتوں میں ان کی پشتِ مبارک سے بہ قدرتِ ایزدی ظاہر کئے گئے تھے کیونکہ ہم ابھی حدیثِ صحیحین سے ثابت کر چکے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں نفخِ روح کیا جاتا ہے اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ نورِ محمدی اپنی عزت و کرامت کے مقام میں جلوہ گر رہا اور پشتِ آدم علیہ السلام میں اجزائے جسمانیہ کے جوہر لطیف کے انوار رکھے گئے جو اصلا ب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتے رہے۔

تطبیق

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نورِ محمدی ﷺ آدم علیہ السلام کی پشتِ مبارک میں رکھا گیا اور بعض روایات میں وارد ہے کہ نورِ محمدی ﷺ پیشانیِ آدم علیہ السلام میں جلوہ گر تھا جیسا رازی کی تفسیرِ کبیر میں ہے۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ جب نورِ مبارک پشتِ آدم ہی میں تھا لیکن اپنے کمالِ نورانیت اور شدتِ چمک کی وجہ سے پیشانیِ آدم علیہ السلام میں چمکتا تھا۔

الحمد للہ ہمارے اس بیان سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ کا بدنِ مبارک بھی نور تھا صاحبِ روح المعانی حضور اکرم ﷺ کے اولِ خلق ہونے کے بارے ارقام فرماتے ہیں چونکہ حضور اکرم ﷺ وصولِ قبض میں واسطہٴ عظمیٰ ہیں اس لئے حضور اکرم ﷺ کا نور اولِ مخلوقات ہے چنانچہ حدیثِ شریف میں وارد ہے سب سے پہلی وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ تیرے نبی کا نور ہے اے جابر۔ (تفسیر روح المعانی پارہ ۷ صفحہ ۹۶)

یہ صبا سنک وہ کلی چمک یہ زبان چمک لب جو جھلک

یہ مہک جھلک یہ چمک دمک سب اسی کے دم کی بہار ہے

حل لغات

صبا، رواء، ہوا، پچھلی رات کی ہوا۔ سنک، ضبط، سودا، جنون۔ کلی، بن کھلا پھول، غنچہ۔ چمک، ٹوٹنے کی آواز، پھرتی، چمک دمک۔ چمک، چھہٹا۔ جھلک، لبالب، لبریز۔ مہک، خوشبو۔ چمک، روشنی، جلوہ۔ چمک دمک، جھلک، رونق، زینت۔

شرح

عالم کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب حضور اکرم ﷺ کا صدقہ ہے مثلاً صبا کا صبح کے وقت نازخروے سے چلنا اور پھولوں کی کلیوں کے غنچوں کی بہار اور یہ ساری چمک دمک چہل پہل اور خوشبودار پھولوں کی جھلک اور دریاؤں کا لبالب لبریز ہو کر بہنا سارا صدقہ ہے صاحب لولاک حبیب پاک ﷺ کا۔ یہ احادیث لولاک کا خلاصہ ہے۔

وہی جلوہ شہرِ بھر ہے وہی اصل عالمِ ودھر ہے

وہی جلوہ شہرِ بھر ہے وہی اصل عالمِ ودھر ہے

حل لغات

لہر، پانی کی ہوا سے جنبش، امگ، شوق، ولولہ، خیال، ضبط، پاگل پن، بڑک۔ پاٹ، چوڑاں۔ دھار، لکیر، تلی، فوارہ، باڑھ، پانی کا تیز بہاؤ۔

شرح

وہی حبیب کبریا شہر دوسرے ﷺ ہی ہر شہر کے لئے صراطِ مستقیم ہیں بلکہ آپ ہر عالم اور ہر زمانہ کی اصل ہیں بحر بھی آپ کے ہیں تو دریا کی لہریں بھی۔ آپ دریاؤں کا چوڑاں بھی خود ہیں تو چشموں کے فوارے۔ اس شعر میں مسئلہ وحدۃ الوجود کو خوب نبھایا ہے۔

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو باغ ہو سب فنا

وہ ہے جانِ جان سے ہے بقا وہی بن ہے بن سے ہی بار ہے

شرح

حضور سرورِ عالم ﷺ نہ تھے تو باغ وجود یعنی عالم میں کچھ بھی نہ تھا اگر آپ نہ ہوں تو تمام باغ اجڑ جائے کائنات

مٹ کر رہ جائے۔ آپ ہی جان کی بھی جان ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ جان سے ہر شے کو بقاء ہے یوں سمجھ لیجئے کہ آپ جملہ کائنات کی جڑ ہیں اور جڑ سے درخت ہر ابھرا رہ سکتا ہے اور اس پر پھل پھول بھی لگ سکتے ہیں۔ اسی لئے ماننا پڑے گا کہ آپ ہی ہر دنیوی دینی اخروی کی ہر نعمت کا سبب ہوں آپ نہ ہوں تو کائنات نہ ہو آپ کسی شے کا ذریعہ وسیلہ نہ ہو تو کوئی نعمت باقی نہ رہے نہ کسی کو کچھ ملے۔

اس شعر میں حدیث لولاک کے اشارہ کے علاوہ حیاۃ النبی کے عقیدہ کو بھی نقلی اور عقلی دلیل سے سمجھایا ہے نقلی دلیل تو وہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی حیات حقیقی کے ساتھ موصوف ہیں اسی لئے جملہ عالم کو فیض پہنچتا رہا ہے اس لئے کہ آپ جملہ عالم کے اصل ہیں اور اصل کے بغیر درخت کو پھل پھول نہیں لگ سکتا۔ یہ باغ عالم ہر ابھرا ہے تو ثابت ہوا کہ آپ حیات بھی ہیں اور فیض بھی پہنچا رہے ہیں فقیر نے اس موضوع کو مفصل علاوہ دیگر رسائل کے ”شرح حدائق کی غزل“ ”انبیاء کو اجل آئی ہے فقط آئی“ کے تحت تفصیل سے لکھا ہے بلکہ اہل سنت کے نزدیک نہ صرف امام الانبیا ﷺ زندہ ہیں بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام حیات حقیقی حسی زندہ ہیں۔ چند ملے جلے دلائل ملاحظہ ہوں

ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور رحمۃ للعالمین حیات حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اپنی نورانی قبر میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، گونا گوں لذتیں حاصل کرتے ہیں، سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، جانتے ہیں، جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں، حج کرتے ہیں، اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں، اس عالم میں بھی ان کے ظہور کے مشاہدہ ہوتا ہے۔ آنکھ والوں نے ان کے جمال جہاں آراء کی بار بار زیارت کی اور ان کے انوار سے مستفیض ہوئے۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں معراج کی رات بیت المقدس کی طرف جاتے ہوئے

مررت بقبر موسیٰ فاذا هو قائم یصلی فی قبرہ

میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا (میں نے دیکھا) کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

فائدہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام سینکڑوں سال حضور سے پہلے ہو گزرے ہیں لیکن اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کرتے دیکھے گئے جب کلیم اللہ کی حیات بعد الممات کا یہ کمال ہے تو پھر حبیب اللہ ﷺ کی حیات کا کیا کمال ہوگا۔ (ﷺ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَسُئِلَ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهًا يُعْبَدُونَ

(پارہ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۲۵)

اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کو پوجا ہو۔

فائدہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو از آدم تا عیسیٰ علیہم السلام تمام نبیوں سے پوچھنے کا حکم دیا اور پوچھا اسی سے جاتا ہے جو زندہ بھی ہو اور جواب بھی دے سکے۔ معلوم ہوا کہ تمام انبیاء زندہ ہیں وہ اپنی قبروں میں پابند نہیں عالم کی سیر کر سکتے ہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اہل بصیرت نے بارہا مشاہدہ فرمایا اور فرما رہے ہیں۔ چند احادیث مبارکہ حاضر ہیں۔

علامہ محمد بن یعقوب شیرازی نے سفر السعادت میں ایک حدیث نقل کی کہ حضور اکرم ﷺ حج کو جاتے ہوئے جب وادی عسفان میں پہنچے تو فرمایا اے ابوبکر جانتے ہو یہ وادی کون سی ہے عرض کی یہ وادی عسفان ہے۔ آپ نے فرمایا اس وادی سے حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام گزرے وہ دونوں سُرخ اونٹوں پر سوار تھے جن کی نکلیں کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھیں ان دونوں نے اون کی چادریں اوڑھ رکھی تھیں اور وہ لہلہ کہتے ہوئے حج کے لئے جارہے تھے۔ (سفر السعادت جلد ۱ صفحہ ۲۲۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور اکرم ﷺ کی معیت میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان وادی ازرق سے گزر رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ کان میں انگلی رکھے اتر رہے ہیں اور وہ لہلہ کہتے جارہے ہیں پھر جب ہم جحفہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو اپنی سُرخ اونٹنی پر سوار ہیں اور وہ پشیم کا جبڑیہ تن کئے ہوئے ہیں اور ان کی اونٹنی کی مہار کھجور کے پتوں کی ہے اور لہلہ کہتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۶)

فائدہ

جب حضرت صالح، داؤد، یونس اور موسیٰ علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور حج کرتے ہیں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں تو امام الانبیاء حبیب کبریٰ تو بطریق اولیٰ زندہ ہیں۔ علماء فرماتے ہیں

اندھی فی قبرہ ﷺ ویصلی فیہ باذان واقامة

حضور اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اذان اور اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

حافظ ابو نعیم نے دلائل النبوة میں روایت کی ہے کہ حضرت سعید ابن مسیب سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جنگ حرہ کے زمانہ میں میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ مسجد نبوی میں میرے سوا اُس وقت کوئی نہ تھا ان ایام میں کسی نماز کا وقت نہ آتا تھا مگر قبر انور سے اذان کی آواز سنتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اذان اور تکبیر کی آواز سنتا تھا۔ یہ روایت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات حقیقی جسمانی پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے جس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی ہے۔

حضرت احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حج کیا اور بعد ازاں حضور اکرم ﷺ کے روضہ انور پر حاضری دیا اور عرض کی یا رسول اللہ پہلے میرا جسم میرے وطن میں اور میری روح آپ کے پاس ہوتی تھی اب میرا جسم اور روح دونوں آپ کے پاس ہے آپ اپنے ہاتھ مبارک کو نکالنے تاکہ میں ان پر بوسہ دوں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی قبر انور سے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو حضرت احمد رفاعی نے بوسہ دیا۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۱۴)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور اکرم ﷺ کے روضہ پر حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا السلام علیکم یا سید المرسلین تو روضہ مبارک سے ان کے سلام کا جواب ملا وعلیکم السلام یا امام المسلمین اے مسلمانوں کے پیشوا تم پر سلام ہو۔ (انیس الارواح صفحہ ۵۵)

خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیرو مرشد خواجہ عثمان ہارونی کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر تھا۔ حضرت خواجہ نے فقیر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اب تم حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ہو سلام عرض کرو میں نے سلام عرض کیا تو روضہ انور سے آواز آئی اے قطب مشائخ بحرہ وعلیکم السلام۔ جونہی یہ آواز حضرت خواجہ نے فرمایا بس اب تمہارا کام پورا ہو گیا۔ (انیس الارواح صفحہ ۱۴)

فائدہ

روضہ اقدس سے ہاتھ مبارک کا نکلنا اور سلام کا جواب آنا اس بات پر روشن دلیل ہے کہ حضور اکرم ﷺ حیات حقیقیہ جسمانیہ و دنیاویہ سے زندہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ليس من يوم الا وتعرض على النبي ﷺ اعمال امته عدوة وعشيرة فيعرفهم بسيماهم

واعمالهم. (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۰، مظہری جلد ۵ صفحہ ۵۵)

نبی کریم ﷺ پر روزانہ صبح و شام آپ کی امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں آپ ان کو ان کی علامات اور ان کے عملوں سے پہچان لیتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے

انه تعرض اعمال امته عليه ويستغفر الله لهم (ﷺ)۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰)

آپ پر آپ کی امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ اُن (گنہگاروں) کے لئے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ پر امت کے اعمال پیش ہونا ان گنہگاروں کے گناہوں کی بخشش کے لئے خدا سے دعا کرنا اور ہر امتی کو پہچاننا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ قبرانور میں زندہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان لله ملائكة سياحين في الارض يبلغوني من امتي السلام. (مشکوٰۃ صفحہ ۸۶)

خدا تعالیٰ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

من صلى عند قبري سمعته ومن صلى على نائبا ابلغته

جس شخص نے میرے پاس آکر مجھ پر درود پڑھا میں اُسے سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر درود سے درود پڑھا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ پر درود و سلام کا پیش کیا جانا اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے کہ آپ اپنی قبرمنور میں زندہ ہیں ورنہ

درود و سلام پیش کرنا بے فائدہ ثابت ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ کی پیش کردہ حدیث پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر قبرانور پر درود پڑھا جائے تو حضور اکرم ﷺ

سنتے ہیں اور اگر دور سے پڑھا جائے تو حضور اکرم ﷺ نہیں سنتے بلکہ فرشتے حضور اکرم ﷺ کو پہنچاتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے جسے انور کشمیری نے فیض الباری میں لکھا۔

انتباہ

ہمارے نزدیک ہر شخص کا درود و سلام حضور اکرم ﷺ سنتے ہیں۔ درود و سلام پڑھنے والا خواہ قبر انور کے پاس حاضر ہو یا کہیں دور ہو، قریب اور دور کا فرق رسول اللہ ﷺ کے لئے نہیں بلکہ درود و سلام پڑھنے والے کے لئے ہے۔ اس کی تحقیق دوسرے مقام پر عرض کر دی گئی ہے ان دلائل سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام مزارات میں زندہ ہیں۔

یہ ادب کہ بلبل بے نوا کبھی کھل کے کر نہ سکے نوا
نہ صبا کو تیز روش روانہ چھلکتی نہروں کی دھار ہے

شرح

ساری خدائی آپ کے ادب کے لئے سر جھکائے ہوئے ہیں یہاں تک کہ بلبل بے نوا بھی کھل کر چہچہا نہیں سکتی اور نہ ہی صبا تیز رفتاری کا دم بھر سکتی ہے اور دریاؤں اور نہروں کی دھار کا بھی یہی حال ہے کہ ادب سے سر تسلیم خم ہیں۔

یہ ادب جھکا لو سرولا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گل تر محمد مصطفیٰ ﷺ چمن ان کا پاک دیا رہے

شرح

اس شعر میں خود کو اور جملہ عاشقان مصطفیٰ ﷺ کو ادب سکھاتے ہیں کہ اے دل ادب سے سر جھکا لے اس لئے کہ میں گل و باغ یعنی خدا کے لاڈلے اور پیارے رسول ﷺ کا نام نامی اسم گرامی زبان پہ لانے والا ہوں۔ وہ کون سا گل تر یعنی حضور اکرم ﷺ جن کا دیار عرب بالخصوص مدینہ پاک خداوند قدوس جملہ مخلوق علوی، سفلی سب کا چمن ہے کہ سب یہاں آکر چین پاتے ہیں۔

وہی آنکھ ان کا جو منہ تنکے وہی لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی سر جو ان کے لئے جھکے وہی دل جو ان پہ نثار ہے

شرح

حقیقی آنکھ وہی جو حبیب خدا ﷺ کا چہرہ اقدس تنکے یا کم از کم اس کی آرزو و تمنا میں ہو اور اصل میں لب وہی

مقدس ہیں جو آپ کی نعت (مدح و ثناء) بیان کرنے میں محو ہو۔ سر بھی وہی اعلیٰ و بالا ہے جو آپ کے نام نامی سنتے ہی جھک جائے اور دل بھی وہی اصلی دل ہے جو آپ پر قربان ہے۔

یہ کسی کا حسن جلوہ گر کہ تپاں ہیں خوبوں کے دل جگر
نہیں چاک حبیب گل و سحر کہ قمر بھی سینہ فگار ہے

شرح

لوگو دیکھو تو سہی کہ یہ کس ذات کا حسن جلوہ گر ہے کہ تمام محبوب اور حسین و جمیل مخلوق اس کے حسن پہ دل اور جگر چاک کئے ہوئے ہیں بلکہ جس گل و سحر کو اپنے حسن و جمال پر ناز ہے وہ بھی آپ کے عشق میں گریبان چاک کئے ہوئے ہیں اور گل و سحر کیا شے ہیں خود چاند کو دیکھ لو کہ اس کا سینہ بھی نبی کریم ﷺ کے عشق میں زخمی ہو گیا ہے۔

وہی نذرِ شہ میں زرنکو جو ہو ان کے عشق میں زرو رو
گلِ خلد اس سے ہو رنگ جو یہ خزاں وہ تازہ بہار ہے

شرح

حبیب خدا ﷺ کے حضور میں وہی سونا نذرانہ پیش کرنے کے لائق ہے اور درحقیقت بہتر سونا بھی یہی ہے جو آپ کے عشق میں زرو رو ہے۔ ہجر و فراق سے چہرہ زرد پڑ گیا ہے اے لوگو (تم کیا سمجھے) یہ محبوب تو اتنا حسین و جمیل ہے کہ جنتی گل بھی آپ کے حسن و جمال کی بھیک مانگتے ہیں یوں سمجھ لو کہ جنتی گل ہوں یا کوئی اور یہ نمبر خزاں کے ہیں اور ہمارے محبوب ﷺ کا حسن تازہ بہار ہے کہ اس میں نت نئی آب و تاب اور رونق ہے۔

جسے تیری صفِ نعال سے ملے دو نوالے نوال سے
وہ بنا کہ اس کے اُگال سے بھری سلطنت کا ادھار ہے

دل لغات

نعال، جوتے۔ نوالے، نوالہ کی جمع لقمہ، گراس۔ نوال (عربی) بخشش، کرم۔ اگال، یہاں تھوک مراد ہے۔
ادھار، قرض۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے مقدس جوتوں میں سے (زندگی بھر میں جو جوتے اقدس استعمال فرمائے انہی میں سے کسی ایک

پر آپ کے جو دود عطا اور بخشش سے صرف دونوں لے ہم غریبوں کو نصیب ہو جائیں تو ہماری قسمت کا کیا کہنا جب کہ آپ کے لعابِ دہن سے جو ذرات گرتے ہیں بادشاہوں کی سلطنتیں ان سے ادھار کھاتہ کھلوا کر سلطنتیں اور حکومتیں چلا رہے ہیں۔

وہ اُنھیں چمک کے تجلیاں کہ مٹا دیں سب کی تعلیاں
دل و جاں کو بخشیں تسلیاں ترانور بارِ دو حار ہے

حل لغات

تعلیاں، تعلی کی جمع کہ دراصل تعلق و وزن تفعّل بقاعدہ حرفیہ تعلیٰ ہوا، بمعنی بلندی پھر فارسی اردو میں یا مخدوفہ کو واپس کر کے ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔ بار، ٹھنڈا۔ حار، گرم۔

شرح

حبیبِ خدا ﷺ آپ کے انوار کی تجلیاں اگر اُنھیں تو تمام بلند مراتب والوں کی بلندیوں کو مٹا کر رکھ دیں یعنی ان سب کی بلندیاں آپ کے قدموں پر رکھ دیں اور آپ کے نورِ مبارک کا یہ حال ہے کہ جو بھی آپ کی غلامی اختیار کرے تو وہ ان کو تسلیاں بخشتا ہے آپ کا نورِ مبارک بارِ دو بھی ہے کہ غلاموں کو مکملی میں چھپا لیتا ہے اور دشمنوں کے لئے حار ہے کہ ان کی سرکشی کو ملیا میٹ کر دیتا ہے۔

رُسل و ملک پہ درود ہو وہی جانے اُن کے شمار کو
مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیع روزِ شمار ہے

شرح

اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں علیہم السلام اور فرشتوں پر لاکھوں درود و سلام۔ ان کی گنتی اور شمار کو اللہ تعالیٰ ہی جانے یا اس کا رسول ﷺ لیکن میرا سوال ہے کہ ان گنت پیغمبروں (علیہم السلام) اور ملائکہ میں صرف ایک ایسا دکھا دو کہ قیامت کے دن شفاعت کر سکے (یہاں شفاعت کبریٰ مراد ہے) پھر شفاعت مطلق یعنی ہر طرح کی ایسی شفاعت کہ دوسروں کو حاصل نہ ہوگی مثلاً قیامت کے دن سرورِ کونین مشرکوں، دہریوں، منافقوں اور کافروں کے بچوں کی شفاعت فرمائیں گے آپ کی شفاعت ان کے حق میں قبول کی جائے گی اور ان کو عذاب نہیں دیا جائے گا نیز حضور اکرم ﷺ کی امت کے بعض لوگ وہ

ہوں گے کہ حضور ان کی شفاعت فرمائیں گے تو جنت میں ان کے درجات میں ترقی ہوگی۔
 نہ حجاب چرخِ مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر
 جو گیا ہے عرش سے بھی اُدھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

شرح

مانا کہ حضرت مسیح و عیسیٰ علیہم السلام آسمان پر تشریف فرما ہیں اُن کے لئے تجلیات کے آگے کوئی حجاب نہ سہی۔
 ایسے ہی کلیم موسیٰ علیہ السلام کا بڑا مرتبہ ہے کہ کوہ طور پر بہت سی تجلیوں سے نوازے گئے لیکن عرش سے دراء جو ذات
 تشریف لے گئی اس کا کیا کہنا اور وہ ذات محبوب خدا ﷺ ناقہ سوار ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن اس طرح گزارے کہ رات کو نوافل پڑھے اور دن کو روزہ رکھا بعد ازاں
 وضو کیا پاکیزہ لباس پہنا اور کوہ طور پر پہنچے اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کا ٹکڑا نازل فرمایا جس نے کوہ طور کو لوگوں کی نظروں
 سے پوشیدہ کر دیا پھر پہاڑ کے چاروں طرف سے اکیس اکیس میل تک تمام جانوروں حتیٰ کہ فرشتوں کو دور کر دیا گیا۔ اس
 کے بعد اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اندریں حالات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام ربانی کے لطف نے اس
 کے دیدار کا آرزو مند بنا دیا۔

پس پردہ سن کے تیری صدا میرا شوق دید جو بڑھ گیا مجھے اضطراب کمال تھا یہی وجد تھا یہی حال تھا
 اس لئے عرض کی 'رب ارنی' الہی مجھے اپنے دیدار کا شرف عطا کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا 'لن ترانی' تو مجھے ہر
 گز نہ دیکھ سکے گا۔

نہ تری آنکھ دیکھے اور نہ چشمِ انبیاء دیکھے مجھے دیکھے تو اے موسیٰ نگاہِ مصطفیٰ دیکھے
 لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو معراج کی رات اپنے دیدار اور کلام الہی سے مشرف فرمایا حضرت عبداللہ بن
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان محمداً ﷺ رای ربہ مرتین مرة ببصرہ ومرة بفواہہ۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۱)

یعنی بلاشبہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے ایک بار دل کی آنکھ سے۔

وہ تری تجلی کو دل نشین کہ جھلک رہے ہیں فلک زمین
 ترے صدقے میرے مہ مبین مری را کیوں ابھی تار ہے

دل لغات

تار، اندھیرا

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کی تجلی دلنشین کا تو یہ حال ہے کہ اسی سے نور لے کر زمین و آسمان روشن ہیں۔ اے میرے مہربان (ﷺ) میری قسمت میں کیا لکھا ہے کہ تا حال میری رات تاریک ہے۔

میری ظلمتیں ہیں تراستم مگر ترامہ نہ مہر کہ مہر گر
اگر ایک چھینٹ پڑے ادھر شب داغ ابھی تو نہار ہے

دل لغات

چھینٹ، بوند۔ داغ، اندھیرا۔

شرح

مجھے تسلیم ہے کہ یہ میری ظلمتیں میرے قصور کا نتیجہ ہے لیکن آپ (اے حبیب خدا ﷺ) ایسے رحیم و کریم ہیں کہ آپ کا کرم نہ صرف مہر ہے بلکہ وہ تو صرف ہم غریبوں کو ایک چھینٹا مل جائے تو اندھیری رات ابھی بلاتا خیر سورج کی طرح روشن ہو جائے۔

گنہ رضا کا حسان کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا
مگر اے غفو تیرے غفو کا تو حساب ہے نہ شمار ہے

دل لغات

غفو، بفتح امین و نغم الفاء صیغہ صفت پہچوں رسول معاف کرنے والے۔ غفو، مصدر معاف کرنا، معافی، خطا، بخشا۔

شرح

رضا کے جرائم کا کوئی حساب نہیں مانا کہ لاکھوں اربوں کھربوں درجے بلکہ اس سے بڑھ کر سہی لیکن معاف کرنے والے حبیب کریم ﷺ اس کے غفو کا بھی تو نہ کوئی حساب اور نہ شمار۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی عفو بھی ہے اور اگر یہ التجاء بارگاہ حق میں ہے تو پھر کسی کو اشکال نہیں ہاں بعض امتی کو اپنے نبی کریم ﷺ کے لئے شک ہے تو وہ ہمیشہ شک میں رہے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نہ صرف صفت عفو سے موصوف ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو اپنی جملہ صفات سے موصوف فرمایا ہے اس کی تحقیق میں فقیر نے اسی شرح حدائق بخشش میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔

تیرے دین پاک کی وہ ضیاء کہ چمک اٹھی راہ اصطفیٰ
جونہ مانے آپ ستر گیا کہیں نور ہے کہیں نار ہے

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے دین کی وہ روشنی ہے کہ جس کے تمام برگزیدہ راستے چمک اٹھے ہیں جو بد بخت نہیں مانتا وہ خود بخود جہنم میں گیا اور آپ کا وصف تو جمال بھی ہے اور جلال بھی، ماننے والوں کے لئے نور ہے اور نہ ماننے والوں کے لئے نار۔

کوئی جان بسکے مہک رہی کسی دل میں اس سے کھٹک رہی
نہیں اس کے جلوے میں مگر ہی کہیں پھول ہے کہیں خار ہے

دل لغات

بس حاصل مصدر از بسنا آباد ہونا، رہنا (خوشبو سے لگ کر خوشبودار بن جانا) کھٹک، خلش، چھن۔ مگر ہی، ایک راہ پہ ہونا۔

شرح

جو جان (روح) حضور سرور عالم ﷺ سے بہرہ ور ہو کر دنیا بھر میں مہک رہی ہے لیکن کسی (حاسدوں) کے دل میں چھن جلن سی رہتی ہے آپ کے جلوؤں میں بھی مگر ہی نہیں جو دامن میں آ جاتا ہے وہ پھول ہے جس کے ہاتھ سے دامن چھوٹ گیا وہ خار ہے (بیکار مستحق نار ہے)

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

شرح

وہ (اسماعیل دہلوی) جسے وہابی دیوبندی شہید ذبیحہ کا لقب دیتے ہیں وہ شہید اس لئے نہیں بلکہ لیلائے نجد کے عشق میں مارا گیا اور اس کے قتل کرنے والے بھی مسلمان سنی عاشقانِ رسول ہیں یہ انہیں محبوبوں کی تلوار کا ذبح کردہ ہے۔

تاریخ جہاد اسماعیل قتیل دہلوی

اس شعر میں وہابیوں، دیوبندیوں اور ان کی تمام ذیلی جماعتوں کے ایک دھوکہ اور فریب کا پردہ چاک فرمایا ہے آج تک یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی سکھوں کے مقابلہ میں مارا گیا اسی لئے وہ شہید ہے اور ذبیحہ اس لئے ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ہم نام ہے اور ذبیحہ قتیل پر عطف ہے تو عطف تفسیری ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دھوکہ ہے وہ تورضا الہی کی خاطر نہیں لڑا تھا بلکہ وہ لیلائے نجد کا شہید تھا کہ جس طرح محمد بن عبد الوہاب نجدی انگریزوں کے اشاروں پر ترکوں کے خلاف ہو گیا تھا اس نے اپنے پر پھیلائے تو اسماعیل اور اس کے مرشد سید احمد بریلوی کو لپیٹ میں لے لیا اس معنی پر اسماعیل دہلوی اسلام کی خاطر نہیں بلکہ اپنی لیلائے نجد کے عشق میں مارا گیا کہ اس کے مشورہ پر انگریزوں سے مل کر مسلمانوں سے لڑائی کی ٹھانی نام تو لیا سکھوں کا اور مقابلہ ہو گیا پٹھانوں سے اور پٹھانوں نے اس کا ستیاناس کر کے فی النار والستر کیا اور وہ پٹھان چونکہ پکے اور سچے سنی مسلمان تھے اسی لئے انہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خیار سے موصوف فرمایا ہے۔

لیلائے نجد

اس سے مراد محمد بن عبد الوہاب نجدی ہے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ صرف ایک تحریر ملاحظہ ہو دیوبند مولوی حسین احمد (مدنی) لکھتے ہیں کہ صاحبو محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قتال کیا، ان کو بالآخر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب، رحمت شمار کرتا رہا، اہل حریمین (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخ اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں (مسلمان) آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔

محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانانِ دینا مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور

ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال و جائز بلکہ واجب ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خان (اہل حدیث) نے خود اس کے ترجمہ میں ان باتوں کی تصریح کی ہے۔

زیارتِ رسولِ مقبول ﷺ و حضوریِ آستانہ شریفہ و ملاحظہِ روضہ مطہرہ کو یہ طائف (محمد بن عبدالوہاب) بدعتِ حرام و غیرہ لکھتا ہے۔

پیشن گوئی

بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملک شام اور یمن کے لئے دعا برکت فرمائی تو کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور نجد کے لئے بھی دعا فرمائیے تو حضور نے نجد کے لئے دعا کرنے کے بجائے یہ فرمایا کہ

هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان

وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں شیطان کا گروہ نکلے گا۔

فائدہ

یہ پیشن گوئی سو فیصد محمد بن عبدالوہاب نجدی پر صادق آئی مزید تحقیق اور مخالفین کے استدالات کی تردید فقیر کی شرحِ منشوی امام احمد رضا کا مطالعہ فرمائیے۔

نوٹ

یاد رہے کہ یہ حسین احمد یوبندی فرقہ کے نزدیک اونچے مقام کا ولی اللہ تھا۔

کیم ستمبر خدام الدین لاہور ۱۹۶۷ء

شیخ اسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مرحوم جامع تھے جب حدیث شریف کا سبق پڑھاتے تھے تو بڑے بڑے عالم فاضل سبق میں شرکت کو اپنے لئے باعثِ سعادت خیال کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاروقی مرحوم فرماتے تھے کہ میں جب حج کے لئے گیا تو حضرت شیخ الاسلام مدینہ منورہ میں پہلے ہی موجود تھے میں جب مدینہ منورہ گیا تو مجھے لینے کے لئے شہر سے باہر تشریف لائے۔ میں نے عرض کی کہ حضرت کیسے تشریف لائے فرمانے لگے تمہیں کیوں بتاؤں کہ کس لئے آیا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے پان دان گم کر آئے ہونہ۔ میں نے جب عرض کی کہ حضرت ملے گا بھی تو فرمایا ہاں ہاں ملے جائے گا وہ ماضی کا اور یہ حال کا کشف ہے۔

ذبیح خیاب

فرقہ دیوبندیہ اور غیر مقلدین دونوں بڑے زور شور سے اسماعیل دہلوی اور اس کے مرشد سید احمد بریلوی کو شہید بتاتے ہیں اور دعویٰ ہے کہ انہیں سکھوں نے قتل کیا یہ غلط ہے اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دونوں انگریز کے مظالم سے آنکھ چرا کر بجائے ان سے جہاد کرنے کے دہلی (ہندوستان) کو چھوڑ کر اتنا اور پرکٹھن سفر کر کے سرحد میں کون سا جہاد کرنے گئے اور جن لڑنے والوں کو ساتھ لے گئے اور خود ان کا خرچہ کہاں سے آیا خود بھی جاگیر دار نہ تھے اور ساتھ جانے والے بھی کنگال اور مفلس لوگ تھے بظاہر ان کا کوئی سرپرست بھی نہ تھا۔ سونا بھی نہیں بناتے تھے اسے وہ سوچے جس کے سر میں دماغ ہے۔

ان کی تاریخ کا غور سے مطالعہ کرنے کے بعد سچا اور پکار مسلمان اس نتیجہ تک پہنچتا ہے کہ ان کی سرپرستی انگریز نے کی اور انگریز نے ہی انہیں تیار کر کے روانہ کیا اور تمام خرچہ سرکار انگریز کا تھا یہاں تک راستہ طے کرنے کے دروان انگریز آفیسر دعوتیں بھی کرتے رہے۔

اصل صورت یہ تھی کہ انگریز نے سکھوں کو زیر کرنے کے لئے اسکیم بنائی کہ وہاں کے لوگ سکھوں کے مظالم سے تنگ ہیں خود ٹکڑے تو ممکن ہے وہاں کے مسلمان بجائے اس کے سکھوں کا ساتھ دیں اس نے چالاکی سے جہاد کا نام دے کر اسماعیل دہلوی اور اس کے مرشد سید احمد بریلوی کو سکھوں کے مقابلہ میں بھیجا اور تمام خرچہ اپنے ذمہ لیا اور ان کے مرتے دم تک ان کی سرپرستی کرتا رہا بعد کو بھی جو جماعت ان کے نام منسوب تھی اس کی سرپرستی انگریز نے کی۔

شروع میں سنی مسلمانوں نے اس جہاد میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ سردھڑ کی بازی لگادی۔ بیچارے سرحدی مسلمانوں نے اسلام کے نام پر سید صاحب کا پورا پورا ساتھ دیا جنگ اکوڑہ میں کل نو سو افراد تھے ان میں سے ایک سو چھتیس ہندوستانی تھے قریباً اسی قندھاری باقی اہل سرحد تھے۔ (سید احمد شہید صفحہ ۳۳۵ از غلام رسول مہر)

کیا اس حوالہ کے بعد سرحدی مسلمانوں کی حمایت اسلامی میں کوئی شک ہو سکتا ہے انہوں نے اسلام کے نام پر اپنی اکثریت سید صاحب کے حضور پیش کر دی۔

مزید سینے یہی غلام رسول مہر لکھتا ہے دو مہینوں میں اسی ہزار سرحدی عوام جہاد کے لئے فراہم ہو گئے سردارانِ پشاور کا لشکر اس سے الگ تھا اس کی تعداد اسی ہزار بتائی جاتی ہے۔

سرحدی مسلمان علیحدہ کیوں ہوئے

یہ سرحدی مسلمان سید صاحب کے ہم عقیدہ وہم مشرب نہ تھے اور نہ ہی سید صاحب کے مخصوص عقائد سے باخبر تھے وہ سید صاحب کو اپنی طرح کا سنی حنفی مسلمان ہی سمجھتے تھے یہی وجہ تھی کہ شروع میں انہوں نے سید صاحب کی پرزور حمایت کی اور جان و مال کی قربانی سے کوئی دریغ نہ کیا لیکن سید صاحب اور آپ کے رفقاء نے سرحدی مسلمانوں کی فداکاری اور جانثاری سے یہ غلط اندازہ لگایا کہ شاید وہ ہمارے ہم عقیدہ وہم خیال ہو چکے ہیں جو نہی سید صاحب اور آپ کے رفقاء کی مخصوص اعتقادی سرگرمیاں شروع ہوئیں تو سرحدی مسلمان ایک ایک کر کے الگ ہونے لگے چونہ سید صاحب بعض دوسرے مجاہدین سے قدرے مصلحت پسند تھے اس لئے فی الوقت اعتقادی نزاع نہیں اٹھانا چاہتے تھے مگر شاہ اسماعیل اور ان کی جماعت نے مصلحت وقت کو پس پشت ڈالتے ہوئے مخصوص عقائد کو سکھوں سے جہاد پر اولیت دے دی اور آگے چل کر جہاد کا رخ بھی سکھوں سے مسلمانوں کی طرف ہو گیا نتیجتاً جانبین سے بے شمار جانیں ضائع ہوئیں سید صاحب نے جو حکومت قائم کی (اور بقول ان کے وہ اسلامی حکومت تھی) اس کی مخالفت کی سب سے بڑی اور اہم وجہ یہی اعتقادی اختلاف تھا حضرت مولانا شیخ عبدالغفور اخوند سواتی درانی سرداروں کے پیر طریقت تھے شروع میں آپ بھی سید صاحب کے ہم نوا تھے لیکن مجاہدین کی وہابیہ سرگرمیوں سے متنفر ہوئے اور وہابی مجاہدین کے خلاف تھلیل کا فتویٰ دیا آپ کے ہمنوا علماء میں حضرت مولانا میاں نصیر احمد المعروف قصہ خوانی ملا، حضرت مولانا حافظ دراز پشاوری شارح بخاری اور ملا عظیم اخوندزادہ وغیرہ سرفہرست تھے ان علماء کرام کے فتویٰ کے علاوہ ہندوستان سے بھی ایک فتویٰ آیا تھا جو سلطان محمد خان رئیس پشاور کے پاس موجود تھا (سرحد میں برگزیدہ مشائخ و علماء مشہور تھے اور ہندوستان سے جو فتویٰ آیا تھا وہ بھی سنی علماء کی طرف سے تھا) جس کے بارے میں جناب مہر لکھتے ہیں

اس ملاقات میں سلطان محمد خان نے ایک فتویٰ یا محضر خریطے سے نکال کر سید صاحب کی خدمت میں پیش کیا اس پر بہت سی مہریں ثبت تھیں محضر میں خواتین سمہ سے خطاب تھا۔ مضمون یہ تھا کہ سید احمد چند عالموں کو اپنے ساتھ ملا کر تھوڑی سی جمعیۃ کے ہمراہ افغانستان گئے ہیں وہ بظاہر جہاد فی سبیل اللہ کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہ ان کا فریب ہے وہ ہمارے اور تمہارے مذہب کے خلاف ہیں ایک نیا دین انہوں نے نکالا ہے کسی ولی یا بزرگ کو نہیں مانتے سب کو بُرا کہتے ہیں انگریزوں نے انہیں تمہارے ملک کا حال معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس بنا کر بھیجا ہے ان کی باتوں میں نہ آنا عجب نہیں تمہارا ملک چھنوا دیں جس طرح بھی ہو سکے انہیں تباہ کرو اگر اسی باب میں غفلت اور سستی برتو گے تو پچھتاؤ گے اور ندامت کے سوا کچھ نہ پاؤ گے۔ (سید احمد شہید صفحہ ۶۵۹ از غلام رسول مہر)

سید احمد و مولوی اسماعیل دہلوی کے ایک اور خوش اعتقاد کا حوالہ ملاحظہ ہو شیخ اکرم نے لکھا کہ بعض مخلص قدیم الحیال ہستیوں کو بھی سید صاحب کے بعض ساتھیوں کے طور طریقے بلکہ عقائد بھی کھٹکتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ سردارانِ پشاور اور علماء کا مجاہدین کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم ہو گیا مجاہدین کے خارج از اسلام اور واجب القتل ہونے کے فتوے دیئے گئے۔ (موج کوثر صفحہ ۳۳)

فائدہ

شیخ اکرم کی اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ مجاہدین کے واجب القتل ہونے کے فتوے اعتقادی اختلاف کی بنیاد پر تھے آخر مخلص اور قدیم الحیال ہستیوں کو مجاہدین کے عقائد کیوں کھٹکے۔ کچھ تو تھا ورنہ واجب القتل ہونے کا فتویٰ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اسے آخری حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور پھر اکثر سرحدی علماء نے سید صاحب کی مخالفت کی اور اس کی وجہ اختلافی عقائد ہی بتائی۔

دوسری طرف مجاہدین کو بھی سرحدی علماء اسلام کے عقائد اور طور و طریقے پسند نہ تھے جناب مہر لکھتے ہیں تمام معاملات کی باگ ڈور ملاؤں کے ہاتھ میں تھی اور ملاؤں کی اعتقادی اور عملی حالت بہت گری ہوئی تھی۔ (سید احمد شہید صفحہ ۲۵۸)

فائدہ

یعنی سرحدی علماء اسلام کی اعتقادی اور عملی دونوں حالتیں درست نہ تھی اعتقادی عدم درستگی سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ فقہ حنفی پر عمل میں بڑے سخت تھے اور عملی حالت کی پستی کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ مشاہدہ یہ ہے کہ ہندو پاک کے موجودہ علماء سے سرحدی علماء کی عملی حالت آج بھی اچھی ہے اور پہلے بھی اچھی ہوگی۔

میرے خیال میں سرحدی علماء اسلام میں ایک عیب تھا اور وہ اتنا عظیم تھا کہ تمام نیکیوں اور اچھائیوں کو ملیا میٹ کر گیا وہ عیب سید صاحب کو امیر المومنین تسلیم نہ کرنا تھا اگر وہ ہندوستان میں تحریک و ہابیت کے قائد سید صاحب کی امارت کو تسلیم کر لیتے تو تمام اچھائیاں ان میں آ جاتیں لیکن ان حق گو علماء اسلام نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اس لئے آج بھی وہ تحریک و ہابیت سے متاثرین کے نزدیک نہایت مغضوب و مقہور ہیں سرحدی علماء کرام میں مجاہدین کی مخالفت میں مرکزی کردار حضرت شیخ عبدالغفور خوند سواتی نے ادا کیا۔ مولوی محمد علی قصوری لکھتے ہیں

اخوند صاحب سوات کے بہت بڑے پیر اور ملا تھے حضرت سید احمد بریلوی کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے

تھے لیکن بعد میں جب ان کے خلاف وہابیت کا الزام لگایا گیا تو یہ نہ صرف ان سے علیحدہ ہو گئے بلکہ عام روایت کے مطابق ان کی مخالفت میں سکھوں اور پٹھانوں سے مل گئے۔ (مشاہدات کابل و یاغستان صفحہ ۷۶)

یعنی اخوند صاحب نے وہابیت کی مخالفت میں سکھوں اور پٹھانوں سے اتحاد کر لیا تھا حالانکہ ابتدا میں وہ سید صاحب سے وابستہ تھے۔ مولوی محمد علی قصوری کے بیان کی تائید جناب مہر کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے۔

اخوند عبدالغفور جو بعد میں اخوند صاحب سوات کے لقب سے مشہور ہوا اس زمانے میں بیکی (زوبٹ) کے قریب دریائے سندھ کے کنارے ایک غار میں رہتا تھا۔ یہاں اس نے بارہ برس چلہ کشی میں گزار دیئے تھے ملا صاحب کوٹھ سے اس کا گہرا تعلق تھا سید صاحب کے پاس بھی آتا جاتا تھا۔

فائدہ

اس سے واضح ہوا کہ ابتدا میں شیخ اخوند سواتی سید صاحب کے ہم نوا تھے جب قصہ وہابیت کا چھڑا سر بستہ راز کھلا تو اخوند صاحب نہ صرف الگ ہوئے بلکہ پُر زور مخالفت کی۔ آپ کی مخالفت کی وجہ سے مریدین، علماء، خواتین اور عوام بھی کھل کر سامنے آ گئے۔ ایک مسلمان حاکم خادی خان سے سید صاحب نے جو پہلا جہاد کیا اس کی کڑی بھی اخوند صاحب سے ملتی ہے۔ (علامہ عبدالحکیم شرف قادری، تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۲۳۸)

لکھتے ہیں خادی خان شہید حضرت مولانا اخوند عبدالغفور قدس سرہ کے مخلص مرید تھے اس کے علاوہ جناب غلام رسول مہر کو بھی یہ اعتراف ہے کہ زہد و ریاضت کی وجہ سے خادی خان کو بھی اخوند عبدالغفور کے ساتھ عقیدت تھی۔ اخوند سوات اس زمانے میں بیکی میں مقیم تھا اور خادی خان کے ساتھ اس کے تعلقات بہت گہرے تھے۔ (سید احمد شہید صفحہ ۲۸۶)

اس لئے جب شیخ طریقت سید صاحب اور مجاہدین کے خلاف ان کی وہابیانہ سرگرمیوں کی وجہ سے مخالفت کر رہے تھے تو مریدین صادق بھی اس معرکہ کارزار میں اتر آئے اور وہابیت کے خلاف تلواروں اور نیزوں سے جنگ شروع ہو گئی چنانچہ خادی خان نے وہابی مجاہدین سے جنگ کی اور اس معرکہ میں کام آیا اسی طرح سلطان محمد خان کی جب مجاہدین سے جنگ ہوئی تو اس نے بھی اس وہابیانہ اعتقادی اختلاف کو دو ٹوک لفظوں میں یوں بیان کیا جہاد کی باتیں ابلہ فریبی کا کرشمہ ہیں تم لوگوں کا عقیدہ بُرا اور نیت فاسد ہے بظاہر فقیر بنے بیٹھے ہو، دل میں امارت کی ہوس ہے، ہم نے خدا کے نام پر کمر باندھ لی ہے کہ تمہیں قتل کریں تاکہ زمین تمہارے وجود سے پاک ہو جائے۔ (سید احمد شہید صفحہ ۲۸۶)

فائدہ

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرحدی مسلمان سید صاحب اور وہابی مجاہدین کی مخالفت ان کی اعتقادی جدت اور مسلمانوں کو مشرک و کافر کہنے کی وجہ سے کرتے تھے سید صاحب کی سرحدی مسلمانوں سے اعتقادی جنگ تھی سرحد کے علماء اور عوام سید صاحب اور مجاہدین کی وہابیانہ سرگرمیوں سے شدید متنفر تھے اور آگے چل کر اسی آگ نے مجاہدین کو خاکستر بنا دیا۔ غلام رسول مہر لکھتے ہیں

بے خبر اور سادہ لوح پٹھانوں کے اسلام کی باگ ڈور ملاؤں کے ہاتھ میں تھی انہوں نے خفیہ خفیہ سید صاحب کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور پٹھانوں کو اسلام کے نام پر اسلام کے خلاف مشتعل کرنے لگے۔ (سید احمد شہید، غلام رسول مہر، صفحہ ۶۶۹)

فائدہ

مہر صاحب نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا کہ سرحدی ملاؤں نے سید صاحب پر اسلام دشمنی کا الزام عائد کیا اور سادہ لوح مسلمانوں کو سید صاحب کا مخالف بنا دیا لیکن سوال یہ ہے کہ آخر حضرت اخوند سواتی ایسے زاہد و عبادت گزار شخص نے سید صاحب کی مخالفت کیوں کی، کیا وہ اسلام کی سربلندی نہیں چاہتے تھے، کیا انہوں نے ابتدا اسلام کے نام پر سید صاحب کی حمایت نہیں کی۔ سید صاحب اور مجاہدین میں وہابی عقائد کو دیکھ کر ہی اخوند صاحب اور دوسرے علماء مخالف ہوئے اب اگر مہر صاحب کی مندرجہ بالا عبارت کی اس طرح تھلیب کر دی جائے تو سارے وہابی چراغ پا ہو جائیں گے کہ سید صاحب نے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر اسلام کے خلاف مشتعل کیا انہیں کافر و مشرک قرار دیا اور جانین سے ہزاروں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا دیں۔

تو اتنا غوغاں سگاں ہوگا کہ آواز گداز صدا بصر اہو کر رہ جائے گی

انتباہ

فقیر اس طویل بحث کو لپیٹ کر آخر میں ایک ایسا باوثوق حوالہ عرض کر دے جسے نہ صرف وہابی دیوبندی قبول کریں بلکہ جدید طبقہ بھی تسلیم خم کر دے۔

سر سید احمد علی گڑھی نے مقالات (سر سید جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۹ مقالہ نمبر ۹) میں لکھا کہ ہندوستان کے گوشہ شمال و مغرب کی سرحد جو پہاڑی قومیں رہتی ہیں وہ سنی المذہب حنفی قومیں ہیں چونکہ پہاڑی قومیں ان کے عقائد کی مخالفت تھیں اس لئے وہ

وہابی ان پہاڑیوں کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسائل کو بھی اچھا سمجھتے البتہ چونکہ وہ سکھوں کے جو دستہ سے نہایت تنگ تھے اس سبب سے وہابیوں کے منصوبے میں شریک ہو گئے کہ سکھوں پر حملہ کیا جائے لیکن چونکہ یہ قوم مذہبی مخالفت میں نہایت سخت ہے اس سبب سے اس قوم نے اخیر میں وہابیوں سے دغا کر کے سکھوں سے اتفاق کر لیا اور مولوی اسماعیل صاحب و سید احمد صاحب کو شہید کر دیا۔

نوٹ

اس مختصر سے بیان سے اہل انصاف ہی سمجھ سکیں گے کہ اسماعیل اور اس کا مرشد شہید ہیں یا ذبح خیار۔ اب یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ خیار (پسندیدہ و برگزیدہ) لوگ کون تھے۔

فہرست خیار یعنی قاتلین و معاونین قتل

اگرچہ اجمالی طور پر معلوم ہو گیا کہ اسماعیل قاتل کے قاتلین سنی پٹھان غیور مسلمان ہیں لیکن انہیں برگزیدہ شخصیات کا علم بھی ضروری ہے ان میں چند بزرگوں کے اسماء گرامی ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت مولانا شیخ عبدالغفور اخوند سواتی درانی سرداروں کے پیر طریقت۔

(۲) میاں نصیر احمد المعروف قصہ خوانی ملا۔

(۳) حضرت حافظ دراز پشاورى شارح بخاری۔

(۴) ملا عظیم اخوندزادہ وغیرہ (رحمہم اللہ)

ان میں سب کے سب سنی المسلمک حنفی المذہب تھے۔ اسی لئے انہوں نے ازراہ غیرت مولوی اسماعیل کو مع اس کے مرشد سید احمد بریلوی کے قتل کرایا تا کہ نہ ہر نہ رہے دردیونکہ یہ سکھوں کے مقابلہ کے بہانے اہل سنت حنفی لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا اسی لئے امام اہل سنت کا فرمان ہے

وہ شہید لیا نچد تھا وہ ذبح تیغ خیار ہے

یہ ہے دین کی تقویت اس کے گھر پہ ہے مستقیم صراط شر

جوشقی کے دل میں ہے گاؤ خرتو زبان پہ چوڑھا چمار ہے

شرح

یہ شعر اسماعیل دہلوی کی حرام موت مرنے کی دلیل ہے فرمایا کہ ایسا شخص شہادت حق سے کیوں سرخورد ہے جب

کہ اس نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھی اور اس کے اندر جو گستاخیاں ہیں انہی کا نام دین کی تقویت ہے تو پھر حیف ہے ایسے ایمان پر ایسے ہی اس کی دوسری تصنیف ہے صراط مستقیم بظاہر تو اس کا نام اچھا ہے لیکن اس کی بعض عبارات پڑھو تو یقین ہوگا کہ یہ صراط مستقیم (سیدھا راستہ) ہے لیکن شرک کا یعنی کتاب شر (گمراہی) کی طرف لے جاتی ہے۔ دوسرے مصرعہ میں بطریق لفظ شر غیر مرتب کے طور پر حوالے دیئے ہیں وہ یہ کہ صراط مستقیم میں مولوی اسماعیل نے لکھا کہ نماز میں (معاذ اللہ) حضور اکرم ﷺ کا خیال و تصور گاؤں سے بدتر ہے اور تقویۃ الایمان کا ایک حوالہ یہ ہے کہ (معاذ اللہ) حضور ﷺ کی شان چوڑھا چمار سے ذلیل تر ہے۔ اب شعر کا خلاصہ ملاحظہ ہو کہ اسماعیل دہلوی کو امام ماننے والو بتاؤ کیا اسی کا نام دین کی تقویت ہے پھر یہ کہ صراط مستقیم اس کی تصنیف میں شریہ جس بد بخت کے دل میں گاؤں سے بدتر ہے اور زبان پر چوڑھا چمار ہے۔

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ ستر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

شرح

وہ حبیب پیارے آنکھوں کے تارے ﷺ جو تمام زندگی جو دوسخا کا فیض تھے لیکن بد بخت وہابی دیوبندی آپ کے اس جو دوسخا کی عطا کو شرک سے تعبیر کرتا ہے اسے مخاطب ہو کر امام اہل سنت رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اے بد بخت تجھے جہنم کا تپ کھائے تیرے دل میں آپ کی عداوت و بغض میں کس وجہ سے بخار ہے۔
شعر کے مصرعہ ثانی میں اعدائے رسول ﷺ کو کوسا ہے ایسے ہر عاشق صادق کا کام ہے آپ کے برادر خورد حضرت علامہ مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی کا نقشہ کھینچا اور فرمایا

نجد یا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری
خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر مٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عد کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

دل لغات

نیزہ، بھال، نوک، بھالا، برچھا، سرکنڈا، قلم کا۔

شرح

وہ احمد رضا امام اہل سنت کے نیزہ کی مار ہے دیکھ لو کہ دشمن دین پر وار کرنے کے لئے ساتھ رکھتا ہے جسے دیکھ کر دشمن میں خار کی طرح کھٹکتا ہے جب یہ حملہ آور ہوتا ہے پھر کسی کو اس سے نجات پانے کا چارہ نہیں رہتا بے بس ہو کر گر پڑتا ہے لیکن احمد رضا کا نیزہ اتنا زبردست تیز ہے کہ ہر وار پر جسم کو کاٹا ہوا پار نکل جاتا ہے یہ صرف ایک ہی وار سے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ یہ نیزہ کند نہیں کہ بار بار وار کرے تو دشمن کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا رہے بلکہ ایک ہی وار سے دشمن کا کام تمام کر دیتا ہے۔

نیزہ کی مار

اس شعر کے مطابق حال ہی میں سلام رضا میں کسی نے کیا خوب جوڑ ملایا ہے کہ

شیخ نجدی کا سر کاٹ کر رکھ دیا خنجر اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام
شیخ دیوبند کا سر کاٹ کر رکھ دیا خنجر اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

یاد رہے اس خنجر سے قلمی مراد ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے بھرپور دلائل دشمنان دین کے لئے خار ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد آپ کے قلم ہاتھ میں لینے سے پہلے ہزاروں تصانیف اعدائے دین کے لئے لکھی جا چکی تھیں اور بڑی نامور اور قد آور شخصیات نے علمی جواہر بکھیرے اور مخالفین کی تردید میں بیشمار مضبوط دلائل قائم فرمائے صرف تقویۃ الایمان کی نامزد تصانیف یا اس کی جزوی عقائد و مسائل کی تردید میں ڈیڑھ سو سے زائد تصانیف معرض وجود میں آچکی تھیں جنہیں تفصیل کے ساتھ علامہ اشرف علی گلشن آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جامع العبادی ہر مجلدات میں بیان فرمائیں۔ فقیر نے تلخیص کر کے **التحقیق الجلیل فی تحریک اسماعیل القتیلی** عرض کر دی ہیں لیکن اب ان بزرگوں کے اسماء گرامی کو سوائے چند پڑھے لکھے حضرات کے کوئی نہیں جانتا اور امام احمد رضا کا نام دنیا میں گونج رہا ہے یہاں تک کہ اپنے تو اپنے بیگانوں کے بچے کی زبان پر ہے احمد رضا احمد رضا۔

وار وار سے پار

اس جملہ میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے دلائل کی مضبوطی و قوت کا اظہار فرمایا ہے کہ ہمارے دلائل کا یہ حال نہیں کہ تمام مل کر دعویٰ کو ثابت کریں بلکہ ہر ایک دلیل مستقل طور پر دعویٰ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ اس ایک دلیل

ایسی مضبوط ہے کہ مخالف کو اپنے موقف سے ہٹنے کے بغیر چارہ نہیں اس دعویٰ کی دلیل آپ کی ہر تصنیف ہے پڑھنے کے بعد قاری خود محسوس کرتا ہے کہ اتنے بڑے انبار لگانے کی ضرورت کیا تھی جواب کے لئے ایک ہی دلیل کافی تھی جیسا کہ انور کشمیری نے کہا تھا دیکھئے فقیر کی تصنیف ”امام احمد رضا اور علم الحدیث“ یہاں فقیر نمونہ کے طور پر ایک عام مسئلہ کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے وہ ضاد کو نطاء کے مخرج میں پڑھنے کی تحقیق آپ نے اس پر ”الجامہ الصادع سنن الضاد“ تحریر فرمائی اس رسالہ مبارکہ جس میں نفیس بیان سے واضح کیا کہ ضاد کو قصد انا پڑھنا حرام قطعی ہے ایسے لوگوں کی نماز باطل ہوتی ہے دال پڑھنے میں یہ تفصیل حق و مرضی ہے مشابہت سے بچنے کی سبیل جلی ہے ضاد کے مخرج کی واضح اُس کے ادا کاروشن طریق اس کے تلفظ میں غلطی سے بچنے کی تدبیر جن باتوں کی رعایت درکار ہے ان کی تنویر، اُس مسئلے میں دارالافتاء ندوہ کے اغلاط، اہل زمانہ کی تفریط و افراط اُس خوبی و جمال سے ہر بات بیان میں آئی۔ اس رسالہ سے مختلف نمونے عرض کروں مثلاً دلیل سوم میں لکھا کہ قطع نظر اس کے کہ دل مشابہ دال میں فرق بدیہی دعویٰ میں یہ تھا اور سند میں وہ اور قطع نظر اس سے کہ عبارت خلاصہ میں دال مہملہ ہے تو مستدل کی صریح خلاف کہ اس میں والین پڑھنے پر صحت نماز کا حکم صاف اور اگر معجمہ ہے تو مہملہ کا ذکر مہمل رہا سند کو دعویٰ سے علاقہ نہ ہوا۔ ہمیں عبارت قاضی خاں سے بحث کرنی ہے جس سے فتویٰ ندوہ نے استنادہ کیا۔ امام نے اس عبارت میں دال و ذال کے صرف اسماء لکھے ہیں انہیں صفت مہملہ و معجمہ سے متعین نہ فرمایا اور نقول خصوصاً مطالع میں تغیر نقاط کوئی نئی بات نہیں مگر علامہ محقق ابراہیم حلبی نے غنیۃ شرح منیہ اور علامہ محقق مولانا علی قاری مکی نے مخ نکر یہ شرح مقدمہ جزریہ میں یہی عبارت قاضی خاں بتصریح اہمال و اعجام نقل فرمائی جس میں صراحۃً مذکور کو امام قاضی خاں ضالین کی جگہ والین بدال مہملہ پڑھنے پر نماز صحیح بتاتے ہیں اور ذالین بدال معجمہ پر فاسد۔ اول نے فرمایا اس کے بعد پوری عبارت نقل فرمائی اور اس دار سے مخالف کی جان نکال لی اور اُلٹا مخالف پر بڑا بوجھ بھی ڈالا کہ ان دونوں اکابر کی نقل پر تمہارے صریح و عکس مراد ہے ندوہ کی دارالافتاء اپنا مبلغ علم دکھائے ورنہ تحقیق بالغ و تنقیح بازغ کے لئے بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کا رسالہ **نعم الزاد** ہے اس طرح آپ کی ہر تصنیف کی ہر دلیل کا حال ہے۔

نعت

ذرے جھڑ کر تری پیزاروں کے
تاج سر بنتے ہیں سیاروں کے

حل لغات

ذرے، ذرہ کی جمع وہ چھوٹے ریزے جو آفتاب کی شعاع کے ساتھ زمین پر یاروزن میں دکھائی دیتے ہیں۔ ذرہ بھر، بہت تھوڑا، ذرہ سا۔ جھڑکرا جھڑنا (مصدر) گرنا، فائدہ ہونا، کوڑا کرکٹ صاف ہونا، جھاڑو دیا جانا، منتر پڑھ کر پھونکا جانا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ پیزاروں، پیرار کی جمع، جوتی۔ سیاروں، سیارہ کی جمع ہے گردش کرنے والا، تیز چلنے والا، ستارے مراد ہیں۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کے جوتے اقدس سے جو ذرتے گرتے ہیں وہ سیاروں کے سر کے تاج کے بنتے ہیں کیوں نہ ہو جب کہ ان ذرات کو حبیب کریم ﷺ کے جوتے مبارک سے منسوب ہو کر ارفع و اعلیٰ ہو گئے۔ اب ان کی یہ شان ہے کہ سیاروں کے سروں کے تاج ہیں۔ حضرت مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

جوسر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

جوتے اقدس کے منسوب ذرات کی شان کتنی بلند ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی جانے جبکہ وہ بے نیاز محبوب کریم ﷺ کے غلاموں کے گھوڑوں کے قدموں کی گردوغبار کی قسم یاد فرمایا ہے

فَآثَرُنِي بِهٖ نَقْعًا ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ العنکبوت، آیت ۴)

پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں۔

انتباہ

کتنی دور کی نسبت سے پیار ہو گیا کہ یہ غبار اس گھوڑے کے پاؤں کو مس کر کے اڑی ہے جسے محبوب کریم ﷺ کے صحابی (غلام) سے نسبت ہے۔ غور فرمائیے کہ ایک دور کی نسبت سے اتنا ہے کہ قرآن مجید میں اس کی قسم یاد فرمائی جا رہی ہے تو پھر غبار کی شان کتنی اونچی ہوگی جو بلا واسطہ قدم محبوب کو چوم کر گری ہے پھر وہ کیوں نہ سیاروں کی سر تاج ہو بلکہ ان سیاروں کی خوش بختی ہے کہ انہیں یہ دولت نصیب ہوئی۔

فاروقی استدلال

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا یہ استدلال بعینہ وہی استدلال جو سیدنا فاروقی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کی تصدیق خود حضور اکرم ﷺ نے فرمائی۔

قاعدہ

کسی مکان کی شرافت (بزرگی) ذاتی نہیں ہوتی مکین کی وجہ سے ہوتی ہے مکہ معظمہ ہو یا کوئی اور مکان اس کی اگر شرافت ہو تو مکین کی وجہ سے اور مزید شرف ہو جانا۔

قدم النبی ﷺ کی شرافت

نبی پاک، شہ لولاک ﷺ کے قدم مبارک جہاں پہنچے جیسے مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ وغیرہ اس مکان و جگہ کی حرمت و عظمت کی محافظت کی جائے۔

فائدہ

اسی لئے نبی پاک ﷺ نے مدینہ طیبہ کا نام طابہ رکھا کہ وہ آپ کی وجہ سے طیب و اطیب ہو اور اس میں آپ اقامت پذیر ہوئے۔ اس میں اہل مکہ کی تعریض ہے کہ وہ اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) وہ یہاں سے اسے نکال دیتے ہیں جو اس میں مزید شرافت رکھتا ہو اور اسے ایذا دیتے ہیں

اے کعبہ راز یمن قلوب تو صد شرف ولے مردہ راز مقدم پاک تو صد صفا

بطحا ز نور طلعت تو یافقہ قروغ یثرب ز خاک تو بارونق ونوا

اے محبوب مدینہ (ﷺ) آپ کی تشریف آوری سے کعبہ کو صد ہا شرافتیں نصیب ہوئیں اور مردے کو آپ کی آمد پاک سے ہزار صفائی (زندگی) ملی آپ کی طلعت نورانی سے بطحا کو فروغ ملا۔ یثرب (مدینہ کا پہلا نام) کو آپ کی خاک پا سے رونق و عزت ملی۔

ہم سے چوروں پہ جو فرمائیں کرم
خلعت زر بنیں پشتاروں کے

حل لغات

سے بمعنی جیسے۔ خلعت، لباس جو انعام میں بادشاہ وغیرہ دیں۔ پشتاروں (فارسی، مذکر) پیٹھ کا بوجھ، ڈھیر، بوجھا۔

شرح

ہمارے جیسے چوروں مجرم پہ جب کرم فرمائیں تو ساری خلعتوں کے ڈھیر لگ جائیں اس سے ظاہری انعامات

مراد ہیں تو بھی عطاؤں کی کمی نہ تھی کہ جو بھی نظر عنایت سے نوازا گیا مالا مال ہو گیا اگر باطنی انعامات مراد ہوں تب بھی واضح تر ہے کہ پہلے زمانہ جاہلیت میں کیا تھا پھر جن پر نگاہ کرم سے نوازا گیا تو کیا سے کیا ہو گئے۔

باطنی انعامات

بے شمار بندگانِ خدا کو ایک نگاہ سے ایسا نوازا کہ جس پر عالم اسلام اس انعام پر آج تک خود دین اسلام فخر و ناز ہے۔ صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلام دشمنی کس سے مخفی ہے اور اسلام دشمنی سے بڑھ کر اور کوئی جرم کیا ہو گا لیکن ان پر نگاہ پڑ گئی تو کیا سے کیا ہو گئے ایک واقعہ ملاحظہ ہو

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن عباس کی بعثت کے ابتدائی زمانہ میں ایک دن ابو جہل نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی بات پر تھپڑ مار دیا بی بی اُس وقت کمن تھیں روتی روتی حضور اکرم ﷺ کے پاس گئیں اور ابو جہل کی شکایت کی آپ نے فرمایا بیٹی جاؤ اور ابوسفیان کو ابو جہل کی اس حرکت سے آگاہ کرو وہ فوراً ابوسفیان کے پاس تشریف لے گئیں اور سارا واقعہ سنایا۔ ابوسفیان نے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی انگلی پکڑی اور سیدھے وہاں پہنچے جہاں ابو جہل بیٹھا تھا انہوں نے فاطمہ کو کہا بیٹی جس طرح اس نے تمہیں تھپڑ مارا اسی طرح تم اس کے منہ پر تھپڑ مارو۔ اگر کچھ کہے گا تو میں نمٹ لوں گا چنانچہ بی بی نے ابو جہل کو تھپڑ مارا اور واپس جا کر حضور اکرم ﷺ کو ماجرا سنایا آپ نے اُس وقت دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی

اللهم لا تنساها لابی سفیان کہ ابی سفیان کے اس نیک سلوک کو نہ بھولنا۔ (سیرۃ نبوی)

اس دعا مبارک کا نتیجہ یہ تھا کہ چند سال بعد ابوسفیان نعمت اسلام سے بہرہ ور ہوئے۔

دنیوی بادشاہوں میں حضرت تاج سے بڑھ کر اور کون ہو گا اور اس کی نیاز مندی کس سے مخفی ہے فقیر نے ان کے حالات تفسیر فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان اور محبوب مدینہ میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہاں بھی تفصیل سے ہٹ کر صرف عشق رسول ﷺ کی حد تک عرض کرتا ہوں یاد رہے کہ سابق ادوار میں تاج اس بادشاہ کو کہا جاتا جس کے تابع بکثرت لوگ ہوں اس طرح سے تاج کوئی خاص بادشاہ کا نام تھا جس خوش تاج کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور جس کا قرآن میں ذکر ہے وہ یہی تیسرا ہے اس کا نام سعد حمیری تھا۔

عاشق رسول تبع حمیری کا تعارف

یہ مرد مومن اور بڑا نیک بخت (صالح) تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا لیکن جب اہل کتاب سے

حضور اکرم ﷺ کی نعت اور آپ کے اوصاف مبارکہ سنے تو آپ پر ایمان لایا۔

کعبہ معظمہ کا پہلا غلاف

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الاوائل میں لکھا کہ کعبہ معظمہ کا پہلا غلاف سب سے پہلے اسعد الحمیری نے ڈالا اور حج اکبر یہی ہے یہ اسلام سے نو سو سال پہلے تھا۔ اس نے یمنی کپڑے کا غلاف ڈالا تھا الحجرۃ برون عنہ ہے یمن میں ایک قسم کا کپڑا ہوتا ہے (برویمانی اسی سے ہے) بعض نے کہا اس نے ”الوصائل“ کپڑے کا غلاف پہنایا۔
الوصائل بھی چادروں کی قسم ہے جس میں سرخ سبز دھاریاں ہوتی ہیں یہ چادریں یمن میں تیار ہوتی ہیں، بعض نے کہا کعبہ معظمہ کے گمرہ کے گرد مکمل چادر (غلاف) چڑھائی وہ حج تھا اور کپڑا برویمانی کی ایک قسم ہے جسے وہ العصب کہتے تھے اور اس نے کعبہ کا ایک دروازہ تیار کر کے اسے تالا لگا دیا۔ ذیل کے اشعار اسی کے ہیں

و کسونا البيت الذی حرم الله
وراقمنا به من الشهر عشرا
ملا معصبا و مبرودا
وجعلنا لبابه اقلیدا
وخرجنا منه نوثم سهیلا
قدرفعنا لواءنا مقصودا

ہم نے اس گھر کو جو اللہ تعالیٰ کا حرم ہے مضبوط اور دھاری دار چادر پہنائی۔
ہم نے اس میں مہینے کے دس دن ٹھہر کر اس کا دروازہ تیار کر کے اسے بند کر دیا۔
ہم اس سے نکلے اور آسانی کا ارادہ کرتے ہیں اور ہم نے اپنا جھنڈا مضبوط کر کے بلند کیا۔

فائدہ

یہ حج بالا اتفاق مومن تھا لیکن اس کی قوم کافر تھی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قوم کی مذمت کی ہے نہ کہ حج کی ہاں اس کی نبوت میں اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں حج آگ کو پوجتا تھا پھر مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو قوم نے اس کی تکذیب کی اور اس کی قوم حمیر تھی وہ دو گروہ تھے

(۱) کاہن (۲) اہل کتاب

اس نے دونوں کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی ہاں قربانی دو دونوں اپنی قربانی آگ کے قریب لائے اہل کتاب کی قربانی قبول ہو گئی اس پر وہ مسلمان ہو گیا۔

فائدہ

المبداء ابن اسحاق اور قصص الانبیاء میں ہے کہ تبع حسان الحمیری وہی پہلا بادشاہ جس نے غنیمت کی بنیاد ڈالی۔

تبع کو تخریب کعبہ کی نیت پر سزا

مروی ہے کہ یمن سے کعبہ معظمہ کو ڈھانے کا ارادہ کیا تو ایک گندی بیماری میں مبتلا ہو گیا کہ جس سے اس کے سر سے پیپ اور گندا پانی بہتا جس کی بدبو سے کوئی بھی اُس کے قریب نہ آ سکتا تھا اور کعبہ تخریب کا ارادہ یوں ہوا تھا کہ یمن سے مکہ معظمہ پہنچ کر اہل مکہ کو مطیع بنانا چاہا لیکن کسی نے بھی اس کی پرواہ تک نہ کی۔ تبع نے وزیر سے کہا یہ کیسے لوگ ہیں جو میری پرواہ نہیں کرتے حالانکہ تمام لوگ میرے تابع ہو چکے ہیں۔ وزیر نے کہا ان کے ہاں ایک گھر ہے جسے وہ خانہ کعبہ کہتے ہی اس پر انہیں ناز ہے تبع نے دل میں خیال کیا کہ اسی گھر (خانہ کعبہ) کو تباہ کر دوں اور ان کے مکین مردوں کو قتل کر دوں اور ان کی عورتوں کو قیدی بنا لوں بھی وہ اسی خیال میں تھا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے در دہر میں مبتلا کر دیا اور ایسا بے طاقت ہو گیا کہ اُٹھ نہ سکتا تھا بلکہ اس کی آنکھوں، کانوں اور ناک سے بدبودار پانی جاری ہوا اور ایسا گند اور بدبودار پانی تھا کہ کوئی بھی اس کے قریب نہ جاسکتا۔ اطباء ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور کہا کہ یہ کوئی آسمانی بیماری ہے اس کا علاج ہمارے بس سے باہر ہے ایک دانش مند حکیم نے اسے تنہائی میں کہا بادشاہ سلامت اگر آپ مجھے اپنا راز بتادیں تو میں اس کا علاج سوچ سکتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ مجھے اس شہر کے ویران کرنے کا ارادہ ہوا تھا۔ دانشمند نے کہا حضور اسی ارادہ بد سے توبہ کیجئے کیونکہ اس گھر کا ایک مالک ہے جو بہت بڑی قدرت والا ہے اس کی وہ خود حفاظت کرتا ہے جو بھی اس کے ویران کرنے کا پروگرام بناتا ہے وہ خود تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ تبع نے توبہ کی اور کعبہ اور اہالیان کعبہ کی تعظیم و تکریم کی ٹھانی اور مسلمان ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین قبول کر لیا اس کے بعد کعبہ معظمہ کو غلاف چڑھایا اور اپنی قوم کو بھی حکم فرمایا کہ اس کی تعظیم بجالاؤ اور یہاں کے رہنے والوں کے ساتھ احسان و مروت سے پیش آؤ۔

تبع مدینہ طیبہ میں

اس کے بعد یہی تبع یثرب (مدینہ طیبہ) پہنچا جہاں اب مدینہ مصطفیٰ ﷺ ہے لیکن اس وقت نہ شہر تھا نہ کوئی آبادی۔

مدینہ طیبہ کا تعارف

یثرب کا ایک چشمہ تھا وہاں لشکر سمیت پہنچا اس کے ساتھ تقریباً دو ہزار اہل علم تھے جنہوں نے سابقہ کتب آسمانی میں پڑھا تھا کہ یثرب حبیب خدا، نبی آخر الزمان ﷺ کی ہجرت گاہ اور وحی (قرآن) ہے ان میں چار سو علماء جو تمام

دانشوروں سے عالم و فاضل تر تھے آپس میں بیعت (معاہدہ) کیا یہاں سے ہم واپس نہیں جائیں گے خواہ کچھ ہو جائے اس امید پر کہ رسول اللہ ﷺ کا دیدار ہوگا ورنہ ہماری اولاد تو زیارت سے مشرف ہوگی اور ان کی زیارت ہمارے لئے موجب صد برکات اور روحانی مسرت نصیب ہوگی۔ حج کو خبر ملی تو اسے بھی یہی تمنا پیدا ہوگئی ایک سال تک مدینہ میں قیام کیا پھر بوقت روانگی حکم دیا کہ ان چار سو علماء کرام کو علیحدہ علیحدہ مکان تعمیرا کر دیا جائے اور علیحدہ علیحدہ مکان کے عطیہ کے ساتھ ایک ایک کنیز آزاد کر کے ہر ایک کا نکاح کر دیا اور وصیت کی کہ اگر تم حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو اور میں زندہ رہوں تو مجھے مطلع کرنا ورنہ میرا خط پہنچا دینا یا اولاد کو وصیت کرنا تاکہ وہ میرا خط پہنچا دیں۔

تبع کا سنہری خط بارگاہ حبیب خدا ﷺ

اس کے بعد حج نے سنہری خط لکھ کر ان چار سو علماء کے سب سے بڑے عالم کے سپرد کر دیا اور کہا اولاد در اولاد وصیت کرتے رہنا۔

خط کا مضمون

اے پیغمبر آخر الزمان، اے برگزیدہ خداوند جہاں، اے بروز شمار شفیع بندگان من کہ بتعم تبوا یمان آوردم بآن خداوند کہ تو بندہ و پیغمبر اوئی گواہ باشی کہ بر ملت توام و بر ملت پدر تو ابراہیم خلیل اللہ اگر ترا بینم تا مرا قراموش نکنی و روز قیامت مرا شفیع باشی اے نبی آخر الزمان، اے برگزیدہ خداوند جہاں، اے روز قیامت شفیع بندگان میں حج ہوں آپ پر ایمان لایا ہوں اس خدا تعالیٰ پر کہ آپ ان کے پیارے بندے اور پیغمبر ہیں آپ گواہ ہوں کہ آپ کی ملت پر ہوں اور آپ کے دادا ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہوں اگر مجھے آپ کی زیارت ہوگی تو زہے نصیب ورنہ قیامت میں مجھ غریب کو بھول نہ جانا اور وہاں میری شفاعت فرمانا۔

بارگاہ حبیب خدا ﷺ میں تبع کا خط

حج نے خط لکھ کر اس پر مہر لگائی اور مہر کا مضمون یہ تھا

لله الامر من قبل ومن بعد يومئذ يفرح المؤمنون بنصر الله الى محمد بن عبد الله خاتم النبيين

ورسول رب العالمين صلى الله عليه وسلم من تبع امانة الله في يد من وقع الى ان يوصل الى

صاحبه

اللہ کے لئے حکم ہیں کل اور آج اس دن کہ اہل ایمان اللہ کی مدد پر خوش ہوں گے یہ خط حضرت محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین اور رسول رب العالمین ﷺ کی خدمت میں بھیجا رہا ہے تبع کی طرف سے یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس بندہ خدا کے ہاتھ میں جو یہ خط مکتوب الیہ تک پہنچا دے۔

انصار مدینہ کا تعارف

منقول ہے کہ مدینہ رسول کے انصار انہی چار سو علماء کی اولاد سے تھے جنہیں تبع نے وصیت کی تھی اور بیماری سے شفاء پائی تھی وہ خط حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھا اور حضور اکرم ﷺ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو انہی ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر اسی تبع کا تیار کردہ تھا آپ کے تشریف لانے پر تبع کا خط پیش کیا گیا آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تبع کو خط پڑھ کر سنائیے آپ نے تبع کا نام سن کر اسے دعا دی۔

فائدہ

جس نے خط پیش کیا اس کا نام ابویعلیٰ تھا آپ نے ابویعلیٰ کو خوب نواز اور تعظیم و تکریم کی۔

تبع کے بیٹے کا قتل

بعض نے کہا کہ تبع آتش پرست مجوس کے مذہب کا پیروکار تھا بڑا لشکر لے کر مشرق کی طرف سے آتے ہوئے مدینہ پاک سے گزرا اور اپنا لڑکا وہاں چھوڑ کر آگے چلا گیا اہل مدینہ نے اس کے لڑکے کو مکرو فریب سے قتل کر دیا۔ تبع واپس لوٹا تو بیٹے کے بدلے میں مدینہ پاک کو دیران کرنے اور اہل مدینہ کو قتل بلکہ انہیں تباہ و برباد کرنے کا پروگرام بنایا انصار جو مدینہ میں رہتے تھے جمع ہو کر اس کے مقابلہ کے لئے حل گئے۔ دن کو ان سے لڑتے اور رات تبع کو لشکر سمیت مہمانی کرتے تبع کو ان کی یہ اداسند آگئی کہا یہ لوگ عجیب ہیں کہ میرے ساتھ جنگ بھی کرتے ہیں مہمان نوازی بھی اور بہت بڑے نجی اور کریم ہیں اور بہادر بھی۔

مدینہ کے ایلچی

اس وقت مدینہ طیبہ میں بنو قریظہ کے دو عالم تھے ایک کا نام کعب دوسرے کا نام اسد۔ ہر دونوں چچیرے بھائی تھے دونوں مل کر تبع کے ہاں پہنچے اور کہا کہ یہ مدینہ نبی آخر الزمان ﷺ کی ہجرت گاہ ہے ہم اپنی کتابوں میں ان کی نعمتیں پڑھتے ہیں اور ہم اسی امید پر یہاں جی رہے ہیں کہ ان کے فیوض و برکات نصیب ہوں تمہیں ہم نصیحت کرتے آئے ہیں کہ تجھے اس شہر پر فتح نصیب نہ ہوگی بلکہ تمہیں بلا و عقوبت میں مبتلا ہونا پڑے گا ہماری نصیحت قبول کر لے تیرا اسی میں بھلا

ہے اپنی نیت جنگ سے باز آجان کا وعظ و نصیحت تبع کے دل پر اثر کر گیا اور جنگ کا ارادہ بدل لیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ تبع ان کی باتیں قبول کر رہا ہے تو اپنے دین کی دعوت پیش کر دی جسے تبع نے قبول کر لیا اور ان کی حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی اس کے بعد تبع یمن کو روانہ ہو گیا اور وہی دو عالم بھی اس کے ساتھ یمن کو گئے ان کے ساتھ اور بھی بنو قریظہ کے کافی لوگ یمن پہنچے۔

ہذیل کا مشورہ

تبع کے پاس ہذیل قبیلہ کے لوگ آئے اور کہا ہم آپ کو ایک ایسے گھر کا مشورہ دیتے ہیں کہ جس میں موتی اور زبرجد کے خزانے مدفون ہیں اگر انہیں اٹھانا ہے تو صرف تمہارے لئے آسان ہے تبع نے پوچھا کہ گھر کہاں ہے انہوں نے کہا وہ مکہ معظمہ میں ہے اس سے ان کا یہ ارادہ تھا کہ تبع کعبہ پر حملہ کرے گا تو تباہ و برباد ہو گا اور وہ یہی چاہتے تھے کہ تبع تباہ و برباد ہو۔ تبع نے احبار (علماء) یہود سے مشور کیا کہ ہذیل مجھے ایسے مشورہ دے رہے ہیں احبار نے کہا خبردار ایسا بد ارادہ ہرگز نہ کرنا ورنہ تباہ و برباد ہو جاؤ گے کیونکہ جس گھر کا وہ مشورہ دے رہے ہیں وہ اس زمین پر ایک عظیم الشان گھر ہے وہ اللہ تعالیٰ کا گھر (بیت اللہ) ہے جنہوں نے مشورہ دیا ہے وہ آپ کی تباہی و بربادی چاہتے ہیں خبردار جب بیت اللہ پہنچو اس کی تعظیم و تکریم کرنا تا کہ تمہیں زیادہ سے زیادہ سعادت نصیب ہو۔ تبع نے یہ بات سن کر ہذیل کو بلا کر سزا دی اور خود کعبہ معظمہ کو روانہ ہو گیا۔

تبع کعبہ معظمہ کی چوکھٹ پر

تبع جب کعبہ معظمہ پہنچا تو طواف کیا اس وقت کعبہ معظمہ کا دروازہ بند تھا۔ تبع نے کعبہ معظمہ کا دروازہ کھول کر اس پر تالا لگا دیا اور اس پر غلاف چڑھا دیا اور چھ روز وہاں مقیم رہے ہر روز منی (قربان گاہ) میں ایک ہزار اونٹ ذبح کرتے اس کے بعد یمن کو روانہ ہوئے۔

تبع نے دعوت اسلام دی

تبع جب یمن میں پہنچے تو آپ نے قوم کو اسلام کی دعوت دی کیونکہ آپ کی قوم حمیر کا بن اور بت پرست تھی لیکن آپ نے انہیں اپنے دین یعنی حکم تورات پر عمل کرنے کا حکم نافذ فرمایا قوم نے ضد کی اور نہ مانے یہاں تک کہ فیصلہ آگ پر رکھا گیا ان کے ہاں ایک آگ پہاڑ کے دامن میں تھی اور اتنی اونچی تھی کہ پہاڑ سے اوپر جلتی نظر آتی تھی۔ اس کا دستور تھا کہ جب دو مخالف پیش ہوتے تو باطل (اور غلط مدعی) کو جلا کر رکھ کر دیتی اور حق والوں کو چھوڑ دیتی۔ تبع کی قوم نے بتوں کو

سر پر اٹھایا اور پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے اور وہ دو عالم جو تیج کے ساتھ مدینہ طیبہ سے آئے تھے وہ تو رات اٹھا کر پہاڑ کے دامن میں پہنچے اور آگ کے راستے پر تو رات کھول کر پڑھنے بیٹھ گئے حسب دستور آگ اٹھی اور آ کر تمام قوم حمیر کو بتوں سمیت جلا دیا اور وہ دو عالم جو مدینہ سے آئے تھے تو رات پرہتے رہے انہیں آگ نے کچھ نہ کہا صرف معمولی سا پسینہ آیا اور آگ ان سے دور ہو کر گزر گئی اور پھر اپنے مخرج میں چلی گئی۔ پھر بقایا حمیر نے ان دونوں یہودیوں کا دین قبول کر لیا اس وقت سے یمن میں یہودیت داخل ہوئی۔

تبع یمن کی لڑکیوں کے مزارات

مورخین لکھتے ہیں کہ حمیریوں نے دور اسلام میں اپنے علاقہ میں کنواں کھودا تو اس میں دو عورتیں صحیح و سالم ملیں یعنی قبروں میں ان کے جسم صحیح و سالم تھے اور ان کے سر ہانے چاندی کی دو تختیاں تھیں جس میں سونے کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ ایک حبا ہے دوسری تمیں یا ایک کا نام حبا تھا دوسری کا نام تماضرا تھا یہ دونوں تیج کی لڑکیاں ہیں نام میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن حقیقت کے بیان میں اختلاف نہیں اس کے بعد لکھا ہوا تھا

تشہدان لا الہ الا اللہ ولا تشرکان بہ شیئا و علیٰ ذلک مات الصالحین قبلہا

وہ دونوں بچیاں گواہی دیتی تھیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتی تھیں اور اسی عقیدہ پر ہم سے پہلے تمام نیک لوگ فوت ہوئے۔

میرے عیسیٰ تیرے صدقے جاؤں
طور بے طور ہیں بیماروں کے

حل لغات

طور (فتح الطاء) ء، رنگ ڈھنگ، چال چلن اور طور بے طور، حالت و گروں ہونا، لچھن، بگڑنا۔

شرح

اے میرے عیسیٰ (محبوب مدنی) ﷺ آپ پر قربان جاؤں بے ڈھنگے لچھن ہیں ہم بیماروں کے یعنی غلط سلط کرنا ہر آن ہر لحظہ احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کرنا وغیرہ وغیرہ فلہذا بیماروں کی غلطی پر ان کے علاج سے ہاتھ نہ اٹھالیں آپ کا

کام بیماروں کا اچھا کرنا تو آپ اپنے کرم کو دیکھنا بیماروں کا چال چلن اور بے ڈھنگی اور لچھن نہ دیکھنا۔ اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے آقا کریم کو اپنی کریمی پر عمل کرنے پر غلامانہ حجت فرمائی ہے وہ یہی کہ

بد سہی چور سہی مجرم ناکارہ سہی
ہے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریماتیرا

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس ایک شعر میں ہزاروں مسائل اور معجزات کو سمیت لیا حضور اکرم ﷺ سیرۃ طیبہ کا علم و حوصلہ اور لطف و کرم اور ہر کس و ناکس پر شفقت و رحم کے ابواب کو اس شعر میں سمویا ہے

دشمن اور عزیز بیگانہ کی کوئی تمیز نہ تھی
ابر رحمت و دشت و چمن پر یکساں برستا تھا

مجرموں چشم تبسم رکھو

پھول بن جاتے ہیں انگاروں کے

دل لغات

چشم، آنکھ، آس، امید بھی معنی مراد ہے۔

شرح

اے مجرم قیامت میں مغموم ہونے کے بجائے تبسم (خوشی و راحت) کی امید رکھو اس لئے کہ جو نبی آقائے کونین، مولائے ثقلین ﷺ تشریف لائیں گے ان کی تشریف آوری سے انگارے بھی پھول بن جائیں گے دکھ و دراحت میں بدل جائیں گے۔

شفاعت کا منظر

شفاعت کے اشعار کی شرح میں فقیر نے جی بھر کر احادیث شفاعت جمع کی ہیں لیکن پھر بھی جی نہیں بھرا۔ اہل ذوق اسی شرح حدائق میں احادیث شفاعت متعدد مقامات پر مطالعہ فرمائیں گے۔

تیرے ابرو کے تصدق پیارے

بند کرے ہیں گرفتار کے

جان و دل تیرے قدم پر قرارے

کیا نصیبے ہیں ترے یاروں کے

حل لغات

دارے، قربان کر دیئے۔ نصیب، نصیبہ کی جمع حصہ، قسمت، تقدیر۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے قدم مبارک پر ہماری جان و دل صدقے اور قربان آپ کے صحابہ بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کیسی اعلیٰ قسمت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد انہی کا مرتبہ اور عزت و عظمت ہے۔

صدق و عدل و کرم و ہمت میں
چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے

حل لغات

شہرے، شہرہ کی جمع، شہرت، دھوم۔ ان چار یاروں، سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر و سیدنا عثمان و سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

شرح

صداقت اور عدالت اور جو دو سخاوت، ہمت و جرأت و شجاعت میں ہر طرف دھوم اور شہرت ہے۔

اس شعر میں خلفائے اربعہ کے مشہور اوصاف کا ذکر فرمایا ہے صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان بزرگوں میں اوصاف البقرہ کی آیت اول میں بیان فرمایا ہے۔ آیت میں چار چیزوں کا بیان ہے

(۱) تقویٰ (۲) ایمان بالغیب (۳) اقامت صلوٰۃ (۴) انفاق

اور یہی چار اوصاف خلفائے راشدین کے ہیں۔ آیت میں مومنین کی فضیلت تقویٰ سے بیان فرمائی اور یہ صفت صدیق اکبر کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَ اتَّقَىٰ ۝ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۵، ۶)

تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا۔

اور ایمان بالغیب حضرت عمر کی صفت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَ مَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۶۴)

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔

اور اقامت صلوٰۃ حضرت عثمان کی صفت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

أَمَّنْ هُوَ قَانِثٌ آتَاءُ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَائِمًا . (پارہ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۹)

کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود اور قیام میں۔

اور انفاق حضرت علی کی صفت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ . (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۷۴)

وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر۔

ان اوصاف کے متعلق خلفاء اربعہ میں انکار نہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے شہرت کی بات کی

ہے اور شہرت ان چاروں کو انہی چاروں صفات میں ہے۔

صداقت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس لئے تو آپ کا لقب بھی صدیق ہے ان اوصاف کے علاوہ ان حضرات میں دوسرے اوصاف کی کمی نہیں تھی۔

فقیر مختصراً ہر خلیفہ راشد کے چند فضائل و کمالات عرض کرتا ہے۔

مسند احمد اور ترمذی میں رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشاد مندرج ہے میری امت کے افراد میں سب سے زیادہ

مہربان اور رحم دل ابو بکر صدیق ہیں۔

عدالت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی لئے آپ کا لقب تھا کہ عدالت میں آپ ضرب المثل تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ

لوگ میرے حضور پیش کئے جا رہے ہیں اور دیکھا ان پر قمیص ہے بعض کو سینہ پر بعض کو اس سے کم اور حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو ایسا قمیص تھا کہ وہ اسے کھینچ رہے تھے لوگوں نے عرض کی آپ نے اس کی کیا تاویل کی ہے فرمایا دین۔ (رواہ

البخاری)

فاروق اعظم اور خدمت خلق

گرمی سخت تھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف آنکھ کھلی ہیں باقی تمام جسم چھپا رکھا تھا ایک گلی میں

داخل ہوئے تھوڑا فاصلہ کرنے کے بعد کھجوروں کے ایک جھنڈ کے پاس آ کر رک گئے۔ قریب گھاس پھوس کا ایک چھپر پڑا ہوا ہے اس کے نیچے چند اونٹ بندھے ہوئے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم ان اونٹوں کے پاس آئے محبت سے اونٹوں کی پشت پر ہاتھ پھیرنے لگے قریب ہی ایک برتن رکھا ہوا ہے جس میں تیل ہے انہوں نے وہ تیل اونٹوں پر ملنا شروع کر دیا اور نہایت انہماک سے اونٹوں کو تیل ملتے رہے۔ ایک شخص ذرا دیر سے باہر نکلا اور اس چھپر میں چلا آیا دیکھا امیر المومنین اونٹوں کی خدمت کر رہے ہیں پوچھا امیر المومنین آپ اس وقت میں اونٹوں کو تیل مل رہے ہیں آپ نے فرمایا ہاں یہ صدقے کے اونٹ ہیں ان کی نگرانی کرنا ہمارا فرض ہے تیل کی مالش اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ فربہ ہی رہیں اور معمول میں فرق نہ آئے۔ اس شخص نے کہا اے امیر المومنین یہ کام کسی غلام کو سونپ دیتے فاروق اعظم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کا دالی ہے وہ مسلمانوں کا غلام ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے کرم جو دو سخا کے بے شمار واقعات ہیں انہیں سے چند یہاں عرض کر دوں۔ یاد رہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے گہرے مراسم تھے۔ ظاہر ہے کہ گہرے اور مضبوط دوستانہ تعلقات و مراسم میں طبیعت و مزاج کی یگانگی موافقت ضروری ہے لہذا جس طرح اسلام سے قبل حضرت ابوبکر صدیق پیکر جو دو سخا اور نوع انسانی کی ہمدردی سے معمور شخصیت تھے اسی کا عکس کامل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ اسلام لانے کے بعد جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا اثاثہ اور مال و منال دین حق کی سربلندی اور غلبے کے لئے لگایا اور ان غلاموں کو جو دولت ایمان سے مشرف ہونے کے باعث اپنے آقاؤں کے ہاتھوں ظلم کی چکی میں پس رہے تھے اپنی جیب خاص سے خرید کر آزاد کیا اور غزوہ تبوک کے موقع پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا پورا اثاثہ البیت سمیٹ سمٹا کر نبی کریم ﷺ کے قدموں میں لا ڈالا۔ کم و بیش یہی کیفیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی رہی ہے اور انہوں نے نہایت ہی نامساعد حالات میں اپنے سرمائے سے دین کی خدمت کی ہے جس کی چند مثالیں میں آگے بیان کروں گا اس وقت جو بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر صدیق کی سیرت میں صدیقیت کبریٰ کا عکس ضرور نظر آئے گا چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت میں باکمال و تمام یہ عکس موجود ہے اور اسی وصف کے باعث ان کا دوسرا معزز لقب ”غنی“ بھی ہے۔

بیرومہ

ہجرت کے بعد جب مدینہ میں مسلمانوں کو پانی کی قلت ہوئی اور مسلمانوں کی عورتیں بیرومہ سے جو ایک یہودی کی ملکیت اور مدینہ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر تھا پانی بھرنے جاتی تھیں تو یہودی ان پر فقرے کتے تھے اور اس طرح مسلمانوں کی عزت مجروح ہوتی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جیب خاص سے میٹھے پانی کے اس کنوئیں کے مالک یہودی کو منہ مانگی بھاری قیمت ادا کر کے بیرومہ خریدا اور اسے مسلمانوں کے استفادے کے لئے وقف کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

الناس كالمعادن لوگ معدنیات کے مانند ہوتے ہیں۔

سونے کی دھات جب ناصاف اور کچی حالت میں ہو محب بھی تو وہ سونا ہی ہے یہ اور بات ہے کہ اس کے ساتھ مٹی، چونا اور دوسری چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس کچی دھات کو کٹھالی میں ڈالنے تو خالص سونا فراہم ہو جائیگا اس کی ماہیت میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ یہی بات ہے جو اس حدیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے کہ

خياركم في الجاهلية خياركم في الاسلام

تم میں سے جو دورِ جاہلیت میں بہترین لوگ تھے وہی اسلام میں بھی بہترین لوگ ہیں۔

سونا جب تپ تپا کر کٹھالی سے برآمد ہوتا ہے تو وہ زرخالص ہو جاتا ہے یہی معاملہ صدیقین کا ہوتا ہے ان میں جو اوصاف ایمان سے قبل موجود ہوتے ہیں وہ ایمان کی بھٹی میں سے گزر کر مزید نکھر جاتے ہیں اور پختہ ہو جاتے ہیں اسی اعتبار سے صدیق اکبر اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سیرتوں کے دونوں ادوار میں فیاضی اور سخاوت اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔

غلاموں کو آزاد کرانا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بالکل آغاز ہی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر ایمان لائے تھے خود فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت ایمان کرنے کے بعد میری زندگی میں کوئی جمعہ ایسا نہیں گزرا جس میں میں نے کسی نہ کسی غلام کو آزاد نہ کر سکا تو اگلے جمعہ کو میں نے دو غلام آزاد کئے۔

حرم نبوی کی توسیع

مسجد نبوی کی توسیع کے لئے نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ کون ہے جو فلاں مویشی خانے کو مول لے اور ہماری مسجد کے لئے وقف کر دے تاکہ اللہ اس کو بخش دے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس یا پچیس ہزار میں

یہ قطعہ زمین خرید کر مسجد نبوی کے لئے وقف کر دیا۔

جیش عشرہ

غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبہ انفاق فی سبیل اللہ دیکھتے یہ وہ موقع تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس مقام بلند ترین اور انتہا تک پہنچے کہ کل اثاثہ البیت لا کر حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا گھر میں جھاڑو تک نہ چھوڑی اور جب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ فکر عیال بھی چاہیے تو اس رفیق غار اور عشق و محبت کے راز دار نے کہا کہ

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

یہی وہ موقع تھا کہ جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ وہ اس مرتبہ انفاق میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بازی لے جائیں گے چونکہ حسن اتفاق سے اس وقت خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول ان کے پاس کافی مال تھا انہوں نے اپنے تمام اثاثے کے دو مساوی حصے کئے ایک حصہ اہل و عیال کے لئے چھوڑا اور دوسرا حصہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا لیکن جب جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ایثار ان کے سامنے آیا کہ گھر میں جھاڑو پھیر کر سب کچھ خدمت اقدس میں لا ڈالا تو وہ بے اختیار پکار اٹھے کہ صدیق اکبر سے آگے بڑھنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایثار

غزوہ تبوک کی تیاری ہو رہی ہے سینکڑوں میل دور کا سفر درپیش ہے، سخت ترین گرمی کا موسم ہے، جہاد کے لئے نفیر عام ہے، وقت کی ایک عظیم ترین طاقت قیصر روم سے مسلح تصادم کا مرحلہ سامنے ہے، مسجد نبوی میں نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں اور لوگوں کو بار بار ترغیب و تشویق دلا رہے ہیں کہ اس غزوہ کے لئے زیادہ سے زیادہ انفاق کرو۔ اسلحہ اور سامانِ رسد و نقل و حمل مہیا کر دیا اس کی فراہمی کے لئے نقد سرمایہ دو۔ اس موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوتے ہیں اور بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں کہ حضور سوانت مع ساز و سامان اور رسد میری طرف سے حاضر ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو علم ہے کہ کتنی عظیم مہم درپیش ہے اور کتنا ساز و سامان درکار ہے لہذا حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انفاق کی مزید ترغیب دیتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر کھڑے ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں حضور میں سو مزید اونٹ مع ساز و سامان پیش کرتا ہوں حضور لوگوں کو مزید ترغیب دیتے ہیں حضرت عثمان

تیسری بار پھر کھڑے ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں ساز و سامان سمیت میں سواونٹ مزید فی سبیل اللہ نذر کرتا ہوں یعنی تین سواونٹ مع ساز و سامان اس مردِ غنی کی جانب سے اس غزوہ کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس موقع پر حضور منبر سے اترے اور دو مرتبہ فرمایا کہ اس کے بعد عثمان کو کوئی بھی عمل (آخرت) میں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس واقعہ کے متعلق پوری حدیث یہ ہے

شهدت النبی ﷺ وهو یحث علی تجهیز جیش العسرة فقام عثمان فقال یا رسول اللہ علی مائة بعیر باحلاسها واقتابها فی سبیل اللہ ثم حض علی الجیش فقام عثمان فقال یا رسول اللہ علی ثلاثمائة بعیر باحلاسها واقتابها فی سبیل اللہ فانا رايت النبی ﷺ ینزل عن المنبر وهو یقول ما علی عثمان ما فعل بعد هذه ما علی عثمان ما عمل بعد هذه

مزید ایثار حضور اکرم ﷺ کی خوشنودی

اسی جیشِ عسرة کے لئے حضور اکرم ﷺ نقد سرمائے کے انفاق کی بھی ترغیب دلاتے ہیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مستقر پر جاتے ہیں اور اپنے گماشتوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ جس قدر بھی نقد سرمایہ جمع ہو سکے فوراً پیش کرو۔ چنانچہ ایک ہزار دینار (اشرفیاں) ایک تھیلی میں بھر کر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں حضور منبر پر تشریف فرما ہیں عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی گود میں اشرفیاں الٹ دیتے ہیں بعض روایات میں آتا ہے کہ جوشِ مسرت سے چہرہ انور کی رنگت سرخ ہو جاتی ہے کہ جیسے رخسار مبارک پر سرخ انار نچوڑ دیئے گئے ہوں یعنی حضور اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک گلنار تھا آپ جوشِ مسرت کے ساتھ اپنی گود میں ہاتھ ڈال کر ان اشرفیوں کو الٹ پلٹ رہے تھے۔ اس موقع پر بھی حضور ﷺ دو مرتبہ فرماتے ہیں کہ آج کے دن کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (آخرت میں) کوئی عمل ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں

جاء عثمان الی النبی ﷺ بالف دینار فی کمہ حین جہز جیش العسرة فنشرها فی حجرہ فرایتہ ﷺ یقلبها فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین

اس کا دور دور بھی امکان نہیں تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مومن صادق سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کوئی معصیت صادر ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد دراصل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بلند مقام و مرتبہ کے اظہار کے لئے تھا جو انہوں نے انفاق فی سبیل کی بدولت حاصل کیا تھا۔

فیاضی کی مزید مثالیں

اسی غزوہ تبوک کے سلسلہ میں **ازلیہ الخفاء** میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ تبوک کے سفر میں جتنی بھوک پیاس اور سواری کی تکلیف درپیش آئی اتنی کسی دوسرے غزوے میں نہیں آئی۔ دوران سفر ایک مرتبہ سامان خور و نوش ختم ہو گیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے مناسب سامان اونٹوں پر حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ اونٹوں کی تعداد اتنی کثیر تھی کہ ان کی وجہ سے دور سے تاریکی نظر آرہی تھی جس کو دیکھ کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لوگو تمہارے واسطے بہتری آگئی ہے اونٹ بٹھائے گئے اور جو کچھ ان پر لدا تھا اتارا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا میں عثمان سے راضی ہوں اے اللہ تو بھی عثمان بھی راضی ہو جا۔ یہ فقرہ حضور اکرم ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا پھر صحابہ سے کہا کہ تم بھی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا کرو۔

اسی **ازلیہ الخفاء** میں شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت نقل کی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ چار دن رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں پر بے آب و دانہ گزر گئے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہیں سے کچھ آیا میں نے کہا کہ خدا آپ کے ہاتھ سے نہ دلوائے تو مجھے کہاں سے مل سکتا ہے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے وضو کیا اور اللہ کی تسبیح کرتے ہوئے باہر تشریف لے گئے کبھی یہاں نماز پڑھتے کبھی وہاں اور اللہ سے دعا فرماتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ تیسرے پہر حضرت عثمان آتے انہوں نے پوچھا کہ اے ماں رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ میں نے کہا بیٹے (محمد ﷺ) کے گھر والوں نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا نبی کریم ﷺ اس پریشانی میں باہر تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے فوراً واپس گئے اور آٹا، گیہوں، خرے اونٹوں پر لدوائے اور کھال اتری ہوئی بکری اور ایک تھیلی میں تین سو درہم لے کر آئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت عثمان نے مجھے قسم دلائی کہ جب کبھی ضرورت پیش آئے مجھے خبر کیجئے گا کچھ دیر بعد حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور پوچھا میرے بعد تم کو کچھ ملا میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اپنے اللہ سے دعا کرنے گئے تھے اور اللہ آپ کی دعا رد نہیں کرتا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا آپ یہ سن کر پھر مسجد میں چلے گئے اور میں نے سنا کہ حضور اکرم ﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا فرما رہے تھے کہ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اے اللہ میں عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اے اللہ میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

صدقے میں حضرت عثمان کا مرتبہ بے حد بلند تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے صدقے کا ایک عجیب ماجرا بیان کیا ہے جو دو صدیقی میں پیش آیا تھا یہ واقعہ بھی شاہ صاحب نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں درج کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک سال قحط پڑا، سامان خور و نوش کے ذخیرے ختم ہو گئے، لوگوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فریاد کی تو انہوں نے فرمایا کہ ان شاء اللہ کل تمہاری تکلیف دور ہو جائے گی۔ دوسرے روز علی الصبح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچے اور ان کو پیش کش کی کہ وہ یہ غلہ ان کے ہاتھ فروخت کر دیں تاکہ بازار میں بیچا جاسکے اور لوگوں کی پریشانیاں دور ہوں۔ حضرت عثمان نے کہا میں نے یہ غلہ شام سے منگایا ہے تم میری خرید پر کیا نفع دو گے؟ تاجروں نے دس سے بارہ کی پیش کش کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے اس سے زیادہ ملتے ہیں۔ تاجروں نے کہا ہم کے چودہ دیں گے آپ نے کہا مجھ کو اس سے بھی زیادہ ملتے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہم سے زیادہ دینے والا کون ہے؟ مدینہ میں تجارت کرنے والے تو ہم ہی لوگ ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے تو ہر درم کے بدلے میں دس ملتے ہیں کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو ان لوگوں نے کہا نہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے تاجر میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں یہ تمام غلہ مدینہ کے محتاجوں پر صدقہ کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید بیان کرتے ہیں کہ اسی رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ایک نور کی چھڑی آپ کے دست مبارک میں ہے اور جوتے کے تسمے بھی نور کے ہیں اور آپ ﷺ بعجلت کہیں تشریف لے جانے کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اکرم ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان میں آپ کا بے حد مشتاق ہوں مجھ پر بھی کچھ توجہ فرمائیے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں عجلت میں ہوں اس وجہ سے کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی راہ میں ہزار اونٹ غلہ صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا صدقہ قبول کر لیا ہے اس کے عوض جنت میں ان کی شادی کی ہے میں اسی میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں۔

فائدہ

سیدنا علی المرتضیٰ کی جو امر دی اور شجاعت کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اگلے شعر میں بیان فرمایا

ہے اسی لئے فقیران کی اتباع میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت اور بہادری کا واقعہ اگلے شعر میں عرض کریگا
(ان شاء اللہ) یہاں صرف شیعہ کے ایک غلط استدلال کا رد عرض کرتا ہوں۔ حدیث شریف میں ہے

قال النبی ﷺ لعلی انت منی وانا منک (رواہ البخاری) وفی حدیث ابی رافع فقال جبریل علیہ السلام وانا منکی یا رسول اللہ (یعنی صفحہ ۲۱۴)

اب یہ من الصالیہ ہے معنی ہے کہ انت متصل بی اور یہ اتصال من جہتہ النبوتہ نہیں بلکہ من جہتہ العلم والقرب وانسب ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضور اکرم ﷺ کے عینی بھائی تھے۔ (کذا قال العینی شرح البخاری جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۴)

قال النبی ﷺ انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ. (اخرجہ الترمذی)

تو مجھ سے ایسے ہے جیسے ہارون موسیٰ علیہ السلام کے لئے۔

جواب

یہاں بھی من الصالیہ ہے اب معنی یوں ہوا کہ ”انت متصل بی ونازل منی بمنزلہ ہارون موسیٰ“ اور حدیث میں تشبیہ ہے لیکن وجہ تشبیہ مبہم ہے اس ابہام کو خود نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ ”الا انہ لا نبی بعدی“ اس سے ثابت ہوا کہ یہ اتصال من جہتہ النبوتہ نہ ہوا باقی رہا احتمال خلافت کا جیسے شیعہ کہتے ہیں تو وجہ تشبیہ ہے ”بمنزلہ ہارون من موسیٰ جیسے ہارون علیہ السلام کی خلافت موسیٰ علیہ السلام سے تھی ایسے ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت ہوگی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام کی خلافت موسیٰ علیہ السلام سے بعد وصال کے یا زمانہ حیات اور ہارون علیہ السلام کی خلافت بعد از وصال ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے وصال ہوا۔

کما قال شیخ الاسلام بدر العینی قدس سرہ لان ہارون قبل موسیٰ علیہما السلام

(یعنی شرح بخاری جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۴)

لاحالہ ماننا پڑیگا کہ یہ خلافت زمانہ حیات میں ہے ورنہ وجہ تشبیہ میں مناسبت نہیں رہتی اور وہ یہی کہ جب حضور ﷺ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل وعیال میں رہنے کی اجازت فرمائی جبکہ انہوں نے عرض کیا ”اتخلقنی مع التوحی“ نے ان کی تسلی کے لئے یہ کلمات فرمائے۔ اس سے

خلافت بلا فصل کا ثبوت نہ ہوا بلکہ مطلق خلافت ثابت ہوئی۔ **ہذا وہو الحق**

اب مطلب یہ ہوا کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام باہر تشریف لے جاتے تو گھریلو کاروبار کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا نائب بنا جاتے ایسے ہی آپ کو گھر کے لئے خلیفہ بنائے جا رہا ہوں وہ اس وجہ سے غزوہ تبوک دور کا سفر تھا اور گھریلو ضروریات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کا حق نہ تھا اس لئے کہ آپ حضور اکرم ﷺ کے داماد بھی تھے اور عمواد بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت نماز کی امامت بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بجائے ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ خلافت بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق ہے کہ وصال سے پہلے اپنے بجائے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حضرت ابوبکر کو امام بنایا اگر حضرت خلیفہ بلا فصل ہوتے تو آج غزوہ تبوک میں انہیں نماز کا امام بناتے لیکن نہیں بنایا تا کہ معلوم ہو کہ یہاں بمنزلہ ہارون سے مراد گھریلو ضروریات پورا کرنے کے لئے نائب۔

بہر تسلیم علی میدان میں
سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

شرح

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں ہوتے تو ان کے ارد گرد تلواروں کے سر تسلیم کے طور پر خم ہوتے یعنی آپ کی شجاعت کے آگے کوئی بھی دم نہیں مار سکتا تھا۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

حل لغات

بول بالے، کامیاب۔

شرح

اے احمد رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تم بڑے عظمت والے آقاؤں کے غلام ہو ان سرکاروں کے تو بڑے چرچے ہیں پھر دنیا و آخرت میں غم کا ہے۔

نعت

لحد میں عشق رُخِ شہ کا داغ لے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

دل لغات

لحد، مؤنث وہ بغلی کھوہ جو قبر کے ایک پہلو میں بنائی جاتی ہے یہاں مطلق قبر مراد ہے۔ داغ، دھبہ، نشان، عیب، زخم، رنج، صدمہ یہاں نشان مراد ہے۔

شرح

ہم قبر میں حضور اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کا عشق لے کر جا رہے ہیں سنا تھا کہ قبر میں تاریکی ہوگی اس تاریکی کو مٹانے کے لئے یہی عشق کا چراغ لے کر جا رہے ہیں۔

قبر کی هولناکی

سب کو معلوم ہے کہ قبر کتنا خوفناک مقام ہے حدیث شریف میں ہے

قبر المؤمن روضہ من ریاض الجنة او حفرة من حفر النيران

قبر بہشت کے باغیچوں میں ایک باغیچہ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

لیکن یہ بھی اہل سنت میں مسلم ہے کہ اعمالِ صالحہ خواہ کردہ یا ایصالِ ثواب کے طور پر نصیب ہوں تو قبر کا عذاب نعمت رب الارباب سے تبدیل ہو جاتا ہے اگرچہ معتزلہ اس کے منکر ہیں اور اب بھی بعض اسے دل سے نہیں مانتے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ واقعی دنیا کے مکینوں کی نیکیوں سے عذاب القبر نہ صرف ٹل جاتا ہے بلکہ بہشت کی نعمتوں کی نوازا جاتا ہے چند نمونے ملاحظہ ہوں

دوسروں کے اعمال سے فائدہ

محدث ابن عسا کر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ابو نواس کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھ کر قبر کا حال پوچھا تو فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے اور بڑی نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس شخص نے کہا تم تو دنیا میں بڑے گڑبڑ آدمی تھے تمہاری بخشش کیسے ہوئی جواب دیا کہ ایک نیک آدمی نے قبرستان میں آکر دو رکعت نماز پڑھی اس میں دو ہزار مرتبہ ”سورہ“

اخلاص“ پڑھ کر اس کا ثواب تمام قبرستان والے اموات کو بخشا میں بھی ان خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں آگیا۔ (شرح الصدور صفحہ ۲۸۶)

فائدہ

اس بزرگ نے تو صرف دو ہزار ”سورۃ اخلاص“ پڑھی تو تمام قبرستان والے بخشے گئے اور الحمد للہ ہم ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں مل جل کر سورۃ اخلاص وغیرہ سے ایک میت کی بخشش کا بارگاہ الہی سے سوال کرتے ہیں تو ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہوتی ہے کہ ہمارے مردہ کو بھی بخش دیا جاتا ہوگا لیکن وہابی دیوبندی اپنے مردوں کو بخشوانا چاہتے ہی نہیں ورنہ وہ خود کو محروم ہیں دوسرے لوگوں کو محروم کرنے میں اتنی رکاوٹیں کھڑی نہ کریں۔

مردیے کا بُرا حال

فقیر ابو الیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے قبرستان میں خواب میں دیکھا کہ تمام اہل قبور قبروں سے نکل کر حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے۔ ان میں ایک نوجوان میلے کپڑے پہنے ہوئے مغموم بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد خوانچے آئے اور سب لے کر چلے گئے اور وہ نوجوان خالی ہاتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس بزرگ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ان کے عزیزوں نے ان کے لئے تحائف (خیراتیں اور ثواب وغیرہ) بھیجے لیکن میں ایک مصیبت کا مارا ہوں میری ماں مجھے حج کے لئے لے آئی میں یہاں فوت ہو گیا وہ کہیں نکاح کر چکی ہے وہ عیش و عشرت میں ہے لیکن اس نے مجھے بھلا دیا کبھی کوئی خیرات اور ثواب وغیرہ نہیں بھیجتی۔ بزرگ نے اس کی ماں کا پتہ پوچھا اور وہاں پہنچ کر اس سے اپنے بیٹے کا پوچھا تو رو پڑی بزرگ نے اس کا حال سنایا بہت پریشان ہوئی اور اعتراف کیا کہ واقعی مجھ سے بھول ہو گئی اب آپ میری طرف سے ہزار درہم اس کے لئے ایصالِ ثواب کریں۔ بزرگ فرماتے ہیں میں دوسری جمعرات اسی گورستان میں سو رہا تھا تو اسی نوجوان کو دیکھا سفید کپڑے پہنے ہوئے اور نہایت خوش و خرم اور میرے پاس آ کر خوب دعائیں دیں۔ (تنبیہ الغافلین ملخصاً)

اپنے اعمالِ صالحہ کا فائدہ

سب سے بڑھ کر انسان کا بڑا عمل اسلامی علم ہے اس کے فوائد بے شمار ہیں چند نمونے ملاحظہ ہوں درمختار میں ہے کسی نے امام اسمعیل بن ابی رجا سے امام محمد رحمہما اللہ کو ان کے موت کے بعد انہیں خواب میں دیکھ کر حال پوچھا فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا (اگر میں تجھ پر عذاب کرنا چاہتا تو تجھے علم عنایت نہ فرماتا)

انتباہ

یہ طوالت فقیر نے اس لئے کی ہے تاکہ عشق رسول ﷺ کی شمع قبر میں لے جانے والے قبر کی قدر و منزلت معلوم ہو کہ نمازی کو نماز کی وجہ سے روزے دار کو روزے کی وجہ سے حاجی کو حج کی وجہ سے قبر سے تاریکی دور ہو کر روشنی ہی روشنی نصیب ہوگی اور جملہ امور عشق رسول ﷺ کے مقابلہ میں بمنزلہ کنیر کے ہیں تو جس کے غلاموں اور کنیزوں سے قبر منور اور روشن ہو جاتی ہے تو ان کے آقا حضرت عشق سے کیوں نہ منور و روشن ہوگی بلکہ ایسی روشن کہ جملہ اہل قبور کی روشنیاں عاشق رسول ﷺ کی روشنی پر فدا ہو گئی اسی لئے احمد رضا قدس سرہ حق بجانب ہیں جو فرما رہے ہیں

اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کر چلے
ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

حل لغات

سراغ، کھوج، تلاش۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کے غلاموں کا نقش قدم ہی راہ خدا ہے وہ کیا بہکے گا (گمراہ) ہوگا جو ایسا سراغ لے کر چلے یعنی اللہ کا راستہ بندگانِ خدا کی پیروی میں ہی ہے ان کی اتباع ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہے اور وہ انسان کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا جو ان کا پیرو کار اور حب دار ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ اَنْ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۙ (پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۵۳)

اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو۔

دوسرے مقام پر اپنے راستہ کی یوں نشاندہی فرمائی کہ مومنوں سے کہا کہ مجھ سے میرا راستہ مانگو

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ (پارہ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۵، ۶)

ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا راستہ وہی ہے جس پر منعم علیہم ہیں کیونکہ صراط مستقیم مبدل منہ اور صراط الذین بدل الکل من الکل ہے اور بدل الکل مبدل منہ کا عین ہوتا ہے اسی لئے منعم علیہم کا راستہ ہی حق تعالیٰ

ہے اور منعم علیہم کی تفسیر خود اللہ تعالیٰ نے آپ بتائی

فَاُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الشّٰهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ا

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۹)

تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

اور فرمایا

وَ مَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلٰى وَ نُوْصِلْهُ جَهَنَّمَ ا

وَ سَاءَ نَفْثَ مَصِيْرًا ۝ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۵)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ طریق حق تعالیٰ اللہ والوں کا طریقہ ہے اور وہی حق ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کی اتباع کرو جو جماعت مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہل سنت و جماعت ہے کہ اولیاء کرام اسی جماعت میں ہیں۔ ان حضرات کا جن لوگوں کو دامن نصیب ہوا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران رہے۔ قطب (ولی کامل) کو اسی لئے قطب کہا جاتا ہے کہ قطب کا معنی ہے چکی کا کیل تو جیسے چکی کے دونوں پُو اسی کیل سے وابستہ ہیں ایسے ہی دونوں جہانوں میں اللہ والوں سے بھلائی نصیب ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ جو دانہ کیل کے قرب میں آ جاتا ہے وہ پسے سے محفوظ ہو جاتا ہے ایسے ہی جسے کسی ولی کامل کا دامن نصیب ہو گیا وہ دونوں جہانوں میں دکھ تکلیف سے محفوظ ہو گیا۔

مغرب عمل

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روحانی رابطہ مضبوط ہو تو آپ اب بھی ہر مرید کو مشکل کے وقت کام آتے ہیں۔

فتوح الغیب بر حاشیہ بحیۃ الاسرار صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں

مریدی لا تخف واش فانی عزوم قاتل عند القتالی

یعنی میرے مرید کسی دشمن سے نہ ڈر کہ بیشک میں مستقل عزم والا سخت گیر اور لڑائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں۔

مریدی تمسک بی وکن بی واثقاً فاحمیک فی الدنیا ویوم القیمۃ

یعنی اے میرے مرید میرا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور مجھ پر پورا اعتماد رکھ میں تیری دنیا میں بھی حمایت کروں گا اور قیامت کے دن بھی۔

ہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹

ولو انکشفتم عورة مریدی بالمشرق وانا بالمغرب سترتها

اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں اس کی پردہ پوشی کرتا ہوں۔

فقیر اویسی غفرلہ کا تجربہ

فقیر کو زندگی میں بارہا مشکلات نے گھیر ڈالا لیکن الحمد للہ فقیر ہر موقع پر پیران پیر محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبی مدد سے کامیابی سے ہمکنار رہا۔

زکریا ملتانی کا ادب

شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک دفعہ ایک نوجوان جو کہ بڑا فاسق و گنہگار تھا وہ ملتان شریف میں فوت ہوا۔ بعد فوت کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے اس سے پوچھا بخشش کا کیا سبب بنا؟ اس نے بتایا کہ ایک دن حضرت خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جارہے تھے تو میں نے ہزاروں پیروں، فقیروں اور مشائخ اور سادات اور اساتذہ و دیگر محترم شخصیات کو چوما۔ ان شاء اللہ ان کے صدقے ہماری بھی نجات ہو جائے گی۔

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر

جواپنے سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے

حل لغات

جنان، بہشت۔

شرح

محبان چار یاروں کی قبر بہشت بن جائے گی یعنی اس کی قبر جنت ہی ہے جو اپنے سینے پر چار باغ لے کر مرا یعنی خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عاشق و محب کی قبر ریاض الجنۃ بن جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عام محبوبوں کی محبت و عشق کے لئے فرمایا ہے

الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝ (پارہ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۶۷)

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار۔

فائدہ

آیت میں دوستوں کو دشمنی کی خبر دی گئی کہ قیامت میں گہرے دوست بھی دشمن بن جائیں گے ہاں اولیاء کرام کی دوستی اور محبت کام آئے گی۔

حدیث شریف میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان الله تعالى يقول يوم القيامة اين المتحابون بجلالي اليوم اظلمهم في ظلي يوم لا ظل الا ظلي .

(رواہ مسلم)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عظمت و اطاعت کے لئے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں میں آج ان کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جبکہ سوائے میرے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں۔

فائدہ

منظر قیامت جسے معلوم ہے وہ سمجھے گا کہ ایسے آڑے وقت میں کسی کی دوستی و محبت کام آئے گی یعنی محبوبانِ خدا کی اور ان سے بڑھ کر صحابہ و اہل بیت اور ان سب سے بڑھ کر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عن أنس بن مالك قال جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله متى الساعة قال وما

أعددت للساعة قال حب الله ورسوله قال فإنك مع من أحببت قال أنس فما فرحنا بعد الإسلام

فرحنا أشد من قول النبي ﷺ فإنك مع من أحببت قال أنس فأنا أحب الله ورسوله وأبا بكر وعمر

فأرجو أن أكون معهم وإن لم أعمل بأعمالهم

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ

قیامت کب ہے؟ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ وہ بولا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت۔

آپ نے فرمایا تو تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے۔ انس نے کہا کہ میں اسلام کے بعد کسی چیز خوش نہیں ہوا جتنا اس حدیث کے سننے سے خوش ہوا میں نے کہا میں تو محبت رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور ابو بکر و عمر سے تو مجھے امید ہے کہ قیامت میں میں ان کے ساتھ ہوں گا گو میں نے ان جیسے عمل نہیں کئے۔

فائدہ

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت اور قیامت میں ان کی رفاقت سے سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کتنے خوش ہو رہے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ محبت و دوستی کتنا بلند قدر اور رفیع مرتبہ ہے۔

انتباہ

حضرت قدس سرہ نے صرف خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے گرامی تو اعدائے صحابہ و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل جلانے کے لئے ظاہر فرمائے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی محبت و پیار قبر و حشر اور پلصراط و دیگر مشکلات کے وقت میں کام آتی ہے۔ سیدنا مفتی اعظم مرشدی الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی قدس سرہ نے شرح الاستمدا صفحہ ۸ میں لکھا ہے کہ

جميع الائمة المجتهدين يشفعون في اتباعهم و ملاحظونهم في شدا ئدھم في الدنيا والبرزخ ويوم القيمة حتى يجاورو الصراط

تمام ائمہ مجتہدین اپنے مریدوں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں جب تک پلصراط سے پار نہ ہو جائیں کہ اب سختیوں کا وقت جاتا اور ”لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“ زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگیا نہ انہیں کوئی خوف نہ کچھ غم۔

نیز فرماتے ہیں

واذا كان مشائخ الصوفية يلاحظون اتباعهم و مریدیہم في جميع الاحوال والشدا ئد في الدنيا والآخرة فكيف بائمة المذاهب

جب اولیاء ہر ہول و سختی کے وقت اپنے پیروں اور مریدوں کا دنیا و آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو آئمہ مذہب کا کیا کہنا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

نیز لوائح الانوار المقدسہ میں ہے

کل من کان متعلعا بنبی اور رسول او ولی فلا یدان یحضره ویأخذ بیده فی الشدائد

جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کامل کا متوسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے۔

سندیں یہاں کثیر و موثر اور ان میں سے بہت حیات الموات و انوار الالغابہ و فتاویٰ افریقہ میں مذکور مگر کس کے لئے جوابل ہدایت ہو

مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۳۰)

اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔

حضرت امام شعرانی میزان الکبریٰ میں فرماتے ہیں

ان ائمة والصوفية كلهم يشفعون في مقلديهم ويلا حفظون احدهم عند طلوع روحه وعند سوال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط ولا يغفلون عنهم في موقف من المواقف

پیشک سب پیشوا اولیاء و علماء اپنے اپنے پیروں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیروں کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں جب اس کا حشر ہوتا ہے جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے جب اس کا حساب لیا جاتا ہے جب اس کے عمل تلے ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔

گئے زیارت در کی صد آہ واپس آئے

نظر کے اشک پچھے دل کا داغ لے کے چلے

دل لغات

پچھے، پچھنا، پونچھنا کا مخفف، صاف کرنا، جھاڑنا۔

شرح

رسول اللہ ﷺ کے در اقدس کی زیارت کے لئے حاضری ہوئی لیکن سخت افسوس صد حسرت کہ واپس آ گئے جدائی

سے جو آنسو بہے وہ تو پونچھ لئے گئے لیکن دل پر جو چوٹ لگی وہ تو ساتھ ہی لے کر جا رہے ہیں۔

صادق عشق کی نشانی

امام احمد رضا قدس سرہ نے سچے عشق کی علامت بتائی کہ ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوتے لیکن افسوس کہ اس کی جدائی قسمت میں لکھی تھی اب اس کے ہجر و فراق سے آنسو بہہ نکلے یہی سچے عشق کی نشانی ہے جیسے حضرت امام بو صیری قدس سرہ نے اپنے اشعار میں بیان فرمایا ہے

فَمَا لِعَيْنَيْكَ إِنْ قُلْتَ اكْفُفَاهُمَا
وَمَا لِقَلْبِكَ إِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهُم

تیری دونوں آنکھوں کو کیا ہوا ہے تو ان سے کہتا ہے ٹھہر جاؤ تو وہ بہنے لگتی ہیں اور تیرے دل کو کیا ہوا کہ تو اسے کہتا ہے پُرسکون ہو جا تو وہ اور غم زدہ ہو جاتا ہے۔

یعنی اگر تیرا اگر یہ معشوق کے فراق سے نہیں تو تیری آنکھ سے بے اختیار آنسو جاری ہیں اور تیرا دل کیوں غمناک و اندوہ گیں ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ عاشق زار کی علامت یہی ہے کہ وہ اپنے محبوب کی یاد میں آنسو بہائے اور دل کے اندوہ و غم سے نڈھال ہو۔

مدینہ جانِ جنان و جہاں ہے وہ سن لیں
جنہیں جنوں جنان سوئے زاغ لے کے چلے

دل لغات

زاغ، کوا، کاگ، ایک راگ کا نام۔

شرح

مدینہ پاک تو بہشت بلکہ جملہ جہاں کی جان ہے یہی ہمارا عقیدہ ہے وہ منحوس لوگ اچھی طرح سن لیں جنہیں ہے تو بہشت کا جنون لیکن وہ جنون بجائے مدینہ پاک کی طرف لے جانے کے کوئے کے عشق کی طرف لے چلا۔ عشق مدینہ پر فقیر نے گذشتہ مجلدات (شرح صادق بخشش) میں بہت کچھ لکھا ہے اور اس پر مستقل تصنیف محبوب مدینہ بھی فقیر کی خوب ہے۔ یہاں زاغ کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے۔

کوا حلال

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندیوں کے قطب عالم کہلاتے ہیں اس سے سوال ہوا کہ کوا کھانے والے کو کچھ ثواب

ہوگیا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

الجواب

ثواب ہوگا۔ فقط رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰)

ترے سحاب سخن سے نہ نم کہ نم سے بھی کم
بلغ بہر بلاغت بلاغ لے کے چلے

حل لغات

سحاب، بادل، بدلی، گھٹا۔ نم، تری، گیلا پن، تر، گیلا۔ بلغ، موقع کے مطابق بات کرنے والا، کامل، پورا۔ بلاغت، خوش کلامی۔

شرح

عالم دنیا میں جتنے بھی مبلغ ہیں وہ اپنی بلاغت کی بلاغ کے لئے اے حبیب خدا ﷺ آپ کے سخن کے بادل سے انہوں نے معمولی سے تری بلکہ اس سے بھی کم حاصل کی ہے۔

قاعدہ

یہ اسی قاعدہ کے مطابق ہے کہ جسے جو ملا آپ ﷺ سے ملا لیکن افسوس ہے اس برادری پر کہ وہ اس عقیدہ کو شرک سمجھتے ہیں صرف سمجھتے نہیں بلکہ اس پر درجنوں قرآنی آیات پڑھ کر سناتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا
لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِیَسُّطُ الرِّزْقِ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ (پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۱۲)
اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں روزی وسیع کرتا ہے جس کے لئے اور تنگ فرماتا ہے۔
وَ مَا كَانَ لِرَّسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۳۸)
اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مَلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ ا وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُزِلُّ مَنْ تَشَآءُ ا بَیْدَکَ الْخَیْرُ ا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (سورۃ آل عمران، آیت ۲۶)
یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جسے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

فائدہ

اس آیت میں صاف ہے کہ ہر شے کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور تم نبی کریم ﷺ کے لئے ثابت کر رہے ہو اور حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اننی انا الله لا اله الا انا مالک الملک
وملک الملوک وقلوب الملوک فی یدکتاب القضاء، مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۳

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں مالک الملک ہوں اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں اور قلوب میرے ہاتھ میں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ

آیات وحدیث قدسی سے ثابت ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذاتی قبضہ قدرت میں ایک تنکا تک نہیں ہے۔

جوابات اویسی

اجمالی و الزامی جواب

تمام آیات اور حدیث قدسی سب حق ہیں ان میں ذرا سا بھی شک لانے والا مسلمان نہیں ان سب کا مطلب یہ ہے کہ ملک حقیقی ذاتی عالم کے ذرہ ذرہ پر صرف اللہ عزوجل کی ہے اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں لیکن اسے یہ اختیار ہے کہ اپنی مرضی سے جسے چاہے عالم کے کُل یا جزء کا مالک و مختار بنادے اور اگر آیت کا یہ مطلب نہ لیا جائے تو لازم آئے گا کہ ہم اور آپ اور خود یہ وہابی دیوبندی اپنی جائیداد کا مالک ہے نہ اپنے گھر کا نہ اپنے نقد کا نہ اپنے جنس کا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے

لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۴۴)

اسی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی

اب اگر وہابی سے کہا جائے کہ تمہارا مکان تمہاری ملک نہیں تم بہت دن اس میں رہے اب اسے خالی کر دو کوئی غریب فٹ پاتھ پر رہنے والا اس میں رہے گا جس کے پاس مکان نہیں وہ بھی اللہ کا بندہ ہے اللہ کی ملک میں اس کا حق تمہارے برابر ہے۔ ان شاء اللہ اتنا کہنے سے دماغ ٹھکانے لگ جائیگا۔

جواب ۲

اللہ تعالیٰ نے جس طرح محض اپنے فضل و کرم سے تمہیں مکان جائیداد، نقد و جنس عطا فرمائے، بادشاہوں کو ملک عطا فرمایا اسی طرح محض اپنے فضل سے اپنے محبوب بندوں کو عالم میں ہر قسم کے تصرف کی قدرت عطا فرمائی اور یہ قرآن مقدس کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرمایا

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۙ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۳۰)

میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے فرمایا

یٰۤاِذَاوُدُّ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (پارہ ۲۳، سورۃ ص، آیت ۲۶)

اے داؤد و بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

خلیفہ کے معنی جلالین شریف میں ہے

یخلفنی فی تنفید ادا می میرے تمام احکام کے نافذ کرنے والا میرا وہ نائب ہوگا۔

یاد رہے کہ احکام جمع ہے جو استغراق کا اضافت کی وجہ سے فائدہ دیتی ہے مراد یہ ہے کہ تمام احکام کے نافذ کرنے میں میرا نائب ہوگا خواہ وہ احکام دینی ہوں یا دنیوی۔ مطلب یہ ہوا کہ میرا جو حکم بھی ہوگا وہ میرے نائب کے توسط سے نافذ ہوگا۔

جواب ۲

خود سائل نے جو آیت نقل کی وہ یہ ہے اے اللہ تو ملک کا مالک ہے جسے چاہے ملک عطا فرمائے اس سے ظاہر ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنا ملک عطا فرماتا ہے اور جسے ملک عطا فرماتا ہے وہ ملک کا مالک و حاکم بادشاہ ہو جاتا ہے اللہ عز و جل ظاہری ملک کا بھی مالک ہے اور باطنی ملک کا بھی مالک ہے وہ اپنے کرم سے کسی کو صرف ظاہری ملک عطا فرماتا ہے کسی کو صرف باطنی۔ جس طرح کسی کا ظاہری ملک کا بادشاہ ہونا اللہ تعالیٰ کے مالک الملک ہونے کے منافی نہیں اسی طرح باطنی ملک کا مالک و مختار کسی کا ہونا اللہ تعالیٰ کے مالک الملک ہونے کے منافی نہیں وہ وہی ہے کہ اللہ کا مالک ہونا حقیقی ذاتی قدیم ہے اور بندوں میں سے کسی کا مالک ہونا اس کی عطا سے ہے جو حادث ہے ممکن ہے مثلاً سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ (پارہ ۲۲، سورہ سہا، آیت ۱۲)

اور سلیمان کے بس میں ہوا کر دی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ۔

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِ رَبِّهِ ۚ (پارہ ۷، سورہ الانبیاء، آیت ۸۱)

اور سلیمان کے لئے تیرا ہوا مسخر کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی۔

دوسری آیت میں ”بِأَمْرِ رَبِّهِ“ فرمایا کہ ہوا سلیمان کے حکم سے چلتی ہے وہا بیت کی جڑ کاٹ رہا ہے۔

تفسیر معالم التنزیل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت کریمہ ”رَدَّوْهَا عَلٰی“ کی تفسیر میں منقول ہے کہ

یہ خطاب ان فرشتوں سے ہے جو سورج چلانے پر موكل ہیں۔ قصہ یہ ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کو ملا حظہ فرما

رہے تھے کہ اس میں نماز عصر قضا ہو گئی سورج ڈوبنے کے بعد احساس ہوا تو ان فرشتوں کو حکم دیا جو سورج چلانے پر مامور

ہیں۔ سورج کو لوٹا دیا ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

اَنِّیْ اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِّنَ الطَّيْنِ كَهَيِّئَةِ الطَّيْرِ فَانْفُخْ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِءُ الْاَكْمَهٗ وَ الْاَبْرَصَ وَ

اُحْيِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۴۹)

میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم

سے اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مُردے چلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

اور باذن اللہ قدرت کے منافی نہیں۔ ہماری زندگی اور زندگی کے سارے آثار اللہ کے اذن سے ہیں پھر ہم کہتے

ہیں ہم چلنے پر قدرت رکھتے ہیں، بولنے پر قدرت رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جس طرح ہماری ظاہری قوتیں اللہ تعالیٰ کے

اذن سے ہمیں حاصل ہیں اسی طرح اللہ کے محبوب بندوں کی باطنی قوت بھی اللہ کے اذن سے انہیں حاصل ہے جیسے ہم

اللہ کے اذن سے حاصل شدہ قوتوں پر یہ کہتے ہیں کہ ہم بولنے پر، لکھنے پر قادر ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اذن سے

محبوبانِ بارگاہ کو جو باطنی قوتیں حاصل ہوتی ہیں اس کی بناء پر عالم میں تصرف کرنے پر قادر ہیں۔

تفصیلی جوابات برائے آیات

وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ اَنْ يَّاتِيَ بِآيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ (پارہ ۱۳، سورہ الرعد، آیت ۳۸)

اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے۔

اس آیت میں مخالفین کو ”اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ“ آیا اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ کے اذن اور حکم کے

بعد نبی کو اختیار ہوتا ہے کہ جو چاہے نشانی دکھائے اگر ہمارا یہ عقیدہ ہوتا کہ محبوبانِ بارگاہِ بغیر اللہ کی عطا کے اور اس کی دی ہوئی قدرت کے از خود عالم میں تصرف کی قدرت رکھتے ہیں تو ضرور یہ آیت ہمارے عقیدے کے معارض ہوتی۔ علمائے اہل سنت نے جہاں بھی یہ بحث کی ہے کہ انبیاءِ عظام، اولیائے کرام کو تصرف کی قدرت ہے وہاں یہ تصریح کر دی ہے کہ یہ قدرت اللہ تعالیٰ کی عطا اور دین سے ہے اس لئے ”**إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ**“ کی صراحت کے باوجود اسے محبوبانِ بارگاہ کی باطنی قوتوں کو قدرت کے خلاف سمجھنا فریب دینا ہے۔

گھر کی گواہی

مولانا قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے یہی وجہ ہوئی کہ معجزہ خاص جو ہر نبی کی مثل پر دانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہے اور بنظر ضرورت ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے مثل عنایات خاصہ گہوہِ بیگاہ کا قبضہ نہیں ہوتا۔ (صفحہ ۷)

یہی مولوی قاسم صاحب اپنے قصیدے میں لکھتے ہیں

کرم کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

لطیفہ

ہم تو حضور اکرم ﷺ کی ذات کو مالک و مختار کہتے ہیں اور مولوی قاسم تو حضور اکرم ﷺ کے کرم کو مالک و مختار مان رہا ہے اور اس سے استمداد بھی جو دیوبندیوں کے نزدیک ڈبل شرک ہوا۔

احادیث مبارکہ

مسند امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، دارمی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

بينا انا نائم اذ جئني بمفاتيح خزائن الارض حتى وضعت في يدي

میں رات کو سو رہا تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی کُل کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔

مسند امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

واني قد اعطيت مفاتيح خزائن الارض او مفاتيح الارض

مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔

مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

اوتیت مفاتیح الارض

نیز مسند امام احمد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

میرے پاس دنیا کی تمام کنجیاں لائی گئیں۔

اوتیت بمقالید الدنيا

کسی کو کنجی دینے کا کیا مطلب ہوتا ہے اس کو ہر شخص جانتا ہے کہ اسے خزانوں کا مالک بنا دیا جاتا ہے۔ اسی

مواہب میں ہے

هو صلى الله تعالى عليه وسلم خليفة الله الاعظم جعل خزائن كرم ومواعيد نعمة طوع يديه

وارادته اعظمى من يشاء.

جو ہر منظم علامہ ابن حجر مکی حضور اکرم ﷺ کے سب سے بڑے نائب ہیں اللہ نے اپنے کرم کے تمام

خزانے اور اپنی نعمتوں کے تمام خوان حضور اکرم ﷺ کے قبضہ میں اور ارادے میں دے دیئے ہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں۔

اس باب میں حدیثیں اتنی ہیں کہ سب کا ذکر کرنا مشکل ہے جو اس کا تھوڑا سا جلوہ دیکھنا چاہے وہ مجدد اعظم، اعلیٰ

حضرت قدس سرہ کا رسلہ مبارکہ ”الامن والعلیٰ“ کا مطالعہ کرے۔ اعلیٰ حضرت کے فیض سے فقیر کا رسالہ ”مفتاح اللہ بید

حبیب اللہ“ بھی خوب ہے۔

فائدہ

اہل سنت کا عقیدہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت خواہ دنیوی ہو یا دینی، جسمانی ہو یا روحانی، ظاہری ہو یا باطنی حضور ﷺ

کے واسطے سے مخلوق کو ملتی ہے۔ فرماتے ہیں

انما انا قاسم واللہ يعطی

میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

قاعدہ ہے کہ فعل یا شبہ فعل کا متعلق جب مخذوف ہوتا ہے تو عموم کا فائدہ دیتا ہے یعنی جب یہ مذکور نہیں کہ اللہ کیا

دیتا ہے اور حضور کیا بانٹتے ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ ہر وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دیتا ہے تو وہ حضور اکرم ﷺ کے

ہاتھوں سے دلاتا ہے۔ اسی حدیث کی شرح میں علامہ احمد خطیب قسطلانی نے ”المواہب اللدنیہ“ میں فرمایا جسے محمد بن

عبدالباقی زرقانی نے اپنی شرح میں برقرار رکھا۔

هو صلى الله تعالى عليه وسلم خزائنة السر والمواضع نفوذ الامر فلا ينفذ امرا الا عنه ولا ينقل
خير الا عنه صلى الله تعالى عليه وسلم انا بابي من كان ملكا وسيدا وادم بين الماء والطين واقف

اذا رام امرا لا يكون خلافة وليس لذلك الامر في الكون صارف

حضور اکرم ﷺ راز کے خزانے ہیں اور اللہ کے حکم نافذ کرنے کے مرکز کوئی حکم بغیر ان کے واسطے نافذ نہیں ہوتا اور کوئی چیز
بغیر ان کے واسطے منتقل نہیں ہوتا۔ سنو میرے باپ اس ذات پر قربان جو اس وقت بھی شہنشاہ اور سردار تھے کہ آدم علیہ
السلام کا خمیر بھی ابھی نہیں بنا تھا جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہو سکتا اور مخلوق میں کوئی اسے پھیرنے
والا نہیں۔

اسی کا ترجمہ مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے الفاظ میں یوں کیا ہے

وہ زبان جس کو سب گُن کی کنجی کہیں اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

لطیفہ

یہ لوگ نانوتوی صاحب کو قاسم العلوم والخیرات کہتے ہیں اگر ان کی مراد خیرات سے زکوٰۃ و فطرہ ہو کہ سیٹھوں سے
زکوٰۃ فطرہ وصول کر کے مدرسین اور طلباء میں بانٹتے ہیں تو یہ بھی ایک سوال ہے کہ مدرسین کو جو تنخواہ ملتی ہے اور طلباء کو جو
کھانا ملتا ہے یہ رزق ہے یا نہیں اور خیرات کا اگر حقیقی معنی لیا جائے جو عربی زبان میں ہے تو کیا رزق اس خیر میں نہیں
داخل؟ پھر قرآن مجید میں ہی فرمایا گیا

قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ (پارہ ۲۹، سورۃ الملک، آیت ۲۶)

تم فرماؤ یہ علم تو اللہ کے پاس ہے۔

پھر نانوتوی صاحب قاسم العلوم کیسے ہوئے کیا دیوبندی مذہب میں ان کے پیشواؤں کے لئے وہ سب باتیں ہیں
جو انبیاء و اولیاء کے لئے ماننا شرک ہے؟

حضور طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے
کہ جھوٹے حیلہ و مکر و فراغ لے کے چلے

دل لغات

حضور، مصدر حاصل ہونا، حاضری۔ فراغ، مذکر، فرصت، مہلت، نجات، آرام، سکھ، خوشحالی، بہتات، اطمینان۔

شرح

مدینہ طیبہ کی حاضری سے بڑھ کر بھی کوئی اور کام ہے لیکن منکرین جھوٹے حیلے اور مکرو فریب کی بہتات لے کر چلے۔ عشاق کا تو عقیدہ ہے کہ

اُن کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

لیکن نجد یوں وہابیوں کا عقیدہ اس کے برعکس ہے یہ لوگ مدینہ الرسول کی زیارت مرقد اطہر پر جانے کو شرک کہتے ہیں اور گنبد خضریٰ کو بڑا بت کہتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ اگر میرا ہاتھ پہنچتا تو اس کو گرائے بغیر نہ چھوڑتا

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے

وہابی فساد

وہابی یعنی محمد بن عبدالوہاب اور اس کے معتقدین و تبعین نہ صرف ہمارے نزدیک فساد ہیں بلکہ اس گروہ کے منصف مزاج لوگ بھی یہی کہتے ہیں چنانچہ وہابیہ کے امام نواب صدیق الحسن خان صاحب الخط فی ذکر الصحاح السنۃ میں لکھ گئے ہیں

نبئت فی هذا الزمان فتنة ذات سمعة ورياء الى ان قال فكيف يسمعون انفسهم بالموحدين وغيرهم بالمشركين وهم اشد الناس تعصبا وغلوا في المدين ان هذا الافتنة في الارض وفساد كبير

خلاصہ ترجمہ

نواب صاحب اس فرقہ کو بارہویں صدی کی پیدائش قرار دیتے ہیں اور اس کو روئے زمین کا سب سے تنگ نظر اور متعصب فرقہ گردانتے ہیں گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ صحابہ کرام اور ائمہ عظام کی شان میں گستاخیاں کر کے ان کے دماغ مآؤف اور اذہان مفلوج ہو جاتے ہیں ان کی بصیرت سلب ہو جاتی ہے اور یہ لوگ دین کے اسرار و رموز سمجھنے کی صلاحیت سے عاری اور خالی ہو جاتے ہیں یہ تو ان کے ناروا رویہ اور نامناسب و طیرہ اور متعصبانہ طرزِ عمل کے پیش نظر چند تلخ حقائق نوکِ قلم سے سطحِ قرطاس پر مترشح ہو گئے۔

انتباہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جھوٹے حیلہ و مکر سے اس لئے تعبیر فرمایا ہے کہ اب بظاہر تو یہی کہتے ہیں کہ حج فرض ہے

مدینہ پاک جانا حج کے ارکان میں داخل نہیں پھر مدینہ جانا ہے تو مسجد نبوی کی زیارت وغیرہ کی نیت کرو مزار کی نیت نہ ہو دراصل مکرو فریب سے کام نہ لیں تو کام نہیں چلتا ورنہ اصلی غرض تو ان کی یہی ہے کہ گنبد خضریٰ ہو یا تو دوسرے مزارات ان کے اصنام (بت) ہیں اور بت خانے ان کو جب بھی کچھ موقعہ ملتا ہے تو وہ مزارات ڈھانے کو جہادِ عظیم سمجھتے ہیں خود روضہ رسول ﷺ سے بغض و عداوت کا ملاحظہ ہو۔

۱۲۰۴ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک کو توڑ کر خزانے بے شمار لے گئے کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر لا کر لے گئے چنانچہ عبداللہ بن مسعود نے جب کہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کر کے لایا گیا تو اس کے پاس ایک صندوق ملا جس میں تین سولہ لڑے آبدار کلاں اور کئی دانے زمر و کلاں نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرہ نبویہ میں سے اس کے والد مسعود نے نکالا تھا پس مسعود نے فقط اسی غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ قبلہ مولد نبی کریم ﷺ کے ساتھ ابو بکر صدیق اور علی بن ابوطالب اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قبے بھی گرا دیئے اس خیال سے کہ یہ اصنام ہیں اور روضہ رسول کریم ﷺ کے گنبد خضریٰ پر چڑھ کر گرانے لگے تو عجیب قدرت ظاہر ہوئی کہ سارے وہابی سرنگوں گر کر مرے اور اسی اثناء میں آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جس میں بہت سے جلائے۔

(حاشیہ سیف چشتیائی صفحہ ۱۰۲)

ابھی چند سال پہلے کی بات ہے کہ نجدیوں نے روضہ خضراء کے گرانے کا خیال کیا لیکن جب تمام ممالک اسلامیہ کی طرف سے لعن طعن کی بوچھاڑ ہوئی تو پینتر ابد لاکئی اعذار لنگ ظاہر کئے یقین مانئے کہ یہ موقع کی تاڑ میں رہتے ہیں کہ کہیں وہ وقت میسر آئے تاکہ گنبد خضریٰ کو گرائیں لیکن یہ بد بخت اسی بد ارادہ میں مرتے رہیں گے اور ان شاء اللہ گنبد خضریٰ تا قیامت آباد و شاد رہے گا۔

ایک عجیب انکشاف

عبدالقادر نامی (دیوبندی) نے داتا دربار لاہور کے زائرین کے کپڑوں اور آستانہ کے درو دیوار پر مٹی کا تیل چھڑک کر تیلی جلانی تھی کہ کسی کو حرکت کا پتہ لگ گیا اور وہ پکڑا گیا اگر ایک سیکنڈ کا موقع اسے مل جاتا تو یہ بدنصیب تمام مسلمانوں کو زندہ جلا دیتا۔ ملخصاً (کوہستان وغیرہ مجریہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء)

تمہارے وصف جمال و کمال میں جبریل

محال ہے کہ مجال و مسامح لے کے چلے

حل لغات

مجال، طاقت، بس، قابو۔ مساع، بفتح میم اور آخر میں غین، معجمہ پانی کی روانی کی جگہ اور بمعنی جواز (غیاث)

شرح

اے حبیب خدا سرور انبیاء ﷺ آپ کے جمال و کمال کو بیان کرنے میں محال ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہ وہ جواز لے کر اور اپنی طاقت لے کر میدان میں اتریں بلکہ وہ مجبور ہو کر کہہ اٹھیں گے

اے برتر از قیاس و گمان دو ہم

عجز جبریل علیہ السلام

سیدنا جبریل علیہ السلام کے اسم گرامی لینے میں ایک خصوصیت کی طرف اشارہ ہے ورنہ صرف جبریل علیہ السلام کیا ساری خدائی حضور اکرم ﷺ کے اوصاف بیان کرنے سے عاجز ہے جیسا کہ اسی شرح حدائق بخشش میں فقیر نے متعدد مقامات پہ حوالہ جات سے شرح کو مزین کیا ہے اور مستقل تصنیف ”لایمکن الشاء“ میں تفصیل عرض کی ہے۔

رفیق جبریل حضرت حسان

تخصیص جبریل کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شاعر رسول ﷺ ہونے کی حیثیت کو سب جانتے ہیں ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ کو قریشیوں کی ہجو گراں گزری تو آپ نے جماعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا

ما يمنع الذین نصرُوا رسولَ اللہ ﷺ ان ینصروا بالسنتھم

جن لوگوں نے اللہ کے رسول کی مدد و ہتھیاروں سے کی ہے ان کو کیا چیز روکتی ہے کہ رسول اللہ کی مدد زبانوں سے نہ کریں؟ حضرت حسان نے یہ سن کر اپنی لمبی زبان نکال کر کہا یہ وہ زبان ہے جس کا صنعا اور بصری کے درمیان کوئی زبان مقابلہ نہیں کر سکتی۔ سرکار نے فرمایا تم کیسے اہل قریش کی ہجو کرو گے جبکہ میں بھی ان ہی کا ایک فرد ہوں اس پر حضرت حسان نے فرمایا میں آپ کو اس طرح بے لاگ نکال لوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جائے۔

انت له وجبریل معک

جاؤ تم اس کے اہل ہو روح القدس تمہارے ساتھ ہیں۔

اور ظاہر ہے جس مداح نبی کی خود سرور کائنات ﷺ ہمت افزائی فرمائیں اور بلبل سدرہ روح الامین تائید

فرمائیں اس سے امامت شعری کا حق کون چھین سکتا ہے؟ تاریخی مطالعہ سے یہ امر واضح ہو کر سامنے آ جاتا ہے کہ جب بھی کسی زبان درازی کے مقابلہ میں زبان آوری کی ضرورت محسوس کی گئی تو حضرت حسان بن ثابت کو اسلام اور بانی اسلام کے ترجمان کی حیثیت سے بلایا گیا اور حضرت حسان نے مسکت جواب دیا۔ حضرت حسان سرور کائنات ﷺ کے ایسے عاشق اور فریفتہ تھے کہ جب تک بقیہ حیات رہے دشمنوں کی ہر جھوکار داوران کے پھیلانے ہوئے فتنوں کا سد باب کرتے رہے۔

فائدہ

حضرت حسان امام المرسلین ﷺ کی نعت گوئی ایمانی جذبہ اور محبت کے ساتھ تحریر فرماتے تھے ان کے جن اشعار میں حضور اکرم ﷺ کی مدح ہے وہ بڑے پُر کیف ہیں اور اپنے اندر جہانِ عشق و محبت سمیٹے ہوئے ہیں ان میں لفظی نقطہ آفرینی بھی ہے اور معنوی خلوص بھی مثلاً

لعرض محمد منک و قاء

فان ابی و والدہ عرضی

یعنی میرے باپ ان کے والد اور میری عزت محمد کی عزت پر قربان ہے۔

دشمنانِ دین تمہارے لئے یہ ڈھال ہے اور جب حسن و جمال رسول پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کے نوک قلم کو بوسہ دیتے ہوئے یہ شہرہ آفاق اشعار عاشقانِ رسول کے دل پر ثبت ہو جاتے ہیں۔

ایک نادر واقعہ

جب عطار دین حاجب بن زرارہ کا وفد شعری اور تقریری مقابلہ کے لئے اپنے شاعر اور خطیب کے ساتھ شہنشاہِ مدینہ ﷺ سے مخاطب ہوا کہ آپ اپنے شاعر اور خطیب کو بلائیے تاکہ ہمارے شاعر اور خطیب سے مقابلہ کرے۔ آپ نے اس مبارزت طلبی کو قبول فرمایا۔ جب اسی وفد کے صدر عطار نے خطبہ میں حضور اکرم ﷺ کی قیادت و سیادت سے انکار کیا تو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریر کا جواب تقریر سے دیا۔ تقریری مقابلہ کے بعد شعری جو مقابلہ ہوا اور مخالف گروہ کی طرف سے زیرقان بن بداتمی نے قصیدہ سنایا جس کا مطلع یہ تھا

نحن الکرام فلاحی یعاد لنا

اُس وقت حضرت حسان موجود نہ تھے انہیں طلب فرمایا گیا حاضر ہو کر پوچھا زیرقان نے کون سے اشعار پڑھے زیرقان نے اپنا قصیدہ سنایا حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر جستہ شروع ہو گئے

قد جئوا سنه للناس تتبع

ان الذوائب من فھر و اخوتھم

یاد رہے کہ زیر قان کے قصیدے کے تھوڑے اشعار تھے اور سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھتی جستگی کے ساتھ ۲۲ اشعار کہے جو سلامت و نجات اور ادبی کے اعتبار سے نہایت ہی شاندار تھے جس کا اعتراف صدر عطار نے خود کیا۔

سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاعری قادر الکلامی، زور بیان، جوش اور حرارت اور آب و تاب کا اعتراف تمام اہل سنت کو ہے کہ آپ کی نعت کو اپنے کلام پر استشہاداً پیش کرتے ہیں۔ ایک جگہ حضور اکرم ﷺ کی نعت میں کہا

یلوح کمالاح الصیقل المھند

فامسی سراجاً منیراً وھادیا

آپ سراج منیر اور ہادی بن کر تشریف لائے آپ کا نورانی چہرہ صیقل شدہ ہندی کی طرح چمکتا ہے۔

سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش بختی کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کی اس نعت پر بارہا انعامات سے نوازا اور اس سے بڑھ کر یہ کہ مسجد نبوی میں ان کے لئے منبر رکھوایا جس پر انہیں بٹھا کر شعر سنا کرتے اور فرماتے

اے اللہ ان کی روح القدس جبریل سے مدد فرما۔

اللھم ایدہ بروح القدس

نکتہ

اس وقت جبریل علیہ السلام کو ساتھ ملانے میں اشارہ ہے کہ حسان قادر الکلام سہی لیکن جبریل علیہ السلام اس سے بھی بڑھ کر ہیں لیکن اس کے باوجود پھر بھی وہ آپ کی تعریف و مدح و ثناء کی ادائیگی سے عاجز ہیں وہ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃً غیر ربی. (مطالع المسرات)

اے ابو بکر حقیقتاً مجھے میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت مولانا محمد یار بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا

اتھاں چپ دی جا ہے کوئی نہیں سکدا

حقیقت محمدی پا کوئی نہیں سکدا

تعارف حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسان بن ثابت کی کنیت ابو الولید اور بہ قول بعض ابوالحسام تھی۔ آپ خرج الطرفین تھے آپ کے دادا المنذر نے اوس و خزرج کے مناقشے میں فیصل کا کردار ادا کیا تھا۔ حضرت حسان کی ولادت ۵۶۳ء میں بمقام مدینہ منورہ بایں لحاظ آپ ﷺ سے آٹھ برس تقریباً کبیر السنین تھے۔ حضرت حسان اپنے ہمعصروں میں سب سے زیادہ مقبول و ممتاز

حضری (شہری) شاعر تھے۔ آپ عرب شاعروں کی روایت کے مطابق غسانی بادشاہوں کے درباری شاعر بھی رہے اور عمرو کی مدح میں قصیدہ پڑھنے پر صلے کے مستحق بھی ہوئے تا آنکہ ہجرت نبی کریم ﷺ کے بعد انصار کے ساتھ یہ عمر ساٹھ برس اسلام قبول کر لیا تھا اس وقت بھی عیسائی بادشاہوں کے قاصد تحائف لے کر آتے رہتے تھے قبول اسلام کے بعد آپ کی عزت و تکریم کو حیاتِ نو ملی اور آپ تا عمر سرخروئی کے ساتھ رہے آپ کی وفات ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوئی۔

گلہ نہیں ہے مرید رشید شیطان سے
کہ اُس کے وسعت علمی کا لاغ لے کے چلے

دل لغات

گلہ، شکوہ، شکایت، الالہنا۔ مرید رشید، مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرف اشارہ ہے۔ لاغ، بغین، ہزل و ظرافت و خوش طبعی (غیاث)

شرح

شیطان کے مرید مولوی رشید احمد گنگوہی سے کوئی گلہ شکوہ نہیں جبکہ وہ شیطان کی وسعت علمی کا خود کو دانائی کا پیکر سمجھ رکھا ہے یہ شعر قطعہ بند ہے اس کی علت اگلے شعر میں ہے وہ یہ کہ اس نے وسعت علمی کا تاج شیطان کے سر پر اس لئے رکھ دیا کہ وہ اس کا بڑا ہے اور ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی بیان کرتا ہے الحمد للہ ہمارے بڑے امام الانبیا ﷺ ہیں اسی لئے ہم تو بعد از خدا وسعت علمی کا عقیدہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے مانتے ہیں۔

شیطان کی وسعت علمی کا حوالہ

مولوی رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انپٹھوی اپنے مرید کے نام کر کے شائع کی اس میں لکھا کہ الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۵۱)

اصل واقعہ

مولانا عبد السمیع رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میلا دشریف کے

متعلق انوارِ ساطعہ کتاب لکھی اس میں سلام و قیام و میلادِ مقدس پر بہترین دلائل قائم فرمائے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انپٹھوی نے اس کا رد لکھا ان مولویوں نے حضور اکرم ﷺ کی وسعت علمی اور حاضر ہونے کو شرک کہا تو حضرت مولانا رامپوری نے ان کے شرک کے فتویٰ کو یوں توڑا کہ ابلیس و ملک الموت کے لئے ماننا شرک نہیں تو حضور ﷺ کے لئے کیسے شرک ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا

علم غیب ابلیس کو مانیں شاہ کو کہو جل جالتے یہ ہیں

(الاستمداد صفحہ ۹۰)

مولانا رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جواب میں مذکورہ بالا عبارت کفریہ لکھی اسی عبارت کی وجہ سے بھی عرب و عجم کے علماء نے گنگوہی و انپٹھوی و دیگر دیوبند کو کافر و مرتد اور خارج از اسلام کا فتویٰ صادر فرمایا۔ تفصیل دیکھئے **حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ وغیرہ۔**

اعجوبہ

مذکورہ کفریہ عبارات اتنی روشن ہیں کہ ہر اردو دان بلا سوچے کہہ سکتا ہے کہ دیوبندیوں کے قطب عالم گنگوہی و مولوی رشید احمد نے حضور اکرم ﷺ کا علم شیطان اور ملک الموت سے کم مانا ہے لیکن ہے کہ اس عبارت کو کفریہ ماننے کے بجائے اسے اسلامی نظریہ ثابت کی کوشش کی گئی اور کی جا رہی ہے اور اب بھی دیوبندی اس کی تاویل میں ہزاروں جتن حیلے بناتے ہیں۔

مولوی منظور نعمانی سنبھلی نے اس عبارت کے جواب کے لئے **سیفِ یمانی میں صفحہ ۷ تا ۱۴** میں بڑا زور لگایا لیکن جو جواب لکھتا ہے وہ عبارت کے کفر بڑھاتا ہے اسے یوں سمجھئے گندگی کی چھپی ہوئی ہوا سے چھیڑا جائے تو بدبو زیادہ پھیلتی ہے اس کے جوابات مخالفین دیتے ہیں النان کے کفر میں اضافہ ہوتا ہے مثلاً نعمانی نے فیصلہ کن مناظرہ نامی کتاب میں ایک جواب لکھا کہ ابلیس کو بُری چیزوں کا علم ہے حضور (ﷺ) کو وہ علم کیسے ہوگا۔

جواب اویسی غفرلہ

شریعت کا قاعدہ ہے کہ علم ایک کمال ہے ہاں بُرے علم کا استعمال بُرا ہے ورنہ اس کا جاننا بُرا نہیں مثلاً ساحرین فرعون کو سحر کا علم تھا انہوں نے جب موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ عصا دیکھا تو انہیں سحر اور معجزہ کا فرق معلوم ہوا اس پر وہ ایمان لائے گویا علم سحر ان کے لئے نجات کا سبب بنا اور فرعون سحر کا عالم نہ تھا اسی لئے سحر و معجزہ میں فرق نہ کر سکا حقیقت یہ ہے کہ

اگر نعمانی کی بات مان لی جائے تو توحید سے بھی ہاتھ دھونا پڑیگا اس لئے یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ

ان کل ما کان وصف حق العباد فالباری تعالیٰ منزہ عنہم ومحال علیہ تعالیٰ۔ (جلد ۲ صفحہ ۶۰)

جو چیز بندوں کے لئے صف نقص قرار پائے گی وہ لازماً اللہ تعالیٰ کے لئے بھی نقص ہوگی بلکہ ذات باری تعالیٰ کے لئے محال ماننا ہوگا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا علم ہے۔

بھلا کون نہیں جانتا کہ اللہ کو بُری چیزوں کا علم ہے اگر بُری چیزوں کا علم نقص ہے اور کمال نہیں تو بتائیے اللہ کو بُری چیزوں کا علم ہے یا نہیں اگر کہو کہ نہیں تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے لئے نقص ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے۔ ہم سب یقیناً مانتے ہیں کہ یہ علوم اللہ تعالیٰ کے لئے کمال ہیں جب اللہ تعالیٰ کے لئے کمال ہیں تو حضور اکرم ﷺ کے لئے بھی کمال ہیں کیونکہ نبوت الوہیت کا مظہر اتم ہے۔

اسے تفصیل سے فقیر نے اپنی تصانیف ”غایۃ المامول فی علم الرسول“ اور ”رد سیف یمانی“ میں لکھا ہے۔

سیدنا مفتی اعظم ہند مرشدی علامہ مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے لکھا ہے گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ شیطان کو علم غیب نص سے ثابت ہے اوروں میں بھلا اس کے برابر تو ثابت کرو اور زیادہ ہونا تو بڑی بات ہے۔ (کشف ضلال دیوبند صفحہ ۹۱)

خلاصہ یہ کہ گنگوہی وانیٹھوی نے براہین قاطعہ میں شیطان اور ملک الموت کا علم حضور اکرم ﷺ سے زائد مانا اس پر ان کے معتقدین مثلاً منظور نعمانی سنبھلی سیف یمانی اور فیصلہ کن مناظرہ میں متعدد دلائل سے ثابت کیا کہ کبھی غیر نبی نبی سے علم میں بڑھ جاتا ہے مثلاً خضر علیہ السلام غیر نبی تھے (بقول نعمانی) موسیٰ علیہ السلام نبی سے بڑھ گئے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی حضور اکرم ﷺ کا حدیث تلخیص میں فرمانا

انتم اعلم بامور دنیا کم

ان سب کے تحقیقی جوابات فقیر نے رد سیف یمانی اور غایۃ المامول فی علم الرسول میں لکھ دیئے ہیں۔ یہاں علمائے احناف وغیرہ کا فیصلہ ناظرین پڑھ لیں کہ جو شخص غیر نبی کو نبی پر علمی وغیر علمی کی فوقیت دے اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے۔

اسلاف میں ایک فتویٰ امام اہل سنت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے جس کے متعلق مولوی عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں

قاضی القضاة شهاب الخفاجی المصری الحنفی بدر السماء فی العلی والنشر والنظم وطرف
الامثال. (بتاریخ احناف عربی صفحہ ۱۶۳)

انہوں نے فرمایا

فان من قال فلاں اعلم منه ﷺ فقد عابه ونقصه الی قوله والحکم فیہ حکم الشاتم غیر فرق
بینہما الخ. (نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۳۳۵ مطبوعہ مصر)

جس نے کہا کہ فلاں حضور اکرم ﷺ سے زیادہ علم والا ہے اس نے حضور اکرم ﷺ کا عیب بیان کیا اور آپ کی تنقیص کی
اس کا حکم یہی ہے جو شاتم رسول کا ہے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

لطیفہ

مولوی نعمانی نے لکھا کہ شیطان اور ملک الموت کا یہ وسعت (یعنی اللہ تعالیٰ کے علم دینے سے ان کا علم ہونا) نص سے
ثابت ہوئی۔ (سیف بیانی صفحہ ۱۰)

دیوبندی پارٹی کے علماء کو چیلنج ہے کہ وہ نصوص قطعیہ پیش کرو جن سے ثابت ہو جائے کہ شیطان اور ملک الموت کو
اتنے بڑے علوم حاصل ہوئے۔

غلط بیانی اور نعمانی کی بے ایمانی

لکھا کہ جو (نصوص) مولوی عبد السمیع نے ان دونوں (شیطان و ملک الموت) کے علم کی وسعت ثابت کرنے کے لئے
پیش کئے۔ (سیف بیانی صفحہ ۱۰)

یہ بھی ایک فریب اور دھوکہ دہی ہے ورنہ انوارِ ساطعہ علیحدہ بھی چھپی ہوئی ملتی ہے۔ (مطبوعہ مجتہائی دہلی)
دیوبند انڈیا کی چھپی ہوئی براہین قاطعہ کے ساتھ بھی چھپی ہے اس میں ملاحظہ ہو کہ حضرت مولانا عبد السمیع مرحوم
نے کون سی نصوص قطعیہ فرمائی ہے۔

مولانا مرحوم نے اتنا تحریر فرمایا ہے کہ شامی میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ ہے اگر نعمانی معہ
ایٹھوی اینڈ دیوبند کمپنی کے نزدیک اسی کا نام نصوص قطعیہ ہے تو پھر ان کی بدحواسی پر تعجب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان کا
بد مذہب بھی بدحواسی کا دوسرا نام ہے۔

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے

ہر ایک منچہ مغ کا یاغ لے کے چلے

حل لغات

منچہ، کپڑوں وغیرہ کی چھوٹی سی گٹھڑی۔ مغ، آگ کی پوجا کرنے والا، آتش پرست۔ یاغ (بافتح) پیالہ شراب خوری یہ ترکی لفظ ہے۔ (غیاث)

شرح

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے ہر ایک گٹھڑی آتش پرست کے پیانہ کی گٹھڑی لے کر چلا۔ پچھلے شعر میں رشید احمد گنگوہی کے اس حوالہ سے کہ اس نے شیطان کو علمی وسعت کا راگ لایا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کے اس شیطان عقیدہ کی علت بتائی کہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی بیان کرتا ہے اور کسی کے سامان خانہ میں وہی ملے گا جو اس کی اپنی چاہت کی چیزیں ہوں گی۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی گٹھڑی میں وہی ملا جو اس کی چاہت تھی یعنی ابلیس کے گن گانا جیسا کہ اس کی تصانیف سے ظاہر ہے ان میں ایک یہی کہ شیطان کی وسعت علی پر کتنا زور لگایا جا رہا ہے۔ غور فرمائیے کہ ان وہابیوں دیوبندیوں کو شیطان سے کتنی خوش اعتقاد دی ہے کہ شیطان کے علم کے ثبوت میں نہ صرف نص بلکہ نصوص اور نہ صرف نصوص بلکہ نصوص قطعیہ کہا جا رہا ہے اور حضور اکرم ﷺ کے لئے لکھا جا رہا ہے کہ ان کے لئے کوئی ایک نص بھی نہیں بلکہ جو بھی اس کے برابر حضور اکرم ﷺ کا علم مانے وہ مشرک ہے وغیرہ وغیرہ۔

فقیر کی فضلاء دیوبند سے اپیل ہے کہ مرشد گنگوہی و انیسٹھوی کے قول کے مطابق وہ نصوص قطعیہ لکھ کر بھیجے جن میں ابلیس کے لئے علم غیب کی تصریح ہے جبکہ قہار قطب العالم لکھ رہا ہے کہ فخر عالم ﷺ کے لئے کون سی نص ہے تمہارا مرشد گنگوہی اب نہیں ہے ورنہ فقیر اسے حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کی نصوص لکھ کر بھیجتا۔ اب تم چاہو تو تمہیں فقیر لکھ کر بھیج دے لیکن براہ کرام تم ابلیس کے لئے نصوص قطعیہ ضرور بھیجتا تا کہ فقیر کے علم میں اضافہ ہو۔

عذر لنگ

اب اگر دیوبندیوں کو گنگوہی کی مذکورہ عبارت دکھائی جائے تو کہتے ہیں تو بہ تو بہ ہمارا تو عقیدہ نہیں بلکہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ نعمانی لکھتا ہے کہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر علوم کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں ہے۔ (سیف)

یمانی صفحہ ۸)

تبصرہ اویسی غفرلہ

اپنے عیوب چھپانے کے لئے اسی طرح لکھ کر دینے سے جان نہیں چھوٹے گی جبکہ تمہارے مرشد نے براہین قاطعہ میں صاف لکھ دیا کہ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر ہے چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ مطبوعہ دیوبند انڈیا)

شیطان کو بڑھاتے ہیں	حضور اکرم ﷺ اور اولیاء کو گھٹاتے ہیں
انوار العلوم میں لکھا ہے کہ شیطان رمضان میں باوجودیکہ جکڑا ہوتا ہے لیکن اپنے تصرف سے گمراہی پھیلا رہا ہے۔ (انوار العلوم صفحہ ۹ ظفر تھانوی)	اگر حضور اکرم ﷺ اور غوث اعظم اور دیگر اولیاء کرام کے لئے یہی عقیدہ ظاہر کیا جائے تو شرک کا فتویٰ حرکت میں آ جاتا ہے۔
ہر قبر میں شیطان آ کر ہر میت کو بہکا تا ہے۔	حضور اکرم ﷺ کے لئے ہر قبر میں زیارت کا عقیدہ ظاہر کیا جائے تو شرک

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں ابویزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت آپ نے فرمایا

یہ کوئی چیز کوئی کمال کی نہیں دیکھوا لیمس مشرق سے لے کر مغرب تک ایک لحظہ میں قطعہ کر دیا جاتا ہے۔ (حفظ الایمان صفحہ ۹)

یہاں تھانوی صاحب نے مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں آنے جانے کی قوت مانی یہی پروار حضور ﷺ اور

اولیاء کرام کے لئے دیوبندیوں سے کوئی منوادے تو میں مانوں۔

مگر خدا پہ جو دھبہ دروغ کا تھوپا
یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے

دل لغات

دھبہ، داغ، نشان، عیب۔ دروغ، جھوٹ، بہتان۔ تھوپا، ماضی از تھوپنا، لینا، ذمہ ڈالنا، سرمنڈھنا۔

شرح

لیکن ان بد بختوں نے خدا تعالیٰ پر جھوٹ کا بہتان ذمہ لگایا یہ بد بخت نامعلوم کس لعین کا غلامی کا نشان لے کر چلے

ہیں۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے الاستمداد میں اس مسئلہ کو دیوبندیوں کے مرشدانِ کرام کے لئے یوں واضح فرمایا ہے

جواللہ کو جھوٹا مانے
صالح اس کو گناتے یہ ہیں

سیدنا و مرشدنا مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں
دیکھا کہ امکانِ کذب کی ضلالت کہاں تک کھینچ کر لے گئی

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ
كَذَّبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ (پارہ ۱۲، سورہ ہود، آیت ۱۸)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے وہ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں
جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔

یہ اصل فتویٰ گنگوہی کا مہری دستخطی ان کے فتاویٰ کے معروف خط کا لکھا ہوا موجود ہے اس کے عکس لئے گئے ایک

فوٹو مدینہ طیبہ میں ہے کئی ہندوستان میں ہیں۔ اول بار ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ میں خاص میرٹھ میں اُس وقت انہیں کی قلمرو میں
تھا چھپ کر شائع ہوا اس پر مواخذات ہوا کہ اس کے بعد پندرہ برس گنگوہی صاحب بقیہ حیات رہے۔ ۱۳۲۳ھ میں مرے

کبھی نہ کہا کہ یہ فتویٰ میرا نہیں اب ان کے مرنے کے بعد اذنا ب منکر ہیں اور ان کے فتاویٰ میں ایک فتویٰ بھی داخل کر لیا
ہے کہ جو وقوعِ کذب مانے کا فر ہے مگر اس سے کیا فائدہ۔ یہ گنگوہی صاحب کی ہی تکفیر تو ہوئی تم نے خود نہ کی ان کے منہ

سے کرائی کہ اتم و مبلغ ہو لطف یہ کہ وہ فتویٰ ۱۳۰۷ھ کا ہے اور یہ ۱۳۰۸ھ کا تو وہ اگر تھا بھی اس سے منسوخ ہو گیا مسلمانوں
للہ انصاف اولاً اتنا عظیم انجسٹ گنداکفر کہ آج تک کسی ہندو مجوسی آریہ یہودی نے بھی نہ بکا ہوگا کہ اس کا معبود جھوٹا کذاب

ہے۔ گنگوہی صاحب کی نسبت شائع ہوا اس کے رد ہوں اس پر گنگوہی صاحب کی تکفیریں ہوں اور گنگوہی صاحب ۱۵
برس جبین اور اصلاً انکار نہ کریں کوئی عاقل اسے قبول کر سکتا ہے اگر اس میں ایک حرف کا بھی ان کی اصل تحریر سے فرق ہوتا

جس سے ان پر اتنا موٹا کفر آتا چیخ پڑتے اشتہار پر اشتہار شائع کرتے کہ یہ مجھ پر افتراء ہے میرے اصل فتویٰ میں یہ تھا
اس کو یوں بنا لیا ہے کہ نہ کہ سارا فتویٰ اتنے خبیث کفر کا کہ کسی پادری یا آریہ سے بھی اس کی نظیر نہ ملے گنگوہی صاحب کے

نام سے شائع ہوا اس پر رد ہوں تکفیریں ہوں اور گنگوہی صاحب پندرہ برس چپ رہیں اور اسی خاموشی کو لئے ہوئے شہر
نموشاں چل بسیں جب تک وہ بقیہ حیات رہے اہالی و موالی بھی خاموش در خواب خرگوش جب وہ بقیہ ممات ہوں تو اب یہ

شگوفہ کھلے کہ فتویٰ ان کا نہیں اس سے تو یہی آسان تھا کہ کہہ دیتے گنگوہی صاحب تھے ہی نہیں لوگوں نے ایناب اغوال کی طرح ناحق کا ایک ہیولی بنا رکھا ہے یوں نہ صرف اس کفر بلکہ تمام کفروں ضلالتوں کا ایک ساتھ فیصلہ ہو جاتا۔ ثانیاً ذرا انصاف درکار

نہاں کی مانند آن آرزلے کز و سازند محفلہا

گنگوہی صاحب نے براہین میں لکھا امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید آیا جائز ہے یا نہیں پس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے امکان کذب خلف و عید کی فرع ہے پھر اپنے رسالہ تقدیس صفحہ ۷۸ میں کہا جواز وقوعی میں بحث ہی صفحہ ۷۹ گنگوہی جواز وقوعی میں ہے نہ جواز امکانی میں صفحہ ۲۳ جواز وقوعی کا بعض اثبات کرتے ہیں اور خود ہی جواز وقوعی کے معنی بتائے صفحہ ۱۹ مراد جواز سے دو معنی ایک جواز وقوعی میں اختلاف ہے ایک گروہ جائز الوقوع مانتا ہے جس کے وقوع میں کوئی استحالہ نہیں اس پر طعن پہلے مشائخ پر طعن ہے اب اسی تقدیس کا صفحہ ۲۱ دیکھئے کہ کذب جنس ہے اور خلف و عید ایک نوع اس کی ہے اور یہ میزان منطق دان بھی جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس لازم و واجب ہے بس یہ فرمانا کہ جواز خلف و عید کے معتقد جواز کذب کے معتقد نہیں طرفہ فقرہ ہے کیا پہلے علمائے متکلمین کو کوئی ایسا گمان کر سکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس ضروری ہے کہ وہ لوگ جواز کذب کے قائل ہونگے اور یہ وہی مضمون ہے کہ ابتداً براہین قاطعہ میں ہے کہ خلف و عید میں علمائے متقدمین کا اختلاف ہوا ہے اور امکان خلف کی امکان کذب فرع ہے یعنی جنس ہے اور خلف و عید نوع اس کی دیکھئے۔ کیسی صاف تصریح ہے کہ ان قدما کا مذہب یہ ہے کہ کذب الہی کے وقوع میں کچھ استحالہ نہیں اس پر طعن پہلے مشائخ پر طعن ہے یہ سب تمہاری مشہور چھپی ہوئی کتابوں میں ہے اسی کو اس فتوائے گنگوہی میں یوں کہا اس کو کافریا بدعتی ضال کہنا نہ چاہیے کیونکہ وقوع خلف و عید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے اور واضح ہے کہ خلف و عید خاص ہے اور کذب عام ہے اور وجود نوع کا جنس کو مستلزم ہے لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے دیکھئے وہی مضمون وہی دلیل ہے جواب تک تم اپنی چھپی ہوئی کتابوں میں لکھ رہے ہو فرق صرف یہ ہے کہ یہاں وقوع کذب الہی پر کوئی استحالہ نہ مانا وہاں نفس وقوع مانا دونوں کفر یقینی قطعی اجماعی ہونے میں یکساں ہیں پھر یہ فرق بھی فقط لفظوں میں ہے حقیقتاً اتنا فرق بھی نہیں خلف و عید بمعنی عفو ہے ولہذا مجوزین اسے اللہ عز و جل کا کرم و فضل بتاتے ہیں تقدیس میں خود اس کی تصریح ہے صفحہ ۲۳ شرط نہ ہو تب بھی خداوند کریم خلف پر قادر ہے مثلاً تو بہ نہ کرے تب بھی عفو مقدور ہے ایضاً قائلان جواز کی طرف سے نقل کیا ہے کہ

وقوع خلف جائز ہے اس لئے کہ مغفرت عاصی کرامت ہے اور وہ حسن ہے دیکھو غفو و مغفرت کا نام خلف رکھا اور غفو و مغفرت یقیناً واقع ہے اور وہ اسی فتویٰ کی طرح یہاں بھی صاف کہہ چکا کہ کذب جنس ہے اور خلف نوع اور یہ کہ ثبوت جنس سے ثبوت نوع لازم و واجب ہے تو کیسا بے پردہ کہا کہ ان قدما کا مذہب یہی ہے کہ کذب الہی واقع ہے وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اس پر طعن پہلے مشائخ پر طعن ہے اس فتویٰ نے اور کیا زہر گھول دیا جس پر ہائے وائے مچاؤ تمہاری چھپی ہوئی کتابیں ڈنکے کی چوٹ وہی کہہ رہی ہیں جو اس فتویٰ میں ہے۔ ثالثاً دیوبندی رسالہ اسکات المعتمدی صفحہ ۳۱ تا دیل سے اس شخص کا مذہب جو جواز الخلف فی الوعد کا قائل ہے نہیں بدل سکتا فتویٰ اس کے باب میں مقصود ہے کہ وہ وقوع کذب کا قائل ہو کر کافر ہوا یا نہیں علیٰ ہذا القیاس صاحب الساریہ جو اکابر اشاعرہ کا مسئلہ نقل کیا ہے وہ لوگ بھی وقوع کذب کے قائل ہوئے یا نہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے دیکھئے صاف بتا رہا ہے کہ اکابر اشاعرہ اور وہ قدما وقوع کذب الہی کے قائل ہیں پھر

نمودار چیزیں چھپانے سے حاصل

سبحان اللہ فتویٰ کا وہی گنگوہی معروف خط وہی دستخط وہی مہر وہی طرز عبارت اور پندرہ سال تک گنگوہی سکوت اور ان کے جیتے جی سب بھی ساکت و مبہوت اس سبب پر خاک ڈالی جائے تو تمہاری کتابیں بے پردہ و بے حجاب ہیں وہی مضمون وہی دلیل پھر انکار آفتاب سے کیا حاصل۔

کفر نوشتہ نتواند سترو

كَذَلِكَ الْعَذَابُ ۱ وَلِلْعَذَابِ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۱ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (سورۃ القلم، آیت ۳۳)

مارا ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔

عقیدۂ اسلاف صالحین کا بھی یہی ہے کہ سیدنا مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا چند حوالہ جات از تصانیف اسلاف ملاحظہ ہوں۔

تنویر الابصار

علامہ محمد بن عبد اللہ ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ولا يوصف الله تعالى بالقدرة على الظلم السفه والكذب لان المحال لا يدخل تحت القدرة وعند

المعتزلة يقدر ولا يفعل. (تنویر الابصار)

بے عقلی اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف ہونا درست نہیں ہے کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری

اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او نسبته الى الجهل او لا عجزا والنقص ويكفر

اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا وصف بیان کیا جو اس کی شان کے لائق نہیں یا اللہ تعالیٰ کو یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

شرح فقہ اکبر

علامہ محمد بن علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

انه لا يوصف الله تعالى بالقدرة على الظلم لان المحال لا يدخل تحت القدرة وعند المعتزلة انه يقدر ولا يفعل. (شرح فقہ اکبر)

اللہ تعالیٰ کا ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال قدرت کے تحت نہیں ہے لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے اور کرتا نہیں۔ (شرح فقہ اکبر)

مکتوبات شریف

امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

او تعالى از جميع نقائص و سمات حدوث منزہ ومبرا است۔

(مکتوبات شریف فارسی صفحہ ۳۱۴ مکتوبات نمبر ۲۶۶ جلد اول)

وہ بلند ذات تمام نقائص سماتوں اور حدوث سے منزہ اور پاک ہے۔

عقیدہ دیوبند

خدا تعالیٰ کا جھوٹا ہونا ممکن ہے۔ (میکروزی مصنفہ اسماعیل دہلوی مطبوعہ فاروقی صفحہ ۱۴۵)

جھوٹ بولنے پر خدا قادر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۰ مطبوعہ دہلی)

جھوٹ مقدور الہی۔ (خلاصہ کلام تھانوی، بوادر النوار جلد ۱ صفحہ ۳۱۰)

جھوٹ قدرت الہی میں داخل ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۹)

جھوٹ خدا کی صفات میں داخل ہے۔ (الحجد المقل جلد ۲ صفحہ ۴۰)
 جھوٹی بات کہہ دینا خدا کے لئے ممکن ہے۔ (الحجد المقل جلد ۲ صفحہ ۴۲)
 افعال قبیحہ (بدفعلی وغیرہ) خدا کے لئے ممکن ہے۔ (الحجد المقل جلد ۲ صفحہ ۸۳)
 خدا سے چوری، شراب خوری بھی ہو سکتی ہے۔ (تذکرۃ الخلیل مصنفہ عاشق الہی میرٹھی)

فائدہ

دیوبندیوں کا عقیدہ مبنی بر ضلالت و مقابہت قرآن مجید کے خلاف ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۝ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۲۲)

اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۝ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۸۷)

اور اللہ سے زیادہ کسی کی بات سچی۔

تفسیر کبیر میں امام المفسرین علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں

ان المؤمن لا يجوز ان يظن بالله الكذب بل يخرج بذلك عن الايمان.

(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۷۹ مطبوعہ مصر)

کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا گمان کرے بلکہ ایسا گمان ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔

من صفات كلمة الله صدقاً والدليل عليه الكذب نقص والنقص على الله محال.

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفت میں سے ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے اور اللہ تعالیٰ میں نقص ہونا محال ہے۔

تفسیر بیضاوی

عمدۃ المفسرین امام عبدالرحمن بیضاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

لا يتطرق الكذب الى خبره بوجه لانه نقص وهو على الله تعالى فعال. (تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۵۰)

جھوٹ اللہ تعالیٰ کی خبر میں کسی طرح بھی راہ نہیں پاسکتا کیونکہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

تفسیر خازن

زبدۃ المفسرین علامہ علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

لا احد اصدق من الله فانه لا يخلف الميعاد ولا يجوز عليه الكذب .

(تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۲۲۱ مطبوعہ مصر)

مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا اور اس کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں۔

تفسیر سراج المنیر

علامہ خطیب محمد بن شربنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

قوله تعالى فلن يخلف الله عهده فيه دليل ان الخلف في خبر الله محال .

(تفسیر سراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۷۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان اس میں دلیل ہے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ کی خبر میں محال ہے۔

وقوع کذب کے معنی درست اور قدوس

پئے کی پھوٹے عجب سبز باغ لے کے چلے

حل لغات

وقوع، واقع ہونا۔ کذب، جھوٹ۔ قدوس، اللہ تعالیٰ کی صفت، منزہ و مقدس۔

شرح

دہابی دیوبندی مذہب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کذب نہ صرف ممکن ہے بلکہ واقع ہو چکا۔

لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم

ایک فتویٰ قلمی کی فوٹو علامہ غلام مہر علی صاحب مدظلہ نے اپنی تصنیف دیوبندی مذہب میں شامل کیا تھا جس میں

گنگوہی نے لکھا کہ کذب واقع ہو گیا وہ فوٹو مولانا موصوف کی تصنیف مذکور میں دیکھی جاسکتی ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا

پھر امکان تو گاتے یہ ہیں

بالفعل ان کا خدا عیبی ہے

مفتی اعظم نے فرمایا

اقول اولاً یہ سخت عیب خدا کو لگایا، ثانیاً صاف کہا کہ خدا کاذب تو ہو سکتا تھا مصلحت کے لئے صدق لیا تو صدق الہی اختیاری ہوا اور ہر اختیاری مخلوق ہے اور ہر مخلوق حادث تو صدق الہی حادث و مخلوق ہو۔ یہ کفر ہی ثالثاً وہ تو صفت کمال اسی کو مانتا ہے جس کی ضد ممکن ہو اور آلودگی سے بچنے کے لئے اس سے احتراز ہو تو تمام صفات الہیہ حادث و مخلوق ہوئیں یہ اس سے بڑھ کر کفر ہے اس کا مفصل بیان ”سبحن السبوح“ میں دیکھیں۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا

سوئے اونگھے بہکے بھولے کیا کیا گت بنواتے یہ ہیں
 غفلت ظلم تھکن محتاجی کون سا نقص براتے یہ ہیں
 کام کو اس پر مشکل مانیں خلق سے اس کو ہراتے یہ ہیں
 کھائے بھی پھر کیوں نہیں اس کو موہن بھوگ چڑھاتے یہ ہیں
 اُف کے امکان کی خواری بھیک تک اس کو منگاتے یہ ہیں
 جوڑ اور جوڑو ماں باپ اس کے بچے اس کو جتاتے یہ ہیں
 اس کا شریک اور خواری ہیں یارو سب کی کھیپ بھراتے یہ ہیں
 ذلت و عجز و خوف کا کیا غم موت تک اس کو چکھاتے یہ ہیں

مفتی اعظم نے فرمایا اقول قرآن عظیم سے ان کی آیتیں سنئے۔

لَا تَأْخُذْهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۵)

اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

لَا يَصِلُ رَبِّي وَلَا يَنْسَى (پارہ ۶، سورۃ طہ، آیت ۵۲)

میرا رب نہ بہکے نہ بھولے۔

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۷۴)

اور اللہ تمہارے کو تکوں سے بے خبر نہیں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ. (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۴۰)

اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا۔

وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ ۝ (پارہ ۲۶، سورۃ ق، آیت ۳۸)

اور تکان ہمارے پاس نہ آئی۔

فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۹۷)

اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

وَمَا ذَلِكْ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌ ۝ (پارہ ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۲۰)

اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں۔

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ الواقعة، آیت ۶۰)

اور ہم اس سے ہارے نہیں۔

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۝ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۱۴)

اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے۔

لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۝ (پارہ ۱۶، سورۃ طہ، آیت ۱۳۲)

تم تجھ سے روزی نہیں مانگتے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ الاخلاص، آیت ۴)

اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

لَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةً ۝ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۱۰۱)

حالانکہ اس کی عورت نہیں۔

لَمْ يَلِدْ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ الاخلاص، آیت ۳)

نہ اس کی کوئی اولاد۔

وَلَمْ يُولَدْ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ الاخلاص، آیت ۳)

اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔

لَا شَرِيكَ لَهُ (پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۶۳)

اس کا کوئی شریک نہیں۔

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدُّلِّ (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱۱۱)

اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں۔

لَنْ نُعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَنْ نُعْجِزَهُ هَرَبًا (پارہ ۲۹، سورۃ الجن، آیت ۱۲)

ہرگز زمین میں اللہ کے قابو سے نہ نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قبضہ سے باہر ہوں۔

وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا (پارہ ۳۰، سورۃ الشمس، آیت ۱۵)

اور اس کے پیچھا کرنے کا اسے خوف نہیں۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ (پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۵۸)

اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا

جتنے	عیب	بشر	کر	سکتا	اپنے	خدا	کو	لگاتے	یہ	ہیں
اچھے	کودے	کلائیں	کھائے	سب	کھیل	اس	کو	کھلاتے	یہ	ہیں
مرد	بھی	عورت	بھی	خنثی	کیا	کیا	سوانگ	رچاتے	یہ	ہیں
اپنے	خدا	کو	محفل	محفل	کوڑی	ناچ	نچاتے	یہ	ہیں	ہیں
چاروں	سمت	اک	آن	میں	ناچ	اس	کا	یہ	دکھاتے	یہ
جو	مکھے	برہما	اور	کانہا	آگے	سیس	نواتے	یہ	ہیں	ہیں
دیو	کے	آگے	گھنٹی	بجا	بم	اس	سے	بلواتے	یہ	ہیں
لنگ	جلہری	کی	ڈنڈو	تین	پوجا	پاٹ	کراتے	یہ	ہیں	ہیں
کتنی	اشنان	اور	بیماسکی	ڈبکی	اس	کو	کھلاتے	یہ	ہیں	ہیں
زانی	مزنی	اُچکا	ڈاکو	سارے	جھولے	جھلاتے	یہ	ہیں	ہیں	ہیں
کون	سی	خواری	باقی	چھوڑی	سب	اس	سے	کرواتے	یہ	ہیں

مفتی اعظم نے فرمایا کہ ان افعال پر انسانی و حیوانی قدرتیں محتاج بیان نہیں دیکھو، سٹنا، پھیلنا سانپ میں۔ مرد و عورت اپنے اپنے مخصوص اعضاء سے مخصوص کام کرتے ہیں وہ ان میں جس کا کام نہ کر سکے قدرت میں اُس سے گھٹے تو ضرور ہے کہ وہ عورت کے لئے مرد اور مرد کے لئے عورت ہو سکے اور جب دونوں وصف ہیں تو خنثی مشکل ہوا۔ چار فاحشہ اگر ایک محفل میں رقص کرتی ہوں ہر ایک ایک طرف تو جوان فرض کیجئے اس میں اگر ان کا معبود ایک ہی طرف کو منہ کر کے ناچ سکے تو تین فاحشہ سے قدرت میں گھٹے ناچار واجب کہ ایک آن میں چاروں طرف منہ ہو ہندو برہما کو جو کھامانتے اور کنھیا کو نکلیا جانتے۔ تفویت الایمانی معبود و ہابیہ نے دونوں وصف لئے یہاں تک ڈیڑھ سو قول خود امام الطائفہ و ہابیت کے تھے آگے مریدوں کی طراریاں ہیں مریدین دو بھانت ہو گئے غیر مقلدین جن میں اب تازہ سربر آوردہ امرتسر کا ایک ایڈیٹر اخبار ہے وہ علمی مادہ اتنا ہی رکھتا ہے جتنا آج کل ایک اردو ایڈیٹری کو درکار ہے معہذا دوسری قسم کے بالائے طاق خود اسی کے ہم مشرب غیر مقلد اس کی گمراہی و بددینی کے معتقد اور کتاب چابک لیٹ نے ثابت کر دیا کہ وہ درپردہ نام اسلام آریہ کا ایک غلام اور باہم جنگ زرگری کام ہاں قابل ذکر دیوبندی حضرات ہیں جو خنثی بلکہ چشتی نقشبندی تک بن کر مسلمانوں کو بہکاتے ہیں۔ پھر غیر مقلدوں کا رد و ہلنہ کو شامل نہیں کہ یہ کہنے کو ان سے جدا ہیں اور و ہلنہ پر رد غیر مقلدوں پر رد ہے کہ وہ ان پر جی سے فدا ہیں خود امرتسری کو اپنے اور ان کے ملتہ واحدہ ہونے کا اقرار ہے اور ان کے حامی سنت و صرملت ہونے کا اظہار ہے لہذا ان کی خبر گیری اصل کار ہے۔ وباللہ التوفیق

ابتداً قول اذ ناب دیوبند مثل مدرس اول مدرسہ دیوبند محمود حسن صاحب وغیرہ کو ذکر کیا ہے اگر چہ وہ بھی درپردہ ساختہ پرواختہ ان کے اصول ہی کا ہے پھر ان کے اقامت ثلاثہ عالی جناب رشید احمد گنگوہی صاحب و جناب قاسم نانوتوی صاحب و خلف الکل جناب اشرف علی تھانوی صاحب کی باری ہے اور نگاہ انصاف سے دیکھنے والے کے لئے مرثوۃ توفیق باری ہے۔

وہو المعین وبہ استعین

بیس اضافہ دیوبندیاں

کھل عیبی پوچ خدا کو
پوجتے اور پجاتے یہ ہیں

شرح

آدمی کا شراب پینا یہی ہے کہ باہر سے اپنے جوف میں منہ کی راہ سے شراب داخل کرے اور ان کا عقیدہ ہے کہ خدا بھی ایسی شراب خواری کر سکتا ہے کہ بندہ جو کچھ کرے خدا اپنے لئے کر سکتا ہے اب ان کا خدا جوف دار کھل نہ ہوا تو شراب کا ہے میں داخل کریگا منہ کا چھید نہ ہو تو شراب کا ہے سے پیئے گا تف ہے ایسے جھوٹ معبود اور اس کے عابدین مردود پر۔ اب معلوم نہیں کہ وہ تند شراب ان کے خدا کی طاقت بڑھا کر پیٹ ہی میں پڑی گن لایا کرے گی یا اس کا فضلہ منہ کی راہ قے ہو جائیگا یا کوئی اور سوراخ بھی ہے جس سے باہر آئیگا دیوبندی صاحبوں سے اس کا فتویٰ مطلوب ہے۔

لاکھوں کروڑوں خدا کے پجاری
پھر توحید مناتے یہ ہیں

شرح

یہ تصریح اگرچہ چھاپی ان بزرگوار خلیفہ اعظم گنگوہی صاحب نے مگر اس کے قائل سارے کے سارے دیوبندی اور سب وہابی ہیں یہی ان کے امام الطائفہ اسماعیل کی دلیل ذلیل کا حکم ہے کہ خدا اس پر قادر نہ ہو تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے۔

دم ہے محمود حسن صاحب، خلیل احمد صاحب، تھانوی صاحب وغیرہم کسی دیوبندی یا وہابی مقلد یا غیر مقلدین کہ اسماعیل دلیل بنانے اس پر سے یہ بھاری کفر اٹھانے کو اس کا جواب لاسکے اپنے کروڑوں خداؤں میں سے ایک بھی گھٹا سکے۔

كَذَلِكَ الْعَذَابُ ۝ وَلِلْعَذَابِ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۝ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (سورۃ القلم، آیت ۳۳)

مارا یہی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔

اضافہ حضور مفتی اعظم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ضروری الملاحظہ

مسلمانوں واحد قہار عز جلالہ کے غضب سے اسی کی پناہ پھر اس کے حبیب اکرم ﷺ کی پناہ جب وہ کسی سے اس

کا دین لیتا ہے عقل و حیا پہلے چھین لیتا ہے۔ دیوبندیوں، وہابیوں پر یہ قاہر و مدت سے بار بار شائع ہو رہا ہے مگر سب خواب عام میں ہیں وہ تو فرما ہی دیا تھا کہ فلاں فلاں وغیرہم کسی دیوبندی یا وہابی مقلد یا غیر مقلدین بیدمیں دم کہاں اور دم نہیں تو جواب کیسا۔

کچھ ایسا سوائے ہیں سونے والے کہ حشر تک جا گنا قسم ہے سوتا کبھی جاتے بھی مردہ کیا کروٹ لے

مگر شیر پنجاب لاندہ ہی مسٹری ای ایچ ثناء اللہ امرتسری پھر پھری آئی پرچہ المحدث ۱۶ مئی میں فتاویٰ مبارکہ ”العطاء النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ“ کے رسالہ باب العقائد و الکلام کا مضمون ہدایت مشحون (جس میں عام وہابیہ کی ۱۳ ضلالتیں، خباثتیں اور ان کے ساتھ دیوبندیہ کی ۱۸۲ اور ان کے ساتھ غیر مقلدوں کی پوری ۱۰۰ مع سند و حوالہ مذکور ہیں جن میں یہ قاہرہ بھی ہے) نقل کر کے اپنا اور اپنے عیبی بھائیوں کا دکھار دیا جواب ناممکن تھا مگر قسموں کی ڈھال بنائی کہ ہم خدا کو اور اس کے فرشتوں کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ یہ ہم پر دیوبندیوں اور وہابیوں پر سراسر بہتان ہے جھوٹ ہے افتراء ہے۔ سبحان اللہ اس رسالہ مبارکہ میں سودیلوں سے یہی تو ثابت فرمایا تھا کہ تم خدا کو جانتے ہی نہیں جو خدا ہے اسے تم مانتے ہی نہیں اور جسے مانتے ہو اللہ عز و جل اس سے برتر و متعالیٰ ہے پھر خدا جانے کس خدا کو گواہ کر کے یہ صریح جھوٹا حلف بک رہے ہو۔ اللہ عز و جل پہلے ہی فرما چکا ہے

وَيُشْهِدُ اللَّهُ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ ۚ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۴)

اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے۔

اتَّخِذُوا إِيمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلہ، آیت ۱۶)

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے تو اللہ کی راہ سے روکا تو ان کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

بات صاف تھی حوالے موجود تھے اللہ بھلا کرے حامی سنت، حاجی بدعت حاجی منشی محمد لعل خان صاحب سلمہ کا انہوں نے مبارک رسالہ ”یک گز و سہ فاختہ ہمناک“ ملقب بلقب ایڈیٹری ایچ اور اس کے حلفی بیچ بیچ در بیچ اس کے رد میں شائع فرمایا اور آنکھوں سے معذور ایڈیٹر کو آفتاب مشعلوں سے دکھایا سو کے سو قاہرہ وہابیہ و دیوبندیہ کی عبارات بحوالہ نقل فرما کر ثابت کر دیئے اور ان کے سوا مسٹر کے اسی پرچے سے ان کے پندرہ کفر اور گنوا دیئے اور بتا دیا کہ تمہیں اللہ عز و جل کے اسمائے حسنی پر ہرگز ایمان نہیں اور ساتھ ہی وہ جو مسٹر مدت سے تعریف اہل سنت میں جھولتے اور ہر ایک پر منہ آ کر پھولتے تھے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اسلام کی تعریف ان سے پوچھی کہ اسلام کے مدعی ہو پہلے یہ بتاؤ اسلام کسے کہتے

ہیں اس کی ایسی تعریف دکھاؤ جس پر ویسے اعتراض نہ ہو سکیں جو تم تعریف اہل سنت پر بگھارتے ہو اور ساتھ ہی لکھ دیا کہ ہم کہہ دیتے ہیں نہ دکھا سکو گے پھر کس منہ سے مسلمانی کے مدعی ہو۔ نیز ثابت کر دیا کہ تمہارے انہیں اعتراضوں سے اللہ و رسول جل و علا ﷺ نے اسلام و ایمان کی جو تعریفیں فرمائیں سب غلط ٹھہرتی ہیں نیز اسی پر ایک قاہر سوال کیا کہ دیکھو اللہ و رسول جل و علا ﷺ نے رسولوں کو ماننا رکن ایمان بتایا اور تمہارا ایمان تفویت الایمان میں کہتا ہے اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور دن کو ماننا محض خبط ہے اب فرمائیے اللہ و رسول نے محض خبط کو رکن ایمان بنایا یا اسمعیل دہلوی رکن ایمان کو محض خبط کہہ کر کافر ہوا اور جب وہ کافر تو اس کے متبع اس کے معتقد تم اور دیوبندی سب کافر ہوئے یا نہیں۔

بینوا تو جروا بینوا تو جروا بینوا تو جروا

غرض وہ مختصر مبارک رسالہ قابل دید ہے کلمتہ زکریا اسٹریٹ نمبر ۲۲ حاجی صاحب موصوف سے مل سکتا ہے مسٹر کا پرچہ ۱۵ شعبان کا تھا اور یہ مبارک جواب ۲۷ شعبان کو مسٹر کی منجلی منجلی طبیعت نے بہزار مصیبت دو مہینے تو جھیلے چھپ رہی سو جتنی ہوگی کہ نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن جواب دے تو کیا دے۔ روشن آفتاب کو کمرانے کی بڑی آڑ جھوٹا حلف تھا اس یک گز و سرفاختہ نے اس کی ڈال بھی چھلنی کر دی نہ دے تو ڈھٹائی بے حیائی کا دھرم بھر شٹ ہوتا ہے آخر تیسرے مہینے یہی سو جھی کہ کچھ نہ کچھ یک دو رسول کو ماننا تو محض خبط ٹھہر ہی چکا ہے اور اللہ بھی خیال ہی خیال ہے جو چوریاں کرے شراہیں پئے ایسے کا کیا خوف تو جو کچھ ہے

إِنَّ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَ نَحْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ (پارہ ۱۸، سورۃ المؤمنون، آیت ۳۷)

وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے جیتے ہیں اور ہمیں اٹھنا نہیں۔

تو دنیا میں سکوت کی رو سیا ہی کیوں لیں لہذا ۴ ذی القعدہ کو اس مبارک رسالے پر ریز کی حیا ہوتی تو اب کوئی جواب دیا جاتا کچھ اپنی اور اپنے سارے طائفہ کی گمراہی بنائی جاتی مگر ناممکن واقعہ کیونکر ہو جائے اور جھوٹے حلف کی ڈھال پہلے پاس پاش ہو چکی ہے لہذا اب اپنا اور دیوبندیوں سب کا کافر دہریہ ہونا صاف کھلے لفظوں میں قبول فرمایا اور جنہوں نے رسالہ مبارک کہ یک گز و سرفاختہ یا وہ ارشاد جلیل باب العقائد و الکلام نہ دیکھا ہو ان پر دن دھاڑے اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلی کہ ہم تو ایسا ماننے والوں کو کافر دہریہ کہہ رہے ہیں بھلا ہم ایسا مانتے حالانکہ ہر دیکھنے والا دیکھ رہا ہے کہ یقیناً تم ہی ایسا مانتے ہو اور یقیناً تمہیں وہ ہو جسے خود کافر دہریہ کہہ رہے ہو یہ حال بھی تھا نوی صاحب سے سیکھی انہوں نے سالہا سال قاہر ضربوں سے صدے جھیل کر بسط البنان میں یہی ڈھرا پکڑا کہ کھلے لفظوں میں اپنا کافر ہونا قبول کیا

بلکہ جتنے علمائے کرام حرمین شریفین نے ان پر لگائے تھے اس پر بھی اضافہ کیا جس کا بیان ان کے اقوال میں آتا ہے پھر بھی انہوں نے اپنی پگڑی بنانے کی دم توڑنے کی کچھ حرکت نہ سوچھی تو جس پر ۱۲۲ قاہرہ ضربیں واقعات السنان اور ۲۹۲ سرشمن ردخال السنان میں ہوئے۔ مسٹرای ای ایچ بیچارے کچھ نہ بول سکے صرف اپنے کفر و دہریت کے اقرار و اعلان پر قناعت کی اس مضمون میں اہلحدیث کے تقریباً سات کالم سیاہ کئے۔ ڈھائی کالم میں تو رسالہ مبارکہ کا کلام نقل کیا ہے باقی سارا رونا لڑ پکڑ کا رویا ہے کہ طرزِ تحریر خراب ہے اور اس رونے میں بھی اپنے معدوم ایمان کو پھر رو بیٹھے۔ (کشف ضلال دیوبند صفحہ ۸۴ تا ۸۵)

سب خبریں قرآن کی جھوٹی
پرانی روا ٹھہراتے یہ ہیں

اب تو الوہیت بھی سدھاری
ڈھول سے کھال گناتے یہ ہیں

شرح

گنگوہی صاحب نے جس طرح براہین قاطعہ اُٹھائی کے نام سے تصنیف کی جس کا پردہ خود ان کے محرر نے کھول دیا فتاویٰ گنگوہی حصہ دوم صفحہ ۱۱۲ از محمد یحییٰ حضرت کی کتاب براہین قاطعہ میں یہ بحث مدلل ہے پھر مرثیہ گنگوہی کے آخر میں اسے صراحتاً تالیفات گنگوہی میں گناہوں ہی تنزیہ الرحمن کے رد کرنے کو یہ رسالہ تقدیر ایک اور شخص کے نام سے شائع کیا یہ شدید کفر اس میں ہے۔

اولاً صاف تصریح کہ یہ کلام اللہ کہ ہم پڑھتے ہیں اس کا جملہ جھوٹا ہو سکتا ہے مسلمان جانتے ہیں کہ اس کے کسی جملے کو بھی ایسا سمجھنا قطعی کفر ہے۔

واقول ثانیاً جھوٹ وہی بات ہو سکتی ہے جو فی نفسہ جھوٹ ہو چکی بات کبھی جھوٹ نہیں ہو سکتی تو فقط جواز نہیں بلکہ قرآن کا جملہ جملہ فی الحقیقہ جھوٹ ہوا۔

واقول ثالثاً جواز ہی دیکھئے تو اس کے جملوں میں ”هو الله بھی ہے یعنی وہ اللہ ہے اس کا کذب بھی ممکن ہوا یعنی جائز ہے کہ وہ اللہ نہ ہو اور جس کا اللہ نہ ہونا جائز اس کا اللہ نہ ہونا واجب کہ اللہ کا اللہ نہ ہونا ہرگز جائز نہیں ہو سکتا تو ثابت

ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ اللہ نہیں اور قرآن کریم معاذ اللہ بالفعل جھوٹا ہے اور کفر کی سر پر سینگ ہوتے ہیں

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

یہ ہیں گنگوہی دھرم۔

رب کا غضب ہو وحی سے پہلے
کس کو ضال بتاتے یہ ہیں

بلکہ کہا ایمان سے خالی
لعنت ہو کیا گاتے یہ ہیں

جن آیتوں کا دھوکا دے کر گنگوہی صاحب نے محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ شدید گالیاں دیں ان کے معافی کی تحقیق شفاء شریف امام قاضی عیاض و مواہب شریفہ امام احمد قسطلانی و مدارج شیعہ و تفاسیر علمائے معتمدین میں دیکھئے یہاں اتنا کافی کہ ایمان سے مراد احکام تفصیلیہ ہیں کہ ان کا علم وحی سے ہو اور نہ محال ہے کہ کوئی نبی قبل از وحی مومن نہ ہو وہ پیش از وحی بھی نہ صرف ایمان بلکہ اس اعلیٰ درجہ ولایت کبریٰ پر ہوتا ہے کہ نہایت مدارج اولیاء ہے اور ضال زبان عرب میں کمال محبت میں سرگزشتہ کو کہتے ہیں خود ابنائے یعقوب علیہ السلام نے اپنے والد کریم نبی اللہ کی نسبت دوبار یہ لفظ بمعنی شدت محبت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام استعمال کیا۔

إِنَّا أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ (پارہ ۱۲، سورۃ یوسف آیت ۸)

بیشک ہمارے باپ صراحتہ ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۹۵)

خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی میں ہیں۔

زمان مصر نے کہ اُس وقت تک ہدایت و ضلالت جانتی ہی نہ تھی بوجہ عشق حضرت یوسف یہی لفظ حضرت زلیخا کو کہا

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرِيْهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (پارہ ۱۲، سورۃ یوسف، ۳۰)

ہم تو اسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں۔

ان تینوں آیتوں میں ضلال بمعنی شدت محبت ہے یوں ہی اس چوتھی میں تو معنی کریمہ یہ ہوئے کہ اللہ عز و جل نے

تمہیں اپنی محبت میں والہ و شیفہ پایا تو تمہیں اپنے وصال کی طرف راہ دی مگر گمراہ بے ایمان کو سوا گمراہی و بے ایمانی کے کیا سوجھے۔

قَتَلَهُمُ اللَّهُ اَ اَنۡیۡ یُّؤَفِّکُوۡہُ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۳۰)

اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

اور ایک ظلم یہ کہ ان دو آیتوں کے ساتھ آیت کریمہ

وَ اِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیۡنَ (پارہ ۱۲، سورۃ یوسف، آیت ۳)

اگرچہ بیشک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی۔

بھی شمار کردی اور اسے معاذ اللہ ایمان سے نبی کریم ﷺ کی غفلت قرار دیا حالانکہ وہاں ذکر قصہ یوسف علیہ

الصلوٰۃ والسلام کا ہے کدوچی سے پہلے۔

ہمارا دور

جیسے سیدنا مرشدنا مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے اپنے دور کے بدفہموں کو دلائل قاہرہ سے جوابات لکھے یہ ان کا مرتبہ

ہے ہمارے دور میں تو ان کے زمانے سے بھی کئی گنا زیادہ بدفہم ہیں یہ بھی امام احمد رضا قدس سرہ کی انہی عبارت کو لکھ کر

عوام کو بہکاتے ہیں کہ لودیکھو یہ ہے امام احمد رضا بریلوی جو اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی گستاخیاں لکھتا ہے چنانچہ ایک بدفہم

کا حال دیکھئے مولانا حسن علی رضوی اپنی تصنیف قہر خداوندی بردھما کہ دیوبندی میں اس بدفہم کی عبارت نقل کر کے صفحہ

۲۹۹، ۳۰۰ میں جواب لکھتے ہیں ہم ان کی کتاب سے دھماکہ اور قہر خداوندی کی ساری عبارت پیش کر رہے ہیں۔

نقل کفر کفر نباشد

مصنف دھماکہ نے اپنے کتابچہ کے سرورق کے آخری صفحہ پر **العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ ۷۴۵** کی ایک

عبارت ابتدائی الفاظ کاٹ کے یوں نقل کی ہے

اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے ایسے کو جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل رہنا، ظالم ہونا،

حسی ہو کر مرجانا سب کچھ ممکن ہے۔ کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ کرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کھلنا، عورتوں سے جماع

کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتیٰ کہ منث کی طرح خوف مفعول بننا کوئی خباثت کوئی فضیحت اس کی

شان کے خلاف نہیں وہ کھانے کا منہ، بھرنے کا پیٹ اور مردی اور زنی کی علامتیں (آلہ تناسل اور شرمگاہ) بالفعل رکھتا ہے

صمد نہیں جو خدا رکھل ہے، سیوچ و قدوس نہیں خنثی مشکل ہے یا کم سے کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے ڈبو بھی سکتا ہے زہر کھا کر گلا گھونٹ کر بندوں مار کر خود کشی بھی کر سکتا ہے، اس کے ماں باپ جو رو بیٹا سب ممکن ہے بلکہ ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے ربڑ کی طرح پھیلتا اور سکڑتا ہے، برہما کی چوکھ ہے۔

اس عبارت کو مصنف دھما کہ نے اس انداز سے پیش کیا ہے کہ گویا یہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ میں اس عبارت کی ابتداء یوں فرمائی ہے وہابیہ کس کس کو خدا مانتے ہیں ایسے کو جس کا علم حاصل کئے سے حاصل ہوتا ہے اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے۔

مصنف دھما کہ پہلی عبارت چٹ کر گئے اور ایسی ترتیب سے اس عبارت کو نقل کیا کہ پڑھنے والا یہ سمجھے کہ یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت نے یہ صفات وہابیہ کے خدا کے بیان فرمائے ہیں اور اس میں وہابیہ کی کتابوں کے حوالے نقل فرمائے ہیں جن کو مصنف دھما کہ نے دھوکہ کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا اور حتیٰ کہ ابتدائی الفاظ کاٹ دیئے۔ بہر حال اعلیٰ حضرت نے جو عقیدے گنائے وہ وہابیہ کے خدا ہیں یعنی وہابیہ ایسے خدا کو مانتے ہیں اور یہ سب کچھ اپنی طرف سے نہیں بلکہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی ایک کتاب **یک روزی صفحہ ۱۴۵** سے لیا ہے مولوی اسماعیل دہلوی نے امکان کذب باری تعالیٰ پر دو دلیل قائم کی ہیں ایک فرقہ معتزلہ سے سیکھ کر یہ دلیل دی جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں اس سے اس کی مدح کرتے ہیں اور صفت کمال یہی ہے کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لئے چھوڑے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اکثر آدمی جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔ (**یک روزی صفحہ ۱۴۵**)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے مذکورہ نقائص اس مردود عقیدہ اور ملعون مغالطہ کی بناء پر ارقام فرمائے اور ان کے بیان سے ایسے بد عقائد کی مذمت اور رد و ابطال مقصود ہے نہ کچھ اور ظاہر ہے کہ انسان یا حیوان مذکورہ بالا افعال قبیحہ پر قادر ہے تو اس کا معبود بھی یہ سب باتیں کر سکے تو خداوند قدرت انسان و حیوان سے گھٹ جائے۔ بتائیے امام اہل سنت نے اپنی طرف سے معاذ اللہ خدا تعالیٰ پر کیا بہتان باندھا اور وہابیہ پر کون سی آن قیامت ڈھائی جو شرافت انسانی کے نام پر با حیا انسانوں سے درمندانہ اپیل کی نوبت آئی۔ اس بات کا تو اس بحث کی پہلی سطر میں مصنف دھما کہ نے خود اعتراف کیا ہے

لکھتا ہے ”بریلوی مذہب کے بانی مولانا احمد رضا نے شاہ اسماعیل شہید کے ذمہ خدا کا یہ تصور لگایا ہے جب یہ تسلیم ہے تو پھر“ **یک روزی صفحہ ۱۴۵** دیکھ لیجئے۔ اسماعیل دہلوی کے عقیدہ کا یہی مفہوم ہے یا نہیں باقی رہی مزے لے لے کر بات بڑھانے کی بات تو اس کا مرتکب تو خود مصنف دھما کہ بھی ہوا ہے۔ **العتایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ** کی بریکٹ بند محالہ بالا عبارت کی پانچویں سطر میں **(آلہ تاسل اور شرمگاہ)** ایجادِ بندہ ہے یا نہیں ہے۔ مصنف دھما کہ کے اپنے ہی الفاظ میں افسوس کہ انہوں **(مصنف دھما کہ)** نے اس باب میں ذاتِ کبریا جل و علا کا بھی لحاظ نہ کیا وہ کچھ کہہ گئے ہیں جن کے ذکر سے زبان لرزتی اور قلم رکتا ہے۔

جہاں میں کوئی بھی کافر سا کافر ایسا ہے
کہ اپنے رب پہ سفاہت کا داغ لے کے چلے

حل لغات

سفاہت، کم عقلی

شرح

بتاؤ جہاں میں ان جیسا کوئی ایسا کافر ہے جو اپنے رب تعالیٰ پر بیوقوفی، کم عقلی کا داغ لے کر چلے ہیں ان کی مذمت میں امام احمد رضا قدس سرہ نے الاستمداد میں فرمایا

کذب الہی مکر کہہ کر دین و یقین سب ڈھاتے یہ ہیں
کذب کا کیا غم ہاں کوئی کاذب سمجھے اسے ڈراتے یہ ہیں
ان کو بھلا بھلا کے ہو جھوٹا اس کا پاس دلاتے یہ ہیں

اس کی شرح میں سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ نے لکھا کہ اسماعیل دہلوی کی **یک روزی صفحہ ۱۴۵** ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو۔ براہین قاطعہ گنگوہی طبع دوم صفحہ ۱۲ مکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہ نکالا قدما میں اختلاف ہے۔ مسلمانو! جب اللہ ہی کا جھوٹا ہونا ممکن ہوا پھر اس کی کون سی بات کا اعتبار رہا دین و ایمان سب ہاتھ سے گیا۔

فائدہ

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اہل اسلام دلیل لائے تھے کہ اللہ عز و جل نے **”وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ“** فرمایا کہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کے پچھلے اگر کوئی حضور کے مثل اور ہو تو حضور خاتم النبیین

نہ ہوں اور اللہ کی بات معاذ اللہ جھوٹ ہو۔ امام وہابیہ نے اس کا ایک جواب تو یہ دیا کہ خدا کا جھوٹ کیا محال۔ ایک جواب یہ دیتا ہے کہ **یکروز ص ۱۴۴** ممکن ہے کہ یہ آیت لوگوں کو بھلا دی جائے تو اب اگر حضور اکرم ﷺ کی مثل دوسرا ہو سکا تو بندوں کا کسی آیت کو جھوٹا کہنا لازم نہ آئے گا۔

اقول

دیکھو صاف کہا کہ آیت اگرچہ واقع میں جھوٹی پڑے مگر کوئی جھوٹی کہہ تو نہیں سکے گا کہ بندوں کو پہلے ہی بھلا دی ہے جب یاد ہی نہیں تو کس کی تکذیب کریں۔ غرض سارا ڈر بندوں کا ہے جب ان پر اندھیری ڈال دی پھر پیٹ بھر کر جھوٹ ہو کیا پرواہ ہے مسلمانوں یہ کیسا گنداکفر ہے۔

انتباہ

مسلمانوں! اس نے کیسا صاف لکھا کہ عیب کی آلائش خدا میں ہو سکتی ہے مگر اس سے بچنے کے لئے مصلحتاً احتراز کرتا ہے عیب کی گنجائش ہونا ہی اس سبوح قدوس کے لئے سخت بھاری عیب ہے تو بالفعل اپنے بندہ کو عیبی مان رہا ہے۔

فائدہ

حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے فرمایا کہ امام الوہابیہ **یکروز ص ۱۴۵** میں معاذ اللہ مولیٰ عزوجل کے امکان کذب پر دو دلیلیں دیں ایک معتزلی گمراہوں سے سیکھ کر یہ کہ جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں اس سے اس کی مدح کرتے ہیں اور صفت کمال یہی ہے کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لئے چھوڑے سلب عیب کذب و انصاف بہ کمال صدق سے ایسے ہے شخص کی مدح کریں گے نہ اس کی جس میں وہ عیب آسکتا ہے نہ ہو۔

اقول

اس خباثت کا مفصل رد **سبحن السبوح تنزیہ** میں ہے۔ یہاں ان نمبروں میں اس دلیل ذیل پر تنقیدیں نقص ہیں کہ دیکھو قرآن عظیم نے ان باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی حمد کی تو تیری تقریر سے تیرے نزدیک یہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لئے معاذ اللہ ممکن ہوئیں۔ دیکھ ان میں کیا کیا خباثتیں ہیں مرنا تک ہے تو تو نے خدائی بھی کھوئی کہ جس کی موت ممکن ہو خدا نہیں ہو سکتا ہر امر کے مقابل اُس کی آیت۔

فائدہ

امام الوہابیہ کی دوسری دلیل یہ تھی کہ اکثر لوگ جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے یہ اٹھارہ نقص اس ملعون مغالطہ پر ہیں ظاہر ہے کہ انسان یا حیوان اس افعال پر قادر ہے تو اس کا معبود بھی یہ سب باتیں کر سکے گا ورنہ قدرتِ انسانی بلکہ حیوانی سے گھٹ رہے گا۔ اسی قاعدہ پر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے وہابیہ دیوبندیہ پر چند اشعار لکھے۔

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شور بے ہی سے کھائے
بٹیر ہاتھ نہ آئے تو زاغ لے کے چلے

حل لغات

بٹیر، ایک چھوٹا سا مشہور پرندہ۔ زاغ، کوا

شرح

اندھے کو عادت پڑ گئی ہے کہ کھانا شور بے سے کھائے بیچارے کو بٹیر تو ہاتھ نہ آئے تو کوا لے کر چلا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی

فضلائے دیوبند کا قطب عالم ہے بیچارے عمر میں اندھا ہو گیا تھا اور بد قسمتی سے بڑھاپے میں دانت بھی گر گئے اب سوائے نرم غذا کے کام نہ بنتا تھا۔ اسی لئے اسے دونوں غذائیں نرم لازمی تھیں (۱) میٹھی (۲) نمکین (۱) میٹھی غذا میں حلوہ کو اختیار کیا۔

(۲) نمکین غذاؤں میں بٹیر سے بڑھ کر اور کوئی غذا نہ تھی لیکن وہ اندھے کو کیا ملتا آنکھوں والے بھی اس کے حصول میں بڑے جتن اور حیلے کرتے ہیں تو سہولت سے کوا ہی مل سکتا تھا کہ یہ نمکین بھی ہے اور بٹیر کا بدل بھی اسی لئے مولوی رشید احمد گنگوہی کو کوا حلال اور کارِ ثواب لکھنا پڑا۔ (فتاویٰ رشیدیہ جس کا حوالہ پہلے گزرا)

مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجئے فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے نرم نرم حلوہ کھانے کا ملتا ہے۔ (اضافات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳)

فائدہ

گنگوہی کو حلوے کا کتنا چہرہ تھا کہ دانت بنوانے کو تیار نہ ہوا کہیں مریدین سے آنے والے حلوے مانڈے بند نہ

ہو جائیں۔

فائدہ

مولوی عبداللہ درخواستی ہمیشہ تقریر میں کہا کرتا تھا ہم حلوائی نہیں شیدائی ہیں یہ اس کا واضح سفید جھوٹ تھا اس لئے اس جماعت کی شیدائیت سب کو معلوم ہے لیکن حلوائی نہ ہونے کی نفی ان کا قطب عالم گنگوہی فرما رہا ہے اس سے خود اندازہ کر لیں کہ یہ لوگ کہتے کیا ہیں اور کرتے کیا ہیں۔

کوئے سے دیوبندیوں کا عشق

فقیر ابھی سن شعور کو پہنچا تو علاقہ پکالاڑاں ضلع رحیم یار خان پاکستان کی ایک بستی کورائی بلوچ سے صدا سنی کہ یہاں کے دیوبندی لوگوں نے کوئے کھائے اور فتویٰ دیا کہ کوا حلال ہے اور یہ حرام خور مرغی کی طرح ہے اسی لئے اسے تین روز قید میں رکھنے کے بعد اس کے ساتھ مرغی جیسا سلوک کیا جائے۔ ان کے اس فتویٰ اور عمل سے علاقہ میں کوؤں کے لئے شامت آگئی لیکن یہاں دیہاتی دعائیں دیتے کہ فصل اجاڑنے والے کوؤں سے نجات مل گئی ادھر ان کے پیرو مرشد مولوی عبداللہادی دین پوری کو معلوم ہوا کہ ان کے مریدین مولویوں کے فتویٰ اور عمل سے علاقہ میں دیوبندیت کا منہ کالا کیا جا رہا ہے تو دین پور سے بھاگ کر پکالاڑاں پہنچ کر جماعت کو بصد منت و سماجت اس فتویٰ کے اظہار سے روکا۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ اگر وہ مریدوں کو کوا خوری سے نہ روکتا تو ایک طرف علاقہ سے دیوبندیت کا جنازہ اٹھتا تو دوسری طرف سے علاقہ کے لوگوں کوؤں کی شرارت سے محفوظ ہو جاتے لیکن قدرت کو جو منظور تھا وہی ہوا۔

عادت سے مجبور

یہ لوگ کوا خوری سے مجبور ہیں ہمارے دور میں ۱۹۷۷ء میں فرقہ دیوبند یہ کے بعض مولویوں نے جشن مناتے ہوئے دور دور سے لوگوں کو بلا کر دعوتیں دیں اور لطف اندوز ہوئے اور اخبارات پاکستان میں اسی جشن کی روئیدار شائع ہوئی ملاحظہ ہو ”۲۱ اگست محمد اکبر نامہ نگار“

جشن کوا خوری

یہاں جمعیت علمائے اسلام سے تعلق رکھنے والے متعدد علمائے کرام نے کوئے کے گوشت کو حلال قرار دیا اور اپنے اس فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے کوؤں کے گوشت سے اپنے کام و دہن کی توضیح بھی کی۔ یہ علمائے کرام مدرسہ جامعہ حسینیہ حنفیہ میں جمع تھے جن میں جمعیت علمائے اسلام سرگودھا کے صدر حکیم شریف الدین، قاری فتح محمد (کراچی والے)

قاری محمد صدیق (جھنگ والے) اور حافظ محمد ادریس (سلانوالی) شامل تھے۔ ان علماء کا متفقہ فیصلہ تھا کہ کوئے کا گوشت حلال ہے انہوں نے اس فتویٰ پر اس طرح عمل کیا کہ کوئے کے گوشت کی ایک دعوت میں اس سے لطف اندوز ہوئے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۷ اگست ۱۹۷۷ء)

اس پر عوام کی طرف سے لعن طعن ہوئی تو بعض مولویوں نے سیاسی پہلو اختیار کرتے ہوئے اخبار مشرق میں برأت کا اظہار کیا تو اس کی تردید میں اسی اخبار مشرق میں تردید شائع ہوئی۔ ملاحظہ ہو

سلانوالی ۱۳ اگست۔ سلانوالی کے تیس سماجی کارکنوں، تاجروں، آڑھتیوں اور دوسرے افراد نے جمعیت علمائے

اسلام ہزاروی گروپ سرگودھا کے صدر حکیم شریف الدین کرنالی کے اس بیان کی تردید کی ہے کہ مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی میں کوئے کا گوشت نہیں کھایا گیا۔ انہوں نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ہم سب اور ہمارے بڑے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی میں ایک اجتماع کے دوران کتابوں کے حوالے سے کوئے کو حلال قرار دیا گیا پندرہ دن تک اس پر اصرار کیا گیا اور وہاں کوئے کے گوشت کی دعوت بھی ہوئی لیکن جب کہ مدرسے کی آمدن بند ہو گئی اور لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی تو یہ بیان دیا گیا کہ نہ ہی انہوں نے کوئے کو حلال کہا اور نہ ہی اسے کھایا گیا۔ (مشرق لاہور ۶، ۱۹۷۷ء۔ ۸۔ ۲۵)

اس تفصیل سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ واقعی کوا خور اور ان کے بعض خواہ مخواہ کوئے کی قسمیں گننے شروع ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کے مولوی رشید احمد صاحب نے تذکرۃ الرشید میں صاف لکھا ہے کہ کوا جیسا بھی دیسی یا پردیسی کالا یا سفید اس کی تمام قسمیں حلال طیب ہیں۔ اب فقیر اس کا لے کوئے کے متعلق کچھ عرض کرتا ہے قبل اس کے کہ اس کی تفصیل عرض کر دوں اہل اسلام کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پا کاں زند

کچھ یہی حال ان بیچاروں کا ہے کہ انہوں نے جب فتویٰ بازی شروع کی کہ میلا د شریف و عرس شریف و گیارہویں شریف کی شیرینی وغیرہ حرام تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سزا مقرر فرمائی کہ کسی کو الوکھلایا تو کسی کو بجو تو ان غریبوں کو غلاظت خور کوا۔ کسی نے خوب فرمایا

مٹھائی محفل میلا دیہ کس طرح کھائے کہ اس کمبخت کو چمکا تو کوئے کی غذا کا ہے

فقیر نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے بنام ”ارتقاء الشہاب عن وجہ الغراب“

اس کا خلاصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

تمام فقہاء کرام اور محدثین کے نزدیک یہ دیکھی کو (زاغ معروف) حرام ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَ (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۷)

اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔

لہذا اس آیت سے ہر خبیث شے کا حرام ہونا ثابت ہے اور یہ کو خبیث ہے اس لئے کہ اس کو طبیعت سلیمہ خبیث جانتی ہے اور نفرت کرتی ہے ہر بھلا آدمی اگر چہ گاؤں کا رہنے والا کیوں نہ ہو اس سے نفرت کرتا ہے خود حلال کہنے والے بھی اس کی طرف رغبت نہیں کرتے (ورنہ اعلانیہ کھاتے) اور نفرت شرعاً اس کے خبیث ہونے سے ہے جو موجب حرمت ہے۔

اشعۃ للمعات میں ہے

ومراد بخبث آنچه پلید داند طبع سلیم ضد طیب

در مختار میں کوئے کو ملحق بالخبائث لکھ کر فرمایا

والخبیث ما تستنخبه الطباع السلیمة خبیث وہ ہے جس سے سلیم طبیعتیں نفرت و گھن کریں

اسی لئے کوئے کی طرف زمانہ نبی کریم ﷺ سے آج تک کسی نے رغبت نہ کی ہر قرن ہر زمانہ کے مسلمان نفرت ہی کرتے رہے اور کرتے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ یہ کو خبیث ہے اور آیت کریمہ ”وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَ“ میں داخل ہے۔ علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

لانه حیوان خبیث الفعل خبیث الطعم

یعنی کو خبیث الفعل و خبیث الطعم حیوان ہے۔ (حیوة الحیوان جلد ۲ صفحہ ۹۴)

کو چونکہ موذی ہے اس کی طبیعت میں ایذا رسانی ہے اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس کو فاسق فرمایا اور محرم کے لئے بھی اس کے قتل کی اجازت دی حالانکہ محرم کے لئے شکار حرام ہے لہذا ثابت ہوا کہ جس طرح اور موذی جانور ہیں یہ کو بھی موذی ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو کو کھاتا ہے حالانکہ نبی

کریم ﷺ نے محرم کے لئے اس کے قتل کی اجازت اور اس کا نام فاسق رکھا خدا کی قسم وہ طیبات سے نہیں ہے۔ (سنن بیہقی جلد ۹ صفحہ ۳۹۷)

تفسیر موضح القرآن صفحہ ۱۰۰ پر مذکور ہے کہ کو استھری چیز نہیں بلکہ خبیث و ناجائز ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ جانور ہیں کوئی حرج نہیں اس شخص پر جو ان کو حرم میں اور احرام کی حالت میں قتل کر لے چوہا، کوا، چیل، بچھو اور کٹکھناکتا۔ (مشکوٰۃ)

ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ یہ کواموزی ہے اور فاسق جانور ہے اس کا وہی حکم ہے جو سانپ، بچھو، چوہ وغیرہ کا ہے جس طرح چوہا، سانپ، بچھو وغیرہ کھانا حرام ہے اسی طرح کوا کھانا بھی حرام ہے۔ کنز میں ہے

لا الا بقع الذی یا کل الحیب

یعنی البقع جائز نہیں جو مردار کھاتا ہے۔

اس کی شرح فتح المعین میں ہے

وہ ہے جس میں سیاہی سفیدی ہو

هو الذی فیہ سواد و بياض البقع

جب صاحب کنز نے البقع کو حرام فرمایا اور شارح نے البقع کی تفسیر کر کے تعین کر دیا کہ البقع وہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی ہو تو اب اس دیسی کوئے کی حرمت میں کیا شبہ رہ گیا۔

اس عبارت کنز کا فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کیا ہے (جو دیکھنے کے بھی بزرگوار ہیں) اس میں مذکور ہے

مراد از البقع زاغ متعارف است رنگ گردن آں بہ نسبت پرو باز و لیش سفیدی باشد

یعنی البقع سے مراد یہ مشہور کوا ہے جس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پرو باز و کے سفید ہوتا ہے۔

اسی عبارت کا اردو ترجمہ مولوی محمد احسن دیوبندی نے احسن المسائل میں کیا ہے مگر جو البقع کے مردار کھاتا ہے

حرام ہے اور البقع سے مراد یہی دیسی کوا ہے کہ اس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پروں کے سفید ہوتا ہے اس کا کھانا حرام ہے

کوئے کی حلت کا قول صرف مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا خانہ ساز فتویٰ ہے جو فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۹۶ پر مذکور ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زاغ معروف کی حرمت کا قول کیا ہے اور کوا خور گنگوہی کا

تعاقب کرتے ہوئے رسالہ ”دفع زاغ“ میں ہی زبردست اعتراضات وارد کئے جن کا مرتے دم تک گنگوہی سے کوئی

جواب نہ بن پڑا۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ”ارتقاء النقاب عن وجہ الغراب“ میں ہے۔

لطیفہ

کوے نے جس طرح دیوبندی وہابی فرقہ میں پلچل اور قلعہ دیوبند میں زلزلہ برپا کیا ہے اس پر عربی کا یہ شعر خوب چسپاں ہے

اذا كان الغراب دليل قوم سيهد يهم طريق الها لكين

یعنی جس فرقہ کا کوارہنما ہو وہ انہیں ہلاک ہونے والوں کی راہ رکھائے گا۔ ہدہد کے ساتھ بھی اسی کوے کا مقابلہ ہوا۔ اس کا مختصر واقعہ فقیر آنے والے اشعار میں عرض کریگا۔ ان شاء اللہ عزوجل

خبیث بہر خبیثہ خبیثہ بہر خبیث
کہ ساتھ جنس کو بازو کلاغ لے کے چلے

دل لغات

کلاغ، ایک شکاری پرندہ، جنگلی کو، اغیاث میں ہے بضم وفتح زاع، دشتی۔

شرح

قرآنی فیصلہ ہے کہ خبیث خبیث کو نصیب اور خبیثہ خبیثہ کو ہر جنس اپنی جنس کے ساتھ چلتی ہے باز باز کے ساتھ کوا کوا کے ساتھ۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز باباز

ہر جنس اپنی ہم جنس کی طرف پرواز کرتی ہے کبوتر کبوتر کے ساتھ باز باز کے ساتھ۔

عربی مقولہ کا ترجمہ ہے

الجنس الى الجنس یمیل جنس جنس کی جانب میلان کرتی ہے۔

قرآن مجید میں ہے

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۲۶)

گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے۔

فائدہ

یہ آیت دراصل ہے تو مرد اور عورت کے باہمی رشتہ کے لئے لیکن بقاعدہ اصول تفسیر کہ آیات کا مورد اگر چہ خاص ہوتا لیکن حکم عام ہوتا ہے اس قاعدہ پر اب معنی مطلب یہ ہوا خبیث آدمی خبیث باتوں کے درپے ہوتا ہے اور خبیث باتیں

خبیث آدمی کا وطیرہ ہوتی ہیں۔

معجزہ قرآن مجید

یہ معجزہ ایسا روشن ہے کہ دورِ حاضرہ میں بھی اس کا ظہور واضح ہے مثلاً جب سے دیوبندیوں و ہابیوں نے حلال غذاؤں، میلا و شریف، معراج شریف کی شیرینی، گیارہویں شریف اور اعراس اولیاء کرام کے چاول اور بزرگانِ دین کے مزارات کے بکرے اور شبِ برأت کا حلوہ وغیرہ وغیرہ کو حرام کہا اللہ تعالیٰ نے ان کی قسمت میں وہ غذائیں مقرر فرمادیں جنہیں سن کر نفاست طبع انسان کو قے آنے لگتی ہے۔

حلال اشیاء حرام		حرام اشیاء حلال
شربت و آبِ سمیل امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرام		ہولی و دیوالی کا کھانا جائز

لطیفہ

دیوبندی فرقہ کو کوئے سے ایک اور گہری مناسبت ہے وہ یہ کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے علمی کمال کے منکر ہیں تو وہ کوہِ ہد کے علمی کمال کا جیسا کہ عارفِ رومی نے مثنوی شریف میں واقعہ بیان فرمایا۔

ہد کے قصہ کا خلاصہ

جانور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں آدابِ شاہی بجالاتے تھے جب ہد ہد کی دربار میں حاضر ہونے کی باری آئی تو اس نے کہا اے بادشاہ میں اپنے ادنیٰ سا ہنر بیان کرتا ہوں اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بتاؤ وہ کون سا ہنر اور بھید ہے۔ ہد ہد نے کہا اے آقا جب میں بلندی پر اُڑ رہا ہوتا ہوں تو زمین کی تہہ تک پانی کا سراغ لگا لیتا ہوں اور مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ پانی کہاں کہاں ہے کسی چیز سے نکل رہا ہے لہذا اپنے لشکر کے فائدے کے لئے مجھے آپ اپنے ساتھ رکھیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے ہد ہد تو ہمارے ساتھ رہ تا کہ ہمارے لشکر کے لئے اور ہمارے لئے پانی دریافت کرے اور ہمارے لشکر کو پیاس کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

کوئے نے جب ہد ہد کی یہ بات سنی تو وہ حسد کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا اے بادشاہ ہد ہد نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط اور بے بنیاد ہے اے بادشاہ اگر واقعی ہد ہد ایسا ہوتا تو وہ جال میں کیوں پھنستا جب اس کو پانی نظر آ سکتا ہے تو جال کیوں نظر نہیں آتا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ سن کر ہد ہد سے کہا اے ہد ہد تو میرے سامنے شیخیاں کیوں بگھاڑ رہا ہے۔

ہد ہد نے کہا اے بادشاہ یہ کو امیر دشمن ہے اور حسد کی وجہ سے وہ مجھ پر الزام لگا رہا ہے میں نے جو دعویٰ کیا ہے وہ جھوٹا نہیں ہے اگر میرا دعویٰ جھوٹا ہے تو میرا سر اور میری گردن حاضر ہے یہ کو جو خدا کے حکم کا منکر ہے خواہ ہزاروں عقلیں رکھے مگر پھر بھی کافر ہے۔

اے بادشاہ! یہ حقیقت ہے کہ اگر قضا میری آنکھوں کو بند نہ کرے تو میں ہوا میں جال کو بھی دیکھ لیتا ہوں مگر جب قضا آتی ہے تو اس وقت عقل بھی سو جاتی ہے تو وہ سورج اور چاند کی روشنی کو گھن لگا سکتی ہے اور ہد ہد کا عذر معقول ہے کیونکہ قضا و قدر کے سامنے ہزاروں تدبیریں خاک میں مل جاتی ہیں اور قضا و قدر کے سامنے بڑے بڑے اولیاء بلکہ خود حضرات انبیاء علیہم السلام بھی سر تسلیم خم کر دیتے ہیں چنانچہ ہد ہد نے اپنے اسی دعویٰ پر حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ دلیل کے طور پر پیش کیا۔ واقعہ ہد ہد ہم نے **صدائے نئی شرح مثنوی جلد دوم** میں تفصیل سے لکھا ہے۔

جو دین کوؤں کو دے بیٹھے ان کو یکساں ہے

کلاغ لے کے چلے یا اُلاغ لے کے چلے

حل لغات

کلاغ، جنگلی کوا۔ الاغ، بضم اول و در آخر غین معجمہ بمعنی سواری و مرکب کہ آزا بیگار گویند بمعنی اسپ۔

شرح

جو لوگ کوؤں کو دین دے بیٹھے ان کے لئے برابر ہے کہ وہ کوالے کر چلیں یا کوئی اور جانور حرام وغیرہ۔

رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے

تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

حل لغات

آہ، افسوس، ہائے۔

شرح

اے رضا امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا تم مدینہ پاک پہنچ کر کسی سگ طیبہ کے قدم بھی چومے تھے تم کہاں

اور سگ طیبہ کہاں افسوس ہے تم کتنا اونچا دماغ لے کر چلے تھے کہ سگ طیبہ کے قدم چوموں گا بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

تمہارے جیسے سگ طیبہ کے قدم چوم سکتا ہے۔

ازالہ وہم

بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ عشاق سگ طیبہ کو اتنا کیوں بڑھا رہے ہیں لیکن یہ وہ کہتے ہیں جنہیں عشق سے نا آشنائی ہے ورنہ ثواب بھی کہتے ہیں

حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

تفصیل تو فقیر شرح حدائق بخشش جلد چہارم میں اور مستقل تصنیف ”نسبت سگت“ میں عرض کر چکا ہے یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کرتا ہے۔ حضرت عارف رومی قدس سرہ نے اپنی مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ حضرت مجنوں سگ لیلیٰ کی بے حد تعظیم کرتے تھے کبھی اس کے پاؤں چومتے کبھی اس کا منہ اور اسے خوب کھلاتے پلاتے کسی نے اعتراض کیا کہ قیس جی کتابلید ہے اور پلیدی کھاتا ہے لیکن آپ ہیں کہ اسے چومتے ہیں اور حد سے بڑھ کر اس کی تعظیم و تکریم کر رہے ہیں۔ حضرت مجنوں نے جواباً فرمایا

اندر آبنگر تواز چشمان من

گفت مجنوں تو ہمہ نقشی وتن

پاسبانِ کوچہ لیلیٰ است این

کاین طلسم بستہ ہا مولیٰ است این

اے معترض تو صرف ظاہر بین ہے اور چشم باطن سے محروم میری چشم باطن سے اسے دیکھئے وہ یہ کہ یہ کتابیری محبوبہ لیلیٰ کے کوچے کا پاسبان ہے جس سے میں محروم ہوں اس اعتبار سے تو یہ کتاب مجھ سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ این چہ بود گفت این سگ گاہے گاہے کوئے لیلیٰ رقتہ بود

مجنوں نے سگ لیلیٰ کے پاؤں چومے تو مخلوق نے کہا یہ کیا مجنوں نے کہا یہ وہ کتاب ہے جو کبھی کبھی لیلیٰ کے کوچے میں آتا جاتا ہے۔

یہی عشاقِ مدینہ کا حال ہے کہ وہ بھی سگ طیبہ پر رشک کرتے ہیں کہ یہ کتاب وہ ہے جو ان گلیوں میں گھومتا پھرتا ہے جہاں ہر وقت ہزاروں ملائکہ سجدہ ریز اور طواف کناں ہیں علاوہ ازیں کتاب مخلوق میں رذیل ترین ہے اور محبوبانِ خدا اس کی اذالت کے پیش نظر خود کو محبوب کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے کسی درویش کو دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف منہ کر کے کتے کی طرح بول رہا ہے اس نے وجہ دریافت کی تو درویش نے فرمایا کہ عرصہ دراز سے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا سوال کر رہا ہوں مگر حال سدائے اجابت سے محروم ہوں بالآخر میرے دل میں

خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی پسند ہے اور کتے سے بڑھ کر کوئی ایسی مخلوق نہیں جس کی عجز و نیاز کی مثال پیش کی جاسکے اسی لئے میں آواز سگ التجا کر رہا ہوں شاید اس طریق سے اس کا دریائے رحمت جوش میں آجائے

نہادم ز سر کبر درائی خود

چون دیدم کہ نے چارگی می خرد

کہ مسکین تراز نگ کسی

چون سگ برورش بانگ کردم بسی

جب میں نے دیکھا کہ میرا آقا عاجزی و نیکی سے پسند ہے میں نے اپنے سے تکبر اور خود رانی کو دور کر کے کتے کی طرح آواز کر رہا ہوں اس لئے کہ کتے سے بڑھ کر اور کوئی عاجز نہیں اور ہے بھی یہی حقیقت کہ اللہ تعالیٰ کو یہاں بڑی پسند ہے اور اپنے محبوبوں کو بھی اس کتے کے بھیس میں پند و نصیحت کا سامان پہنچتا ہے۔

حکایت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم ایک دن بازار میں جا رہے تھے ایک تنگ گلی سے گزرنا تھا لیکن ایک کتا کچڑا لود بٹھا پایا آپ نے دل میں سوچا کہ بہتر ہے کہ یہ کتا یہاں سے اٹھ جائے تاکہ میں گزر جاؤں اور اس کے پلید چھیننے مجھ پر نہ پڑیں پلید چھیننے مجھ پر پڑ گئے تو میرے کپڑے خراب ہو جائیں گے۔ کتے نے بزبان حال کہا بہتر یہ ہے کہ آپ ایک طرف سے گزر جائیں اور مجھے یہاں بیٹھے رہنے دیں کیونکہ آپ کی چھینٹ میری چھینٹ سے زیادہ پلید اور خطرناک ہے کیونکہ میری چھینٹ کی پلیدی تو ایک چلو پانی سے صاف ہوگی یعنی اس وقت اگر میں آپ کے کہنے سے راستہ صاف کر دوں تو آپ کے دل میں غرور اور تکبر آجائے گا کہ اتنا بڑا کامل ولی ہو چکا ہوں کہ اب کتے بھی میرے حکم سے چون و چرا نہیں کرتے ممکن ہے کہ نجاست تکبر کی وجہ سے آپ کا دامن خفت کی بہ نسبت زیادہ میلا ہو جائے جو نقص مراتب کا موجب ہے فرماتے ہیں میں کتے کا جواب سن کر خاموش ہو گیا اور خوف زدہ ہو کر ایک طرف سے گزر گیا۔ (انفاس العارفین)

عموماً لوگ کتے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر صوفیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خدا تعالیٰ کی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق کو بھی برا نہیں کہتے بلکہ اپنے نفس کو سب سے زیادہ ذلیل و خوار سمجھتے ہیں۔

بلبل شیراز لکھتے ہیں کہ قدوة السالکین حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک زخمی کتے کو دیکھا جو بھوک اور پیاس کی وجہ سے بیتاب ہو رہا تھا آپ نے اپنے زادراہ میں سے نصف اس کے آگے کھانے کو دیا اور رو کر فرمانے لگے کہ کون جانتا ہے کہ ہم دونوں میں سے کون بہتر ہے بظاہر میں تم سے بہتر ہوں لیکن اگر میرا پاؤں صراطِ مستقیم پر قائم رہا تو

خدا تعالیٰ مجھے قیامت کے دن اپنے فضل سے بخش دیگا اگر خدا نخواستہ میں راہ راستی سے پھر گیا تو یہ کتنا ہزار درجہ مجھ سے بہتر ہوگا کیونکہ کتے باوجود نجس ہونے کے بھی دوزخ میں نہیں جائیں گے۔

بعزت نہ کردند در خود نگاہ

راہ این است سعدی کہ مردانِ راہ

کہ خود را بہ از سگ نہ بنداشتند

ازیں بوملائک شرف داشتند

یعنی اے سعدی! خدا تعالیٰ کے بندوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اس واسطے فرشتوں پر فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو کتے سے بھی بہتر نہیں جانتے۔

کتے میں اعلیٰ صفات

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کتے میں دس صفات ایسی ہیں جو ہر مومن صالح میں ہونی چاہیے۔

(۱) بھوکا رہ کر صبر کے ساتھ وقت گزار دیتا ہے۔

(۲) اس کی کوئی مستقل رہائش گاہ نہیں متوکلین کی طرح جہاں جگہ مل جاتی ہے بیٹھا سوتا ہے۔

(۳) رات کو نہیں سوتا اگر سوتا ہے تو بہت کم۔

(۴) مرنے کے بعد کچھ نہیں چھوڑتا۔

(۵) وفادار ہے جس کا کچھ کھا لیتا ہے وہ اُسے ہزار بار دھتکارے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔

(۶) بہت تھوڑی جگہ پر راضی ہو جاتا ہے۔

(۷) کوئی اس کی جگہ چھین لے یا قبضہ کر لے تو اسے چھوڑ کر دوسری جگہ جا بیٹھتا ہے۔

(۸) اسے مارنے اور ظلم کرنے کے باوجود بھی اگر پھر اسے بلا کر ٹکڑا کھلایا جائے لوٹ آتا ہے اس سے بغض اور کینہ نہیں رکھتا۔

(۹) کھانا رکھا ہو اور اسے ملے گا تو وہ اس کا انتظار کرتا ہے صبر کر کے دیکھتا تکڑا ہوتا ہے۔

(۱۰) جب کسی وجہ سے ایک مکان چھوڑ جائے تو پھر مکان کی طرف منہ کر کے بھی نہیں دیکھتا۔ (روض الراحین مصنفہ

قطب مکہ امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حکایت نمبر ۱۴۲)

نوٹ

یہ عام کتوں کے متعلق ہے سگِ طیبہ کا کیا کہنا انہیں مدینہ پاک سے منسوب ہونے پر وہ شرف ملا کہ

اصحابِ کھف روزے چند بمردمان بہ نشست مردم شد

اور سگانِ طیبہ کو نامعلوم کیا دولت نصیب ہوتی ہے اسی لئے عشاقِ سگِ طیبہ سے نسبت کے ادعاء کو بھی بے ادبی

سمجھتے ہیں۔ مولانا قدسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ میں لکھا ہے

نسبت بسگت کر دم بس منفعلم زانکہ نسبت بسگت کوئی تو شد بے ادبیست

آپ کے درِ اقدس کے کتے سے میں نے اپنی نسبت جوڑ دی میں نے جرأت کی اس لئے کہ آپ کے کتے سے نسبت کا
دعویٰ کرنا آپ کے کتے کی بے ادبی ہے۔

☆☆☆☆☆☆